

مٹی دیے مائیں

ارفہ اعجاز

مٹی دیے مائیں تیرا حال ماں نے پوچھا ہے

کیسے خوں بہایا میں سوال ماں نے پوچھا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ اک مشہور مقلولہ ہے مر جاؤ یا مار دو اس میں دو آپشنز ہوتے انسان کے پاس یا تو وہ سامنے والے کو مار دے یا وہ خود مر جائے لیکن جب یہی آپشنز جب کسی فوجی جو ان کے سامنے آئیں کسی محاذ پر تو وہ اس مقلولے کو کچھ اس طرح بدلتے ہیں 'مرتے ہوئے سامنے والے کو بھی مار کے جاؤ'

اگر سامنے والا مر گیا تو اچھا ہو گا ملک کا اک دشمن کم ہو گا لیکن اگر وہ فوجی خود مرے گا تو سامنے والا بچ جائے گا اور پھر سے اس کے وطن عزیز کی طرف میلی نظر سے دیکھے گا اور یہ بات اک فوجی کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے

اس وقت اس کے سامنے بھی بس یہی دو آپشنز دے تھے لیکن وہ اک فوجی تھا کیسے برداشت کر لیتا کے اس کا دشمن بچ جائے یا مرتے مرتے بھی بہت سا نقصان کر جائے

اس نے اک نظر پورے کمرے میں دوڑائی تھی جہاں اک کونے میں چالیس سے پچاس پولیس کیڈٹس تھے اور اک نظر اپنے سامنے کھڑے شخص پہ ڈالی تھی جس کے ساتھ بمب بندھا ہوا تھا وہ بار بار اس کا بٹن دبانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ہڑبراہٹ ایسی تھی کہ بٹن دبے کا نام ہی نہ لے رہا تھا اگر وہ اسے بلاسٹ کر دیتا تو ان دونوں کے ساتھ ساتھ وہ چالیس پچاس کیڈٹ بھی اپنی جان کی بازی ہار دیتے

اور یہ بات اسے ہر گز منظور نہیں تھی اک پل میں فیصلہ کیا تھا اس نے کیونکہ زیادہ وقت نہیں تھا اس کے پاس اس نے اک لمحے کو آنکھیں بند کر کے اپنے سارے پیاروں کے چہرے یاد کیے تھے اور اس کے چہرے پہ مسکراہٹ چمکی تھی جسے وہ ہونٹوں میں دبا گیا تھا

اگلے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور ان آنکھوں میں چمک تھی جنون تھا عشق تھا اپنے وطن کے لیے کچھ بھی کر جانے کا عزم تھا اپنے لوگوں کی جان بچالینے کی خوشی تھی

غلط بات ہے ہم وفاداری نہیں کرتے

محبت بانٹتے ہیں ہم اداکاری نہیں کرتے

بروقت جب آتا ہے وطن پر اے وطن والوں

ہم اپنی جان دیتے ہیں غداری نہیں کرتے

موسم سرما کے اوائل دن تھے ایبٹ آباد میں آج کئی دنوں بعد سورج نے اپنا دیدار کروایا تھا چمکتی دھوپ ہر شے پہ پھیلی ہوئی تھی اس سنہری دھوپ سے ایبٹ آباد کے پہاڑوں پہ بھی چمک تھی

اب وہی موجود پاکستان ملٹری اکیڈمی کا کول کی طرف آتے ہیں جو کہ ایبٹ آباد کے پہاڑوں کے درمیان گھری اک شان سے کھڑی تھی جس کے ماتھے پہ جھومر کہ طرح سجا ہوا تھا 'لونگ لو پاکستان' اور اس کی اینٹرنس پہ بڑا بڑا کندھا تھا "پاکستان ملٹری اکیڈمی"

اس وقت اکیڈمی کے باہر بھانت بھانت کے لوگ تھے جو کہ اپنے بیٹوں بھائیوں کو یہاں چھوڑنے کے لیے آئے تھے اور جو نوجوان یہاں آئے تھے وہ چمکتی آنکھوں سے اکیڈمی کو دیکھ رہے تھے یہ جانے بغیر یہاں ان کا ایسا گرگڑا لگنا ہے جو وہ کبھی زندگی میں نہیں بھولیں گے

انہی نوجوانوں میں وہ ریان خان بھی شامل تھا جو کہ پشاور سے آیا تھا آنکھوں میں ڈھیر ساری چمک اور اشتیاق لیے ہر طرف دیکھ رہا تھا وہ خوش تھا بہت ہی خوش تھا کیونکہ آج اس کی بچپن کی خواہش پوری ہوئی تھی وہ پی ایم اے میں کھڑا تھا اور ابھی تک اسے اس بات پہ یقین نہیں آ رہا تھا

"بس کر دو بچے کب سے دیکھے ہی جا رہا ہو بے فکر رہو دو سالوں کے لیے یہی ہو جی بھر کے دیکھنا" حبیب اللہ خان نے اسے اک ہی طرف نظریں جمائے دیکھ کر کہا تھا

"بابا مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا میں پی ایم اے میں ہوں" اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا تھا اس کی بات حبیب اللہ صاحب ہنس دیے تھے جبکہ وہی ان سے تھوڑی دور کھڑے اس کے سینئر کیڈٹس نے شیطانی مسکراہٹ لیے اسے دیکھا تھا جیسے شکاری اپنے شکار کو دیکھتا ہے

"لالے اس کو اچھی طرح یقین دلانا ہے کہ یہ پی ایم اے میں ہے" اک نے دوسرے کو دیکھتے کہا اور پھر دونوں ہنس پڑے تھے

"کر لو یقین میرے شیر تم اپنے خوابوں کی منزل پہ کھڑے ہو" انہوں نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا "بابا دعا کریے گا میں اپنے مقصد میں سرخرو رہوں جس کے لیے میں یہاں آیا ہوں دعا کریے گا جب یہ مٹی مجھے پکارے میں اس کا قرض چکانے کے لیے تیار رہوں دعا کریے گا جب مجھے دھرتی ماں پکارے میں اسی وقت اس کی پکار پہ لبیک کہوں" ان کے ہاتھ پکڑ کر چومتے اس نے اک جذب سے کہا تھا

"کیوں نہیں میرے شیر میں ضرور دعا کروں گا اللہ تمہیں بلکہ اس وطن کے ہر بیٹے کو اس کے مقصد میں سرخرو کرے" انہوں نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا

" چلو دیکھو چار بجنے میں بس دس منٹ رہتے ہیں اور چار بجے اکیڈمی کے اندر ہونا ہے اس لیے اجازت دو مجھے اب " حبیب اللہ صاحب نے گھڑی پہ اک نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا پھر وہ اس سے مل کر وہاں سے چلے گئے جبکہ اس نے اک دفعہ پھر نظریں اکیڈمی پہ جمائی تھیں

"صاحب آپ ابھی تک یہاں کھڑے ہیں آپ کے لیے کیا ہم کوئی سپیشل انویٹیشن کارڈ لائیں" وہ ابھی مزید دیکھتا کہ اک آفیسر نے وہاں آکر اونچی آواز کہا تو وہ بوکھلاتے ہوئے ان کے ساتھ بسز کی طرف بڑھا تھا بس میں بیٹھ کے اکیڈمی کے اندر جاتے وہ چمکتی آنکھوں سے ارد گرد دیکھ رہا تھا جو خیالات وہ بند آنکھوں سے بنتا تھا وہ آج سچ ہو گئے تھے اور وہ انہیں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا

پھر ساری کاغذی کاروائی کے بعد باری آئی تھی کٹنگ کی ریان جس نے اپنے بال بہت محنت سے اتنے گھنے کیے تھے انہیں تو اتر سے نیچے گرتے دیکھ اسے صدمہ ہوا تھا لیکن اگلے ہی پل اس نے خود سے یہ کہہ کر کوئی بات نہیں کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے' خود کو تسلی دی تھی

ساری چیزوں سے فارغ ہو کر وہ تھکے تھکے انداز میں اپنے کمرے کی طرف بڑھا رہا تھا اور ساتھ یہ بھی سوچی جا رہا تھا اس کا روم پارٹنر پتہ نہیں کیسا ہو گا

"ہے پور کو" اک کرخت آواز پہ وہ اپنی سوچوں سے نکلا تھا اور سامنے کی طرف دیکھا تھا جہاں دو کیڈٹ کھڑے اسے گھور رہے تھے جو شاید نہیں یقیناً اس سے سینئر تھے

"می؟" ریان نے اپنی طرف انگلی اشارہ کرتے کہا تھا

"یس یو" اس کی بات پہ ریان اپنا سامان وہی رکھتے جل تو جلال کا ورد کرتے آگے بڑھاتا کیونکہ اسے پتہ تھا پی ایم اے میں سینئرز جو نیئرز کے ساتھ بہت برا کرتے ہیں

"یس سر" وہ ان کے سامنے جا کر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا

"گیٹ ڈاؤن اینڈ سٹارٹ پیش اپس" ان میں سے اک بولا تو ریان نے آنکھیں بڑی کر کے انہیں دیکھا تھا
"جی سر؟" اس نے حیرانگی سے کہا تھا

"بہرے ہو کیا سنائی نہیں دیا تمہیں؟ میں کہہ رہا ہوں پیش اپس سٹارٹ کرو" اس نے اونچی آواز میں کہا تھا
"بٹ سر،،،" ریان نے کچھ کہنا چاہا تھا

"شٹ اپ پی ایم اے میں صرف یس سر چلتا ہے نو سر، بٹ سر، سوری سر اور تھینک یو سر کی کوئی گنجائش نہیں
انڈرسٹینڈ؟" چلاتے ہوئے کہا گیا تو اس نے بس سر ہلایا

"ناؤ سٹارٹ" اسے کہہ کر وہ دونوں آپس میں باتیں کرنا شروع ہو گئے جبکہ اس نے دونوں کو بے بسی سے دیکھتے پیش اپس
کرنے شروع کیے تھے

اسے کافی دیر ہو گئی تھی پیش اپس کرتے لیکن نہ ہی ان دونوں کی باتیں ختم ہوئی تھیں اور نہ ہی انہوں نے اسے رکنے کا کہا تھا
وہ اب تو وہ باقاعدہ ہانپ گیا تھا

"سٹاپ" اس آواز کو سنتے وہ تیزی سے رکتے سیدھا کھڑا ہوا تھا

"ویکم ٹوپی ایم اے" مسکراتی آواز میں اسے کہتے وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تو وہ بھی دانت پیستے دونوں کی پشت کو گھورتے دل ہی دل میں انہیں کوس کر اپنا سامان اٹھا کر روم کی طرف بڑھ گیا تھا

وہ روم میں آیا تو دروازے کھولتے سامنے ہی اسے اپنا ہم عمر اک لڑکا سر ہاتھوں میں گرائے بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا اور اسے دیکھتے اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا

"اسلام وعلیکم ایم ریان خان اینڈیو؟" ریان نے سامان رکھتے ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے اس سے کہا تھا

"وعلیکم سلام ایم معیز بہروز شاہ" اس نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تھا ریان نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا تھا

"تم کہاں سے ہو؟" اس نے آپ جناب کے تکلف کے بغیر پوچھا تھا

"مرادا آباد، پشاور سے اور تم" ریان نے جواب دیتے لگے ہاتھ اس بھی پوچھ لیا تھا

"میں یہی ایبٹ آباد سے ہوں" اس نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا تھا

"گڈ" ریان نے کہتے سامان اٹھایا تھا تاکہ الماری میں سیٹ کر سکے اس کے بعد میس میں جا کر کھانا کھانا تھا اور اس کے بعد

اس کا ارادہ سونے کا تھا کیونکہ وہ بہت شدید تھکا ہوا تھا

"کیا تم بھی اپنے والد کی ضد پہ آئے ہو پی ایم اے؟" اس نے تجسس سے پوچھا تھا

"نہیں اپنی مرضی سے آیا ہوں" اسے جواب دیتے وہ الماری کھول کر سامان سیٹ کرنے لگا تھا

"میں اپنی مرضی سے بالکل نہیں آیا میرے ابا نے مجھے زبردستی یہاں پھنسا دیا ہے" اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا تھا

"اچھا اب اپنی کہانی سنانے مت بیٹھ جانا اٹھ کے اپنا سامان سیٹ کرو ابھی کوئی آگیا چیکنگ کرنے تو تمہارے ساتھ میں بھی مار جاؤں گا اور میرا فحلال ایسا کوئی ارادہ نہیں" ریان نے بیڈ پہ پھیلے اس کے سامان کو دیکھتے دو ٹوک کہا تھا اس کی بات پہ معیز نے بھی اپنا سامان سیٹ کرنا شروع کر دیا تھا

اس کام سے فارغ ہو کر دونوں نے ہاتھ منہ دھویا اور میس کی طرف بڑھ گئے تھے جب وہ دونوں میس میں داخل ہوئے تو سارے ٹیبلز تقریباً فل تھے بس اک ٹیبل پہ دو تین کرسیاں خالی تھیں وہ دونوں اسی ٹیبل کی طرف بڑھ گئے

میس میں سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے بس چچوں کی پلیٹوں سے ٹکرانے کی آواز آرہی تھی معیز جسے بہت سخت بھوک لگ رہی تھی وہ بغیر ادھر ادھر دیکھے ٹیبل کے گرد خالی کرسیوں میں سے اک کھینچ کے بیٹھ گیا تھا جبکہ ریان کھڑا ہی رہا تھا ٹیبل پہ موجود سینئر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا بلکہ گھورا تھا ان کے معیز کو دیکھنے کے انداز پہ ریان نے اس پہ فاتحہ پڑھ لی تھی

"بہت بھوک لگی ہے؟" معیز جو سالن کا ڈونگہ اٹھا رہا تھا اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھ کر پہلے تصدیق کی کہ سامنے والا اس سے ہی مخاطب ہے یا کسی اور سے سب کو کھانے میں مصروف دیکھ کر اور سامنے والے کی خود پہ ٹکی نظریں دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ وہ اسی سے مخاطب ہے

"یس سر" معیز نے کہنے کے ساتھ سر بھی ہلایا تھا

"تو کیوں نہ تمہیں پی ایم اے کی فینس ڈیش بلکہ مشروب یعنی سوپ پلایا جائے" معیز کی بات پہ اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور پھر اسے دیکھتے کہا تھا سوپ کا نام سن کر معیز کے منہ میں پانی آگیا تھا اور اس نے جلدی سے سر ہلایا کہ وہ پینے کے لیے تیار ہے

"گڈ،،، چلو پہلے گلاس اٹھا کر اپنے سامنے رکھو" اس کے کہنے پہ معیز نے حیرت سے اسے دیکھا تھا اور پھر گلاس اپنے سامنے رکھا تھا

"چلو اب گلاس آدھا پانی کا بھرو" معیز نے تابعداری سے جگ اٹھا کر گلاس میں پانی ڈالا تھا

"اب اس میں شور بہ ڈالو" اس نے سامنے پڑے چکن کے ڈونگے کی طرف اشارہ کیا تھا

"جی سر؟" معیز نے آنکھیں پھاڑ کر اپنے سینئر کو دیکھا تھا جیسے اس کی دماغی حالت پہ کوئی شبہ ہو

"میں نے کہا گلاس میں شور بہ ڈالو اب ہری اپ" اب کی بار اس نے تیز آواز میں کہا تو معیز نے جلدی سے چیچ بھر کے شور بہ گلاس میں ڈالا تھا

"ڈالتے جاؤ جب تک میں منع نہ کرو" اس کی بات پہ معیز نے بے بسی بھری نظر اس پہ ڈالی تھی اور مرتا کیا نہ کرتا کہ مصداق شور بہ گلاس میں ڈالتا گیا

"سٹاپ" اس آواز پہ معیز نے اپنا ہاتھ روکا اور چیچ واپس ڈونگے میں رکھا تھا

"اب اس میں کالی مرچیں ڈالو" اگلے آرڈر پہ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں

نے تیزی سے یس سر کہا تھا پھر کب سے کھڑے ریان نے بھی بیٹھنے کی اجازت طلب کی اور پھر سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے جبکہ معیز اب برائے نام ہی کھا رہا تھا کیونکہ بھوک تو وہ سپیشل سوپ پینے کے بعد ویسے ہی مر گئی تھی "نہیں رہنا مجھے یہاں،، کوئی میرے ابا کو فون ملاؤ،، غضب خدا کا کر نل بہر و شاہ کے اکلوتے بیٹے کو پانی میں شور بہ مٹس کر کے پلایا گیا ہے" معیز کمرے میں آنے کے بعد مسلسل غصے سے چکر لگا رہا تھا جبکہ ریان ہنس ہنس کے پاگل ہو رہا تھا "نہیں رہوں گا یہاں بس اک دفعہ ابا مجھے مل جائیں صحیح جو مرضی کہہ لیں جاؤں گا ان کے ساتھ ہی واپس" اک ہاتھ کا مکہ بنا کر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پہ مارتے اس نے کہا تھا جبکہ ریان کی ہنسی جاری و ساری تھی "چپ کر جالا لے نہیں تو میں نے تیرے بتیس کے بتیس دانت توڑ دینے ہیں" ریان کی ہنسی پہ چڑتے معیز نے اسے مکہ دکھاتے کہا تھا

"کیا کروں یار تیری درگت ہی ایسی بنی ہے کہ میری ہنسی رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی" ریان نے ہنستے ہوئے کہا تھا "ہنس لو لالے ہنس لو ہمارا بھی ٹائم آئے گا" معیز نے اسے دیکھتے منہ پہ ہاتھ پھیرتے کہا تو ریان کی ہنسی میں مزید اضافہ ہوا تھا

"میں کسی سے جلدی فری نہیں ہوتا لیکن یار تو نے تھوڑی دیر میں ہی میرا دل جیت لیا آج سے تو میرا جگری یار" ریان نے اپنی ہنسی کو بریک لگاتے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا معیز نے اک نظر اس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا پھر اسی ہاتھ کو پکڑتے ریان کو اپنی طرف کھینچ کر گلے سے لگایا اور دونوں ہنس پڑے تھے

"چل اب بتا اپنی سٹوری میں سننے کے لیے تیار ہوں" ریان نے پیچھے ہوتے کہا تھا

"کیا سناؤں یا میرے ابا فوج میں ہیں میں ان کی اکلوتی اولاد ہوں میرے بچپن میں بھی کبھی ان کی پوسٹنگ کہیں ہوتی تھی تو کبھی کہیں جب مجھے ضرورت ہوتی تھی ان کی وہ ہوتے ہی نہیں تھے بس اسی وجہ سے مجھے فوج سے چڑھو گئی ہے" معیز کی آخری بات پہ ریان نے اسے گھوری سے نوازا تھا

"فوج کے بارے کچھ نہیں کہنا" ریان نے آستینیں چڑھا کر اس کا گردن پکڑتے کہا تھا

"ارے کچھ نہیں کر رہا چھوڑ مجھے اور آگے بھی تو سن" معیز نے اس کے بازو پکڑتے کہا تو ریان نے اک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا

"ظالم انسان" اپنی گردن سہلاتے معیز بڑبڑایا تھا

"تمہاری طرح میرے ابا کو بھی میری یہ بات پسند نہیں آئی پھینک دیا یہاں مجھے فوجیوں کے بیچ میں" اب کی بار معیز نے اسے گھورا تھا

"تو اگر تجھے نہیں آتا تھا تو تو آئی ایس ایس بی ٹیسٹ ہی نہ پاس کرتا" ریان نے اسے دیکھتے کہا تھا

"آئی ایس ایس بی کی تیاری ابا نے ڈنڈالے کر کروائی تھی اور اس ڈنڈے سے جو مار پڑی الامان الحفیظ" معیز نے کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا تو ریان قہقہہ لگا کر ہنسا تھا

"اور ساتھ دھمکی ملی تھی اگر ٹیسٹ میں کوئی گڑبڑ کی تو اس سے زیادہ مار بھی پڑے گی اور کوئی اور سزا بھی ملے گی" معیز نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تھا

"حوصلہ میرے یار حوصلہ،،، تمہاری داستان تو بہت دکھی ہے میری تو آنکھیں بھر آئی ہیں" ریان نے آنکھوں سے مصنوعی آنسو صاف کرتے کہا تھا جس پہ اک لمحے کو معیز نے اسے گھورا تھا اور پھر دونوں ہنس پڑے تھے

!!

پاکستان ملٹری اکیڈمی میں کیڈٹس کو بٹالینز اور کمپنیز میں تقسیم کیا گیا ہے پی ایم اے میں چار بٹالینز اور سولہ کمپنیز ہیں ہر بٹالین چار کمپنیز پر مشتمل ہوتی ہے اور ہر کمپنی کا نام مسلمانوں کی تاریخ کی مشہور ہستیوں کے نام پر ہے معیز اور ریان کا تعلق تھرڈ بٹالین کی حمزہ کمپنی سے ہے

وہ سب یعنی حمزہ کمپنی اس وقت کمپنی فولین میں کھڑے تھے جو کہ تعداد میں تقریباً بیس سے پچیس کے نزدیک تھے وہ سارے اس وقت شارٹس اور موٹی سی ٹی شرٹس میں ملبوس ہاتھ پیچھے باندھے بالکل سیدھے کھڑے تھے اور ان کے سامنے اک آفیسر جو کہ یقیناً ان کا پلٹون کمانڈر تھا اپنے مخصوص فوجی انداز میں یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا

"جیسا کہ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ پاکستان ملٹری اکیڈمی کا اصول ہے کہ یہاں آپ کیڈٹس ہمیں سٹاف کہتے ہیں اور ہم آپ کو صاحب" اس آفیسر نے اک جگہ کھڑا ہوتے اک پاؤں زمین سے تھوڑا سا اوپر اٹھا کر دوبارہ زمین پہ زور سے مارتے کہا تھا

"جی سٹاف" ان سب نے یک زبان ہو کر کہا تھا

"یہاں یعنی پاکستان ملٹری اکیڈمی میں اب سے دو سال تک آپ لوگوں پہ میرا مکمل اختیار ہو گا اور ان دو سالوں میں آپ کو ایسے سیدھا کروں گا آپ بلوں والی جلیبی بھی بغیر بلوں کے بالکل سیدھی نظر آئے گی" سٹاف نے اونچی آواز میں کہا تھا "یار مجھے لگتا ہے دو سالوں کے آخر میں یہ ہمیں خود ہی سیدھی جلیبی نکال کر دیں گے ویسے تو کوئی چانس ہی نہیں کہ جلیبی ہمیں سیدھی نظر بغیر بلوں کے" سٹاف کی بات سن کے معیز نے دھیمی آواز میں ہنستے ریان سے کہا تھا جواب میں اس نے اسے اک گھوری سے نوازا تھا جبکہ بالکل خاموشی ہونے کی وجہ سے ہنسنے کی آواز سٹاف کے کانوں سے بھی ٹکرائی تھی جس پہ سٹاف نے اپنا رخ روشن معیز کی طرف کیا تھا

"صاحب کونسا لطیفہ سنایا ہے میں یہاں جو آپ ہنس رہے ہیں؟" مخصوص فوجی انداز میں چلتے اس کے سامنے آ کے رکے سٹاف نے اس سے دھاڑتے ہوئے پوچھا تھا

"سوری سٹاف" اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا تھا

"نام کیا ہے آپ کا صاحب؟" سٹاف نے اس سے پوچھا تھا

"معیز" اس نے جواب دیا

"صاحب آپ پاکستان ملٹری اکیڈمی کے جینٹل مین کیڈٹ ہیں اور آپ کی آواز سے یہ بات پتہ چلنی ہے اس لیے فوجی سٹائل میں نام بتائیں اپنا" سٹاف نے دھاڑتے ہوئے کہا تھا

"میرا نام معیز ہے سٹاف" معیز نے بھی ان کی طرح اونچی آواز میں کہا تھا

"سنیں آپ معیز صاحب یہ پاکستان ملٹری اکیڈمی ہے یہاں بے وجہ ہنسنا اور بولنا منع ہے اور جب کوئی سٹاف یا آفیسر آپ کے سامنے کھڑے ہو کر بات کر رہا ہو تب تو کسی طرح بھی آپ بات کرنے کی ہمت نہیں کر سکتے سمجھے آپ؟" سٹاف نے اسے اکیڈمی کے رول سمجھائے تھے

"باقی صاحبان بھی سنیں،،،، یہ آپ کا گھر نہیں اور نہ ہی کوئی آپ کا سکول یا کالج ہے جس میں ڈسپلن فولونہ کرنے کی صورت میں چھوڑ دیا جاتا ہے بغیر سزا کے،،،، یہ پاکستان ملٹری اکیڈمی کا کول ہے یہاں جس نے رہنا ہے ڈسپلن کے ساتھ رہنا ہے ڈسپلن توڑنے کی سخت سے سخت سزا ملتی ہے یہاں " انہوں نے سب کو دیکھتے کہا تھا

"جی سٹاف " ان کی باتیں سن کر سب نے کہا تھا

"اور ایک اور بات سنیں آپ صاحبان آپ اک ایسی فوج کا حصہ بنے جارہے ہیں جس نے کبھی اپنے وطن کا سردشمن کے سامنے جھکنے نہیں دیا جو ہر میدان میں دشمن کے سامنے سینہ تان کے کھڑی رہی ہے اور اس لیے آپ لوگ بھی یاد رکھیں اس فوج کا حصہ بننے کے لیے آپ لوگوں کو بہت سے مصائب برداشت کرنے پڑیں گے لیکن آپ کو ہر حال میں ثابت قدم رہنا ہے تب ہی آپ لوگ اس کا حصہ بن سکیں گے " انہوں نے باری باری سب کو دیکھتے کہا تھا

"جی سٹاف " ان کی باتوں میں کے جواب میں ان سب نے پہلے کی طرح بس جی سٹاف کہا تھا بے چارے اور کہہ بھی کیا سکتے تھے کیونکہ پی ایم اے جی سر ہی چلتا ہے

پھر اس کے بعد پی ٹی پیریڈ چلا تھا جس میں وہ سب بغیر ناشتہ کیے اک میل دوڑے تھے اور اس کے ساتھ پش اپس وغیرہ بھی شامل تھے اس سب سے فارغ ہو کر وہ روم میں ریڈی ہونے آئے تھے

"نہیں رہنا مجھے یہاں،،،، کہاں گھر جب مرضی اٹھتا تھا اور یہاں صبح صبح ہی اٹھنا پڑ گیا نہیں رہنا مجھے" کمرے میں آ کے بیڈ پر گرتے معیز نے کہا تھا

"فلحال تو میرا بچہ اٹھ کے ریڈی ہو جائے یہ نہ ہو جیسے صبح صبح عزت ہوئی ہے ویسے ہی صبح صبح ناشتے سے بھی ہاتھ دھونے نہ پڑ جائیں" الماری سے یونیفارم نکال کر واش روم کی طرف جاتے ریان اسے چڑانہ نہ بھولا تھا

"لالے قسم سے تو ان ظالموں سے بھی زیادہ ظالم ہے" معیز نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا جبکہ ریان ہنستے ہوئے واش روم میں گھس گیا تھا

"اللہ پوچھے گا آپ کو ابا اچھا نہیں کیا آپ نے میرے ساتھ مجھے یہاں پھنسا کر" اس نے خیالوں ہی خیالوں میں بہروز صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا لیکن پھر جلدی سے اٹھ کے الماری کی طرف بڑھا تھا کیونکہ ریڈی ہونے کے لیے صرف پانچ منٹ تھے جن میں سے اک منٹ تو گزر چکا تھا اور کہیں ریان کا کہا سچ ہی نہ ہو جائے اور اسے واقعی ہی ناشتے سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں اور یہ معیز بالکل برداشت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایک میل بھاگنے کے بعد اس کا پیٹ بھوک سے دہائیاں دے رہا تھا

"حبیب اللہ خان" کاشمار پشاور کے علاقے مرآدا آباد کے جانے مانے ڈاکٹر ز میں ہوتا ہے ان کے چار بچے ہیں سب سے بڑا "ریان خان" اس سے چھوٹا "منان خان" پھر "زرمینہ خان" اور آخر میں تھا "ذیشان خان"

ریان چونکہ پہلی اولاد تھا اس لیے ہر ماں باپ کی طرح حبیب اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ "نازیہ بیگم" کو بھی اس سے بہت امیدیں تھیں حبیب اللہ صاحب اسے اپنی طرح ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار ریان سے بھی کیا تھا لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا

اسے بچپن سے ہی فوجی بننے کا شوق تھا یہ کہنا بہتر ہو گا اس کی رگوں میں خون کے ساتھ فوج کا عشق بھی دوڑتا تھا اس کے جنون کا یہ عالم تھا کہ وہ گھر میں بھی فوج کا یونیفارم پہنے گھومتا تھا

جوں جوں وہ بڑا ہوتا گیا اس کے ساتھ اس کا فوج میں جانے کا شوق بھی پروان چڑھتا رہا اس کے جنون اور عشق کو دیکھتے حبیب اللہ صاحب نے اسے ڈاکٹر بننے کے لیے بالکل فورس نہیں کیا تھا

پھر اسلامیہ کالج سے ایف ایس سی کرنے کے بعد اس نے پی ایم اے جوائن کرنے کے لیے اپلیکیشن فی اور ساتھ ہی آئی ایس ایس بی کی تیاری شروع کر دی تھی

آئی ایس ایس بی پاس کرنے کے بعد جب وہ پی ایم اے آیا تو اس سے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ وہ واقعی ہی اپنے خوابوں کی منزل پہ کھڑا ہے اسے عشق تھا اپنے وطن سے اپنی مٹی سے اور بہت سے کم لوگ ہوتے جنہیں موقع ملتا اپنے ملک و قوم کی خدمت کرنے کا

لیکن اسے ملا تھا موقع اور وہ اس کام کے لیے دل و جان سے تیار تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ اپنے اس عشق کو غازی بن کر امر کرتا ہے یا شہید بن کر

دوسری طرف معیز کا تعلق ایبٹ آباد سے ہی اس کے والد "کر نل بہروز شاہ" آرمی میں تھے اور "معیز شاہ" اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا جو کہ انہیں کافی منتوں مرادوں کے بعد ملا تھا بہروز صاحب کی اہلیہ "شائستہ بیگم" کا تعلق بھی ایبٹ آباد سے ہی تھا

آرمی میں ہونے کی وجہ سے بہروز صاحب کی پوسٹنگ مختلف جگہوں پہ ہوتی رہتی تھی ان کی پوسٹنگ کے دوران شائستہ بیگم معیز کے ساتھ اپنے سسرال ہی ہوتی تھیں بہروز صاحب انہیں اپنے ساتھ نہیں لے کر جاتے تھے کہ معیز کی پڑھائی کا کوئی ہرج نہ ہو

اور معیز کو جب جب ان کی ضرورت ہوتی تھی وہ تب تب پاس نہیں ہوتے تھے بچے ایسی باتیں بہت فیل کرتے اس لیے معیز نے بھی اس بہت کو بہت فیل کیا کہ سب باپ ان کے ساتھ ہوتے سوائے اس کے یوں جوں جوں وہ بڑا ہوتا گیا اسے فوج سے چڑھتی گئی

وہ کبھی بھی آرمی میں نہیں جانا چاہتا تھا اس نے فیصلہ کیا تھا وہ انجینئر بنے گا لیکن ایف ایس سی پری انجینئرنگ کے دوران ہی بہروز صاحب نے اسے آئی ایس ایس بی کی تیاری کروانا شروع کر دی جو کہ معیز ان کی ڈانٹ ڈپٹ سن کے مجبوراً کرتا تھا بہروز صاحب اچھی طرح واقف تھے اس کی چڑ سے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے اس لیے انہوں نے جان بوجھ کے اسے فوج میں بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ وہ جان سکے کہ اک فوجی کے لیے سب سے بڑھ کر اس کا ملک ہوتا ہے

وہ اسے اس بات کا احساس دلوانا چاہتا تھا کہ جب اک فوجی وردی پہن لیتا ہے تو اس کے لیے اپنے بچوں سے بھی بڑھ کر اپنی فیملی سے بڑھ کر اپنے ملک و قوم کی حفاظت زیادہ اہم ہو جاتی ہے وہ اپنے بچوں کو بھول بھلا کر دوسرے کے بچوں کی حفاظت میں مصروف ہو جاتے

بہروز صاحب نے بہت دھمکیوں اور مار سے اسے آئی ایس ایس بی کی تیاری کروائی تھی انہیں پتہ تھا وہ ٹیسٹ میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ کرے گا اس لیے انہوں نے پہلے ہی اسے وارننگ دے دی تھی کہ مار بھی پڑے گی اور پھر سے آئی ایس ایس بی ٹیسٹ دلو اوں گا اس لیے اس نے شرافت سے بغیر کسی گڑبڑ کے ٹیسٹ پاس کر لیا تھا

جب وہ اکیڈمی گیا تھا تب اس نے بہروز صاحب سے اس نے کہا تھا اگر اکیڈمی میں وہ ایڈجسٹ نہ ہو سکا تو وہ دوبارہ نہیں جائے گا وہاں لیکن بہروز صاحب نے اس کی بات اک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دی تھی کیونکہ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ پاکستان ملٹری اکیڈمی میں جا کر بڑے بڑے سدھر جاتے تو معزز کس کھیت کی مولی تھا پھر یہی دونوں کی ملاقات ہوئی اور یہی سے ان دونوں کی دوستی کا آغاز ہونے والا تھا اور دوستی کا رشتہ ہوتا ہی بہت انمول جو کہ اک دفعہ روح سے جڑ جائے تو پھر کبھی نہیں ٹوٹتا اور عنقریب دونوں یک قلب دو جسم کے مقولے پہ فٹ آنے والے تھے

ناشتہ کرنے کے بعد باری آئی تھی پی ایم اے روڈ پہ چلنے کی اور پی ایم اے روڈ کی خاص بات یہ ہے کہ وہاں پر سویلینز کی طرح نہیں چلا جاسکتا تھا پی ایم اے روڈ پہ چلتے ہوئے آپ کو پر اپر فوجی انداز میں چلنا ہوتا ہے

مزرے کی بات یہ ہے کہ کیڈ ٹیس کو تھرڈ ٹرم تک پی ایم روڈ پہ بھاگنے کے انداز میں چلنا ہوتا ہے اور پاؤں بالکل سیکونس میں اٹھانے ہوتے پہلے دائیاں پھر بائیاں پھر دائیاں پھر بائیاں اور بے چارے فریشرز کے لیے یہ سب سے مشکل کام ہوتا ہے اور اس وقت حمزہ کمپنی اس کڑے وقت سے گزر رہی تھی

"ون ٹو،،، ون ٹو،،، ون ٹو" وہ ون ٹو پڑھتے ساتھ چل رہے تھے انہیں ون پہ پہلا قدم اٹھانا تھا اور ٹوپہ دوسرا لیکن وہ بس فلو میں ون ٹو پڑھے جارہے تھے لیکن قدم اس حساب سے نہیں اٹھا پارہے تھے

"رکیں آپ صاحب" سٹاف نے اونچی آواز میں کہا تو سب اپنی جگہ پہرے کے تھے اور اک پاؤں زمین سے تھوڑا اوپر اٹھا کا پھر واپس زمین پہ رکھا تھا

"کیا کر رہے ہیں آپ صاحبان؟ یہ پی ایم اے روڈ ہے آپ کے گھر کا ڈرائنگ روم نہیں جس میں آپ جیسے مرضی چل لیں،،، یہ روڈ کوئی عام روڈ نہیں اس نے کتنے ہی شہیدوں اور غازیوں کے قدم چومے ہیں اور جب اک فوجی اس روڈ پہ چلے تو اس روڈ کو پتہ چلنا چاہیے کہ اس کے اوپر سے کوئی فوجی گزر رہا ہے" سٹاف نے اپنے مخصوص فوجی انداز میں کہا تھا

"سٹاف سمجھ نہیں آرہا کیسے کریں" ریان سامنے دیکھتے بے بسی سے بولا تھا

"میری طرف دیکھیں سارے صاحبان" سٹاف کے کہتے سب نے گردنیں موڑ کر سٹاف کی طرف دیکھا تھا

"ون ٹو،،، ون ٹو" سٹاف نے انہیں چل کے دکھایا ون پہ انہوں نے دائیاں پاؤں اٹھایا اور ٹوپہ بائیاں اس وقت سارے کیڈ ٹیس بالکل سنجیدگی سے سٹاف کو دیکھ رہے تھے لیکن معیز کو جانے کیوں ہنسی آگئی تھی روکنے کے باوجود بھی اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے جو سٹاف کی تیز نظروں سے بچ نہ سکے تھے

"معیز صاحب آپ ہنس کیوں رہے؟ کل بھی آپ کو منع کیا تھا" سٹاف نے کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا

"سوری سٹاف" معیز نے اپنا کل والا جواب دوہرایا تھا

"یہ آخری موقع دے رہا ہوں میں آپ کو اگر اب میں نے آپ کو ہنستے دیکھا تو جینا مشکل کر دوں گا میں آپ کا" سٹاف نے دھاڑے ہوئے کہا تھا

"جی سٹاف" معیز نے ایسے جی سٹاف کہا جیسے اس سے زیادہ فرمانبردار انسان ہی نہیں دنیا پہ

"آگے چل" سٹاف نے کہا تو سب ون ٹو کرتے پھر دوڑنے لگے تھے

اس کے بعد سارا دن ان کا مصروف گزرا تھا اس مصروفیت میں کلاسز ڈرل اور بھی پتہ نہیں کیا کیا شامل تھارت کو وہ ہر چیز سے فارغ ہو کر تھکے ہوئے انداز میں روم کی طرف بڑھتے تھے کہ آگے سے آتے دو سینئرز کی انہیں دیکھ کر آنکھیں چمکی تھیں یہ وہی سینئرز تھے جن سے پہلے روز ریان کا ٹاکرا ہوا تھا

"ہے پور کو" اس آواز پہ دونوں نے بے بسی سے رک کر اک دوسرے کو دیکھا تھا اور آواز کی سمت پلٹے تھے

"یہ کیسے چل رہے ہو؟ پی ایم اے ہے یہ پی ایم اے یہاں یہ سب نہیں چلے گا" ان میں سے اک بولا تھا اور اس کا اشارہ ان کا بالکل ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلنے کی طرف تھا

"بٹ سر کمپنی کے اندر تو جیسے مرضی چل لیتے ہیں وہ تو بس پی ایم اے روڈ پہ ایسے نہیں چلنا" ریان نے حیرانگی سے اسے دیکھتے کہا تھا

"تو تم اب سینئرز کو سیکھاؤ گے کیا کرنا ہے کیا نہیں؟ تم فرسٹ ٹرم میں ہو اور میں لاسٹ ٹرم میں،،،، تم سے زیادہ مجھے پتہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط،،،، تم مجھ سے بحث کر رہے ہو سینئر کیڈٹ سے اس بات کی تو تمہیں سزا ملے گی" اس نے دھاڑتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کا ساتھی ان دونوں کی شکلیں دیکھ کر اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا

"سر میں جاؤں؟" معیز نے معصومیت سے کہا تھا کیونکہ اس کے خیال میں آرگیو تو ریان نے کیا تھا تو سزا بھی اسے ملے گی کہیں وہ بھی نہ پھنس جائے ساتھ اس لیے اس نے پتلی گلی سے نکلنا چاہا تھا اس کی اس غداری پہ ریان نے اسے اک زبردست گھوری سے نوازا تھا

"بلکل بھی نہیں تم اس کے ساتھ ہو اس لیے تمہیں بھی سزا ملے گی" اس بات پہ معیز نے بے بسی سے اپنے سینئر کو دیکھا تھا اور ریان نے چڑانے والی مسکراہٹ چہرے پہ لیے معیز کو دیکھا تھا

"چلو دونوں فرنٹ رول سٹارٹ کرو" اس حکم پہ دونوں نے پھر اک دوسرے کی شکل دیکھی تھی ان کے فرشتوں کو بھی نہیں پتہ تھا یہ فرنٹ رول کیا بلا ہوتی ہے

"سر ہمیں نہیں معلوم یہ کیا ہے" معیز نے اسے دیکھتے بے بسی سے کہا تھا

"وٹ؟ تم لوگوں کو یہ نہیں پتہ فرنٹ رول کیا ہوتا ہے؟" اس نے چیختے ہوئے کہا تو دونوں نے نفی میں سر ہلایا تھا

"ہم تمہیں سکھاتے ہیں فرنٹ رول کیا ہوتا ہے" ان دونوں سینئرز نے اک مسکراہٹ اک دوسرے کی طرف اچھالی اور ان دونوں کی طرف بڑھے تھے

"نیچے بیٹھو اور اپنے گھٹنے زمین پہ ٹکاؤ" ان دونوں کے پیچھے کھڑے ہوتے انہوں نے کہا تو دونوں نے بات پہ عمل کیا تھا کیونکہ کچھ اور کہہ کر وہ مزید اپنی شامت کو آواز نہیں دینا چاہتے تھے

"اب اپنا سر زمین پہ رکھو" اگلی ہدایت پہ بھی دونوں نے جلدی سے عمل درآمد کیا تھا ان کے پیچھے کھڑے ان دونوں نے اک دفعہ پھر مسکرا کر اک دوسرے کو دیکھا اور معیز اور ریان کی ٹانگیں اٹھا کر آگے کو پھینکی تھیں

"اب سمجھ آیا کیا ہوتا ہے فرنٹ رول؟" اس نے پوچھا تو دونوں نے سر ہلایا تھا

"چلو اب یہ جاری رکھو جب تک ہم کہیں" اس نے حکم دیا تھا جسے چارو ناچار دونوں کو ماننا پڑا تھا پھر آدھے گھنٹے تک دونوں کو ذلیل کرنے کے بعد انہوں نے ان کی جان چھوڑی تھی

دونوں مشکل سے چلتے ہوئے اپنے روم تک آئے اور آتے ہی بے جان چیز کی طرح بستر پہ گر گئے تھے دونوں میں اک دوسرے کو مخاطب کرنے کی ہمت بھی نہ بچی تھی

"حوصلہ کرو یا راپنا بھی ٹائم آئے گا" کافی دیر بعد جب دونوں میں تھوڑی ہمت آئی تو ریان بے معیز کو حوصلہ دیا تھا "تو بس کر دے لالے تو تو اپنی مرضی سے آیا تیرے لیے یہ سزائیں امرت ہوں گی لیکن میرے ابا نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ میں کبھی معاف نہیں کروں گا انہیں" معیز نے جذباتی ہوتے کہا تھا

"اب بس بھی کر دے اک بات کو ہی لے کے بیٹھ گیا ہے تو اب اگر تم نے کہا نے میرے ابا نے یہ کیا تو وہ کیا جو کسر رہ گئی ہے جو تالے کر ملیں نے پوری کر دینی ہے" ریان نے اس کے اک ہی راگ الاپنے پہ تپ لڑ کہا تھا

"اور اب باقی کا غم بعد میں منالینا اگر یاد ہو تو صبح بھی اٹھنا ہے اور اٹھیں گے تو تب جب سوئیں گے اس لیے چپ کر کے سو جا" ریان نے اٹھ کر لائٹ آف کرتے کہا تو معیز نے بھی اس کی بات سے اتفاق کرتے سونے میں ہی عافیت جانی تھی

!!

صبح پہلے ریان کی آنکھ کھلی تھی اک طرف الارم بج رہا تھا جو کہ اس نے سوتے وقت یاد آنے پہ سیٹ کر رکھا تھا اور دوسرا باہر سے سٹاف کے چنگاڑنے کی آواز زور و شور سے آرہی تھی ریان نے گھڑی کو دیکھا جو صبح کے پانچ پینتالیس بجنے کا بتا رہی تھی

ریان کو چار و ناچار اٹھنا ہی پڑھنا تھا کیونکہ اسے ابھی نماز بھی ادا کرنی تھی اور اپنے ساتھ سوئی آفت کو بھی اٹھانا تھا اور ٹائم زیادہ نہیں تھا اس کے پاس جلدی سے بیٹھ کے اس نے الارم بند کیا پھر بلیسٹک ہٹا کر اٹھا تھا "معیز اٹھ جاؤ دیکھو نیچے سے ملک الموت کے چلانے کی آواز بھی آرہی ہے اور ٹائم زیادہ نہیں میرے وضو کر کے آنے تک اٹھے ہوئے ہو تم اگر نہیں تو پھر سٹاف سے کھری کھری سننے کے لیے تیار رہنا" ریان نے معیز کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا تھا جس پہ معیز نے نیند سے بھری آنکھیں کھول کر اسے گھورا تھا اس کی گھوری پہ غور کیے بنا ریان واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا

"کیا مصیبت ہے" معیز نے اٹھ کے بیٹھتے جھنجھلا کر کہا تھا تھوڑی دیر بعد ریان وضو کر کے آیا پھر معیز چلا گیا پھر دونوں نے جلدی سے دو رکعت فرض ادا کیے تھے

نماز سے فارغ ہو کر دونوں نے شیو کی تھی کیونکہ پی ایم اے کا اصول تھا داڑھی چاہے ہو یا نہ ہو کیڈیٹس نے ہر حال میں روزانہ شیو کرنی ہے پھر دونوں ٹریک سوٹ جو کہ شارٹس اور ٹی شرٹ پہ مشتمل تھا پہن کے جلدی سے نیچے کمپنی فولین میں پہنچے جہاں تقریباً سارے کیڈیٹس موجود تھے

"جی تو صاحب جیسے کہ آپ لوگ جانتے ہیں پی ایم اے کی صبح کا آغاز پی ٹی پریڈ سے ہوتا ہے اس لیے آپ تمام صاحب اب گراؤنڈ میں جائیں گے" سٹاف نے اونچی آواز میں کہا تو سب نے جی سٹاف کہا اور گراؤنڈ کی طرف بڑھ گئے لیکن ایویس منہ اٹھا کر نہیں باقاعدہ ڈسپلن کے ساتھ

گراؤنڈز میں پہنچتے ہی آگے فزیکل ٹرینرز ہاتھ میں سٹاپ واچ لیے انہی کا انتظار کر رہے تھے معیز اور ریان نے بے بسی سے اک دوسرے کو دیکھا تھا کیونکہ کل کے فرنٹ رول کے بعد ٹانگیں گردن اور کمر ابھی تک درد کر رہی تھی اور اب اک میل بھاگنا تھا وہ بھی چھ منٹس اور تیس سیکنڈز میں جو کہ آج ان کے لیے ٹف ٹاسک تھا لیکن بچ تو وہ سکتے نہیں تھے اس لیے بھاگنا پڑا تھا انہیں لیکن ان کی بد قسمتی یہ تھی کہ وہ مطلوبہ ٹائم میں اپنا ٹاسک پورا نہیں کر سکے ان کے ساتھ اور بھی کیڈیٹس تھے اور اب سزا کے طور پہ انہیں فرنٹ رول کرنا پڑنا تھا اور پھر باقی ایکسرسائز کرنی تھی

پھر کیا تھا کافی دیر فرنٹ رول کرنے کے بعد باری آئی تھی پس اپس چن اپس سٹ اپس اور بھی پتہ نہیں کون کون سی ایکسرسائز شامل تھی پھر کافی دیر بعد ان سب پہ ترس کھاتے انہیں چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ وہ تیار ہو کر ناشتہ کر سکیں روم میں کل کی طرح دونوں بیڈ پہ گرے تھے

"یہ فزیکل ٹریننگ تھی؟ ایسی ہوتی ہے فزیکل ٹریننگ؟ فزیکل ٹریننگ کے نام پہ ٹارچر کیا جاتا ہے یہاں" تھوڑی دیر بعد معیز کی آواز کی روم میں گونجی تھی اور جذبات کی رو میں بہہ جانے کی وجہ سے آواز کچھ زیادہ ہی اونچی ہو گئی تھی

"ابے چپ کر جاکوں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی مروائے گا کسی سینئر نے سن لیا نہ تو اک دفعہ پھر درگت بنے گی اور اس بار مجھ میں برداشت کرنے کی بلکل ہمت نہیں ہے" ریان نے دروازے کی طرف دیکھتے دے دے غصے سے کہا تھا جس پہ معیز نے اسے اک زبردست گھوری سے نوازا تھا

"آج تو میں پکا ابا کو کال کر کے پوچھوں گا کس چیز کا بدلہ لیا ہے انہوں نے مجھے یہاں بھیج کے" معیز خود سے بڑبڑایا تھا

"کال بعد میں کر لینا پہلے ریڈی ہو کے نیچے پہنچو پی ایم اے روڈ پہ مارچ کرنے کے لیے نہیں تو اگر سٹاف بدلہ لینے پہ آئے تو کہیں منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملے گی ہمیں اور رہ بھی بس دو منٹ گئے ہیں" ریان اس کے سر پہ بمب پھوڑتا خود واثروم چلا گیا پیچھے معیز بس اسے اور اپنی قسمت کو کو سننے لگا لیکن پھر سٹاف کا خیال آتے وہ ہڑبڑاہٹ میں اٹھتا تھا کیونکہ اگر وہ کو سننے پہ آتے تو معیز کا برا حال ہو جانا تھا

تیار ہونے کے بعد ناشتے کی باری آئی اور پھر اس کے بعد حمزہ کمپنی نے پی ایم اے روڈ پہ مارچ کی تھی اور حساب کل والا ہی ہوا تھا کہ ون ٹو تو بول رہے تھے لیکن اس حساب سے پاؤں اٹھانا بھول جاتے تھے جس پہ سٹاف سے ان کی اچھی عزت افزائی بھی ہوئی تھی

اللہ اللہ کر کے مارچ ختم ہوئی تو پھر باری آئی تھی کلاس سز کی عام طور پہ یہ سوچا جاتا ہے کہ پی ایم اے میں کیڈٹس کو صرف فزیکل ٹریننگ دی جاتی ہے لیکن درحقیقت میں دو سال وہاں مختلف اکیڈمک سٹڈیز کے سبجیکٹ بھی پڑھائے جاتے ہیں جن میں میجر سبجیکٹس کمپیوٹر سائنس پولیٹیکل سائنس، میتھ اور ہسٹری شامل ہیں اور ہر ٹرم کے اینڈ پہ ایگزامز منعقد کیے جاتے اور آخر میں انہیں ڈگری دی جاتی جو کہ ایکویلنٹ ٹو گریجویشن ہوتی ہے

جو کلاسز کا ٹائم ہوتا وہ کیڈٹس کے لیے سویٹ بیڈروم کا کام کرتا کیونکہ اس دوران انہیں کوئی فزیکل ٹارچر اوہ سوری فزیکل ٹریننگ نہیں دی جاتی اس لیے اس دوران وہ سکون محسوس کرتے ہیں

اور کلاسز کے بعد سب سے ٹف ٹائم آتا یعنی ڈرل پریڈ بیسکلی پی ایم اے میں ڈرل اس لیے کروائی جاتی تاکہ کیڈٹس ڈسپلن قائم کر سکیں اور ڈسپلن کو فلو کر سکیں فرسٹ ٹرم میں کیڈٹس کو صرف بیسک ڈرل سکھائی جاتی جس سے وہ سلیوٹنگ ٹیسٹ پاس کر سکیں لیکن نیو کیڈٹس کو وہ بیسک ڈرل کرنے میں بھی موت نظر آتی ہے

کلاسز کے بعد اب ان کا رخ ڈرل گراؤنڈز کی طرف تھا جہاں ڈرل سرجنٹ میجر انہی کے انتظار میں کھڑے تھے اور ساتھ ہی ان کی پلٹون کے سٹاف بھی تھے

"یار لالے سرجنٹ میجر جس طرح ہمیں دیکھتا ہے ایسے نہیں لگتا جیسے کہہ رہا ہو میں کیا کروں؟ میں کسے کھاؤں؟" معیز نے تھوڑا سا ریان کی طرف جھک کر دھیمے سے کہا تھا

"سرجنٹ میجر کا تو مجھے نہیں پتہ لیکن اگر اب تو بولا تو میں تیرا بھرتا بناؤں گا" ریان بے دھیمے لہجے میں دانت پیس کر کہا تھا

"کیا یار لالے تو تو سر جنٹ میجر سے زیادہ کھڑوس ہے،،،، چالیس منٹ تک اس سے سر کھپانا ہے اس لیے تھوڑا شغل میلا کر رہا تھا لیکن تُو نے دل ہی توڑ دیا میرا" معیز نے ناراضگی سے کہا تھا

"دل ٹوٹنا ہڈیاں ٹوٹنے سے بہتر ہے اس لیے تجھے خدا کا واسطہ ہے زبان بند رکھنا اپنی" ریان نے سامنے دیکھتے کہا تھا کیونکہ وہ ڈرل گراؤنڈ میں پہنچ چکے تھے

وہ سارے کے سارے بالکل سیدھے کھڑے تھے ان کی شکلیں اتنی سنجیدہ نظر آرہی تھیں کہ جیسے ان پہ کبھی ہنسی آئی ہی نہ ہو

پھر پورے چالیس منٹ اک ہی پوزیشن میں چل چل کر کے ان کے پاؤں شل ہو گئے تھے ڈرل کا بنیادی مقصد ہوتا ڈسپلن اور ڈرل میں ڈسپلن کچھ اس طرح ہوتا کہ سب کیڈٹس کو پہلے دایاں پاؤں اٹھانا ہوتا اور وہ پاؤں اک دو سیکنڈ ہوا میں ہی رکھ کے پھر زمین پہ رکھا جاتا اور پھر بائیاں پاؤں بھی بالکل اسی انداز میں اٹھایا جاتا اور پھر چالیس منٹ ایسے ہی چلتا رہتا اور جو پاؤں اٹھاتے وہ بس زمین سے معمولی فاصلے پہ اٹھایا جاتا

پڑھنے دیکھنے اور سننے میں یہ بہت ہی آسان لگتا کہ بس پاؤں ہی تو اٹھانے لیکن درحقیقت یہ کافی مشکل ہوتا سب کیڈٹس کو اک ساتھ پاؤں اٹھانا ہوتا اور اک ساتھ ہی واپس زمین پہ رکھنا ہوتا جو کہ بہت ہی توجہ طلب کام ہوتا اور اس دوران آپ کو سامنے دیکھنا ہوتا اور بالکل سیدھا ہو کر ناچلنا ہوتا اس میں آپ اپنے جسم کو ڈھیلا نہیں چھوڑ سکتے

اور اس سب کو سمجھنے اور سیکھنے میں کافی ٹائم لگ جاتا اور اس دوران ان کے پلٹون کمانڈر سے ان کی کافی درگت بنتی اس لیے کیڈٹس کی ڈرل کے نام سے جان جاتی

پھر پورا دن ان کا مصروف گزرا تھا کلاسز اور باقی ایکٹوٹیٹیز میں رات کو ڈنر کے بعد کیڈٹس کو کچھ ٹائم فری دیا جاتا جس میں وہ گھر کال کرتے تھے یا ٹی وی دیکھ لیتے تھے ڈنر کے بعد معیز سید ہافون بوتھ کے پاس گیا تھا اور بہروز صاحب کا نمبر ڈائل کیا تھا

"اسلام وعلیم کرنل بہروز سپیکنگ ہیر" کال اٹینڈ ہوتے ہی فون کے سپیکر سے اک مصروف سی آواز گونجی تھی

"آپ مجھے بتائیں میں آپ کی سگی اولاد ہوں نہ؟ یا آپ نے مجھے کسی کچرے کے ڈبے سے اٹھایا تھا؟" معیز بغیر کسی سلام دعا کے پھٹ پڑا تھا

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" انہوں نے سوال کے جواب میں سوال پوچھ لیا تھا

"مجھے یہی لگتا ہے میں آپ کی سگی اولاد ہوں ہی نہیں آپ نے کہیں سے اٹھایا ہے مجھے اسی لیے مجھے یہاں پھینک کے مجھ پہ ظلم کیا ہے" معیز کی بات پہ فون میں اک قہقہہ گونجا تھا

"کوئی نہیں میرے بچے یہ پی ایم اے جگہ ہی ایسی ہے شروع میں ہمیں لگتا ہے بہت ظلم ہو رہا ہے ہم پہ لیکن بعد میں احساس ہوتا ہے یہی ہماری زندگی کا سب سے خوبصورت وقت تھا" بہروز صاحب کی بات پہ اسے تپ چڑھی تھی

"اگر یہ خوبصورت وقت ہوتا ہے تو پھر بد صورت پتہ نہیں کون سا ہوتا ہے" معیز نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا

"بس بس زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے،،،، اور اب بس فون رکھو کسی اور نے بھی بات کرنی ہو گئی گھر بات اللہ حافظ"

بہروز صاحب نے بغیر اس کی کوئی سنے فون کاٹ دیا تھا ٹوں ٹوں کی آواز پہ معیز نے فون کو کان سے ہٹا کر صدمے سے دیکھا تھا جیسے فون نہ ہو خود بہروز صاحب ہوں

"کیا ہو گیا؟ کیوں فون کو گھوری جا رہے ہو؟ اس میں سے کون سے ہیرے جواہرات نکلنے والے ہیں؟" ریان جو گھر فون کرنے کے لیے وہاں آیا تھا لیکن معیز کو فون کو گھورتے دیکھ کر اس نے پوچھا تھا

"یار اب تو مجھے پکا یقین ہو گیا ہے میں ابا کی سگی اولاد نہیں ہوں ایسا کوئی کرتا ہے بھلا میری بات سنے بغیر ہی فون کاٹ دیا ہے" معیز کی صدمے سے بھرپور آواز پہ ریان کا قہقہہ چھت پھاڑ تھا جس پہ معیز نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا تھا

"یہ اپنی بڑی بڑی ڈراونی آنکھوں سے مجھے ڈرانے کی بلکل ضرورت نہیں ہے یہ فون مجھے دو اور یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ"

اس کے ہاتھ سے فون چھینتے ریان نے کہا تو معیز پیر پٹختے وہاں سے چلا گیا تھا

"پاگل" ریان نے اس کی پشت کو دیکھتے ہنستے ہوئے کہا تھا اور پھر گھر کال ملائی تھی

"اسلام و علیکم" فون میں گو نجی ماں کی آواز سن کر اک لمحے کو اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں

"وعلیکم السلام کیسی ہیں مورے آپ؟ میں آپ کا ریان" اگلے ہی پل مسکراتے ہوئے کہا تھا

"میرا بچہ میرا ریان،،،،،، میں بلکل ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟" ان کی خوشی سے بھرپور آواز سن کر وہ اک بار پھر مسکرایا تھا

"میں بھی لکل ٹھیک ہوں،،،، آپ سنائیں آپ ٹھیک ہیں نہ اور باقی گھر والے کیسے ہیں؟" اس نے کہتے باقی سب کا بھی حال پوچھا تھا

"سب ٹھیک ہیں اور سب تمہیں بہت یاد کرتے ہیں" ان کی بات پہ ریان ہنس پڑا تھا اور پھر کافی دیر وہ سب سے باتیں کرتا رہا تھا

پاکستان ملٹری اکیڈمی میں رگڑے کھاتے ہوئے کیڈٹس کا وقت اتنی تیزی سے گزرا تھا کہ انہیں پتہ ہی نہیں چلا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے چھ گزر گئے تھے اور ان کے ایگزامز بھی ہو چکے تھے اس کے علاوہ فرسٹ ٹرم والوں کا سلیوٹنگ ٹیسٹ بھی ہو چکا تھا

جس میں کچھ پاس ہو گئے تھے اور کچھ فیل اور جو فیل ہو گئے تھے ان بچاروں کی پھر تیاری کرائی جانی تھی اور اک دفعہ پھر ان کے لیے سلیوٹنگ ٹیسٹ کا انعقاد کیا جانا تھا جو پاس ہو جاتے انہوں نے دس دن کی چھٹی پہ جانا تھا اور فیل ہونے والوں نے دوبارہ لیے جانے والے ٹیسٹ میں پاس ہونے کے بعد چھٹی پہ جانا تھا

اس کے علاوہ جولا سٹ ٹرم والے تھے ان کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تیاری چل رہی تھی روز ڈرل کمیشنز ہوتے تھے تاکہ کوئی کمی نہ رہ جائے پریڈ میں کیونکہ پریڈ میں آرمی آفیشلز کے علاوہ کیڈٹس کے گھر والے اور باہر کے ممالک سے بھی گیسٹ آئے ہوتے اس کیے تیاری پرفیکٹ کی جاتی ہے

پاسنگ آؤٹ پریڈ سے پہلے جو لاسٹ ٹرم والوں کی آخری رات پی ایم اے میں ہوتی اسے گولڈن نائٹ کہا جاتا جس میں جو نیئرز سینئرز ہوتے اور سینئرز جو نیئرز ہوتے جو نیئران کے ساتھ جو مرضی کر سکتے تھے سینئرانہیں کچھ کہہ نہیں سکتے تھے یہ وہ رات ہوتی جب جو نیئرز سینئرز سے جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے بدلے لیتے ہیں

"یار لالے آج گولڈن نائٹ ہے یاد ہے نہ تجھے؟" معیز نے ریان کو کہا تھا جو اپنا سامان پیک کر رہا تھا کیونکہ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے بعد انہیں گھر جانے کے کیے نکلتا تھا

"ارے میری جان بہت اچھی طرح یاد ہے کیوں نہ یاد ہو بدلے لینے ہیں بدلے،،،، جو ان سینئرز نے پورا ٹرم ہمیں ذلیل کیا ہے اس کا کچھ تو بدلہ لیں ہم" ریان نے ہاتھ روکتے کہا تھا

"لالے ان دونوں سینئرز کو ہی پکڑنا ہے جنہوں نے پورے ٹرم ہمارا جینا حرام کیا ہے" معیز نے اسے نشان دہی کروانا ضروری سمجھا تھا جس پہ ریان نے سر ہلایا تھا

پھر دونوں اپنی پیکنگ کرنے کے بعد اپنے مشن پہ نکل کھڑے ہوئے تھے لیکن وہ سینئرز انہیں مل کر ہی نہیں دے رہے تھے مگر انہوں نے بھی ہار نہ مانتے ہوئے پوری اکیڈمی چھان ماری تھی اور بالآخر وہ انہیں تمناؤپ کے پاس کھڑے مل گئے تھے

"ہے یو کم ہیئر" ریان نے رعب سے کہا تھا وہ دونوں جو اپنی رو میں باتیں کر رہے تھے انہوں نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا تھا اور وہاں کھڑے معیز اور ریان کو دیکھتے ان کے ماتھے پہ بل پڑے تھے

"دماغ سیٹ ہے تم لوگوں کا؟ جانتے ہو کس سے بات کر رہے ہو؟ سینئر ہیں ہم تمہارے" ان میں سے اک نے انہیں یاد دلایا تھا

"آج گولڈن نائٹ ہے اور اس رات سینئر جو نیئر ہوتے اتنا نہیں پتہ تمہیں کیا دو سال اکیڈمی میں جھک مارتے رہے ہو" ریان نے چیختے ہوئے کہا تو ان دونوں نے اک دوسرے کو دیکھا تھا وہ تو بھول ہی گئے تھے آج گولڈن نائٹ ہے ورنہ وہ غائب ہو جاتے لیکن اب وہ جو نیئر کے ہتھے چڑھ چکے تھے اور جو نیئر ش بھی وہ جنہیں پورا سال ان دونوں نے بہت ذلیل کیا تھا

"بو تھ آف یو گیٹ ڈاؤن اینڈ سٹارٹ پش اپس" اب کی بار معیز نے اونچی آواز میں کہا تھا تو ان دونوں بے بغیر چوں چاں کیے پش اپس سٹارٹ کیے تو معیز اور ریان نے اک فخریہ مسکراہٹ چہرے پہ لیے اک دوسرے کو دیکھا تھا پھر دس منٹ بعد انہوں نے ان دونوں کو رکنے کا کہا تھا

"اب فرنٹ رول کرو" ریان نے شان بے نیازی سے کہا تھا جس پہ ان دونوں نے انہیں گھورا تھا لیکن کہہ کچھ نہیں سکتے تھے کیونکہ یہ رات ان کی رات تھی

پھر بیس منٹ ان کے فرنٹ رول میں گزرے تھے اس دوران ریان اور معیز نے رج کے ان کی حالت سے حذاٹھایا تھا اور پھر انہیں رکنے کا کہا تھا

"اب ایسا کرو کہ تمناڈپ میں جاؤ اور جب تک ہم نہ کہیں تب تک اس میں ڈپ لو اور تمناڈپ کا نعرہ لگاؤ" ریان نے انہیں اک اور حکم دیا تھا

"اب تم لوگ زیادہ پھیل رہے ہو" انہوں نے ماتھے پہ بل ڈالتے کہا تھا

"اوہوں تم لوگ فلوقت جو نیڑ ہو اور ہم سینئر اس لیے ہمارا بات ماننا تم لوگوں پہ فرض ہے اور زیادہ باتیں نہ کرو جو کہا ہے وہ کرو" ریان نے اپنا رعب جماتے کہا تھا تو ان دونوں نے بے بسی سے اک دوسرے کو دیکھا تھا

مارچ کا مہینہ چل رہا تھا بے شک اس مہینے تک موسم متعادل ہو جاتا لیکن ایبٹ آباد میں ٹھنڈ ہی ہوتی اور اوپر سے ڈپ کا اتنا ٹھنڈ اپانی سوچ کے ہی دونوں کانپ اٹھے لیکن سزا تو پوری کرنی ہی کرنی تھی دونوں نے آنکھیں بند کی اور تمنا ڈپ میں چھلانگ لگائی تھی

اس منظر کو معیز اور ریان نے چمکتی آنکھوں سے دیکھا تھا جبکہ ان دونوں کے ڈپ میں گرتے ہی حواس کھو گئے تھے اور وہ نعرہ لگانا بھی بھول گئے تھے ان کا سارا جسم پانی میں تھا بس گردن پانی سے باہر تھی

"گو نگے ہو کیا تم لوگ؟ نعرہ کون لگائے گا؟" معیز دھاڑا تھا تو دونوں نے ان دونوں کو خونخوار نظروں سے گھورا تھا

"تیری تمنا،،، میری تمنا،،، ہائے تمنا ہائے تمنا" انہیں ہی دیکھتے دونوں نے اونچی آواز میں کہا تھا

"جینٹل مین آئی ڈونٹ لائنک یور سٹینڈر ڈاٹ شوڈ بی لاؤڈر" ریان نے اپنے سٹاف کی نقل اتارتے کہا تھا اس وقت ان دونوں سے زیادہ بے بس کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا

"تیری تمنا،،، میری تمنا ہائے تمنا ہائے تمنا" ان دونوں نے پہلے سے بھی اونچی آواز میں کہا تھا پھر یہ سلسلہ مزید آدھے گھنٹے تک چلا تھا معیز اور ریان نے اچھی طرح اپنے سینوں میں ڈھنڈپا کے ان دونوں کی جان چھوڑ تھی

"او کے جینٹل مین سی یو اگین ببیببائے" اک چڑانے والی مسکراہٹ ان کی طرف اچھال کے وہ دونوں وہاں سے نودو گیارہ ہو گئے پیچھے وہ دونوں سینئر ز جلدی سے تمنا ڈپ سے نکلے اور ان دونوں کو کو ساتھ

"مزا آگیا یار" معیز اور ریان روم میں آکر پیٹ پکڑے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے

"قسم سے یار ان کی شکلیں دیکھنے والی تھیں" معیز نے کہا تو جو ہنسی ابھی رکی ہی تھی اک دفعہ پھر جاری و ساری ہو گئی تھی

پی ایم اے اور کیڈٹس کا رشتہ بھی بہت انوکھا ہوتا کبھی کیڈٹس کو لگتا کہ پی ایم اے سے زیادہ ظالم کوئی اور کبھی لگتا کہ پی ایم سے زیادہ حسین جگہ کوئی نہیں یہاں سے کیڈٹس کو کافی کچھ سیکھنے کو ملتا اور کافی دوست بھی ملتے اور کبھی کبھار تو یہاں سے چلنے والی دوستی زندگی بگر ساتھ نبھاتی

!!

پاسنگ آؤٹ پریڈ گزر چکی تھی اس کے بعد معیز اور ریان نے بھی گھر کا رخ کیا تھا ریان نے گھر کسی کو اپنے آنے کا نہیں بتایا تھا اس کا ارادہ سب کو سر پرانہ دینے کا تھا سارے رستے وہ سب کے ایکسپریشنز سوچ کے مسکراتا رہا تھا

جب وہ گھر داخل ہوا تو اچھی خاصی شام پڑ چکی تھی وہ دبے پاؤں اندر گیا تو سب لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے

"اسلام و علیکم" ریان نے لاؤنج میں آکر زوردار انداز میں سلام کیا تھا سب نے تیزی سے گردنیں موڑ کر آواز کی سمت دیکھا تھا جہاں ریان کھڑا مسکراتا تھا

"وعلیکم السلام آگیا میرا بچہ؟" سب سے پہلے اس کے پاس نازیہ بیگم پہنچی تھیں اور اس کا ماتھا چومتے انہوں نے محبت سے کہا تھا

"جی آگیا میں مورے،،، کیسی ہیں آپ؟" اس نے مجھ سے انہیں گلے لگا کر ان کا سر چومتے کہا تھا

"میرا بچہ آگیا ہے نہ تو اب میں بالکل ٹھیک اور پہلے سے زیادہ ہشاش بشاش ہو گئی ہوں" ان کی بات پہ اس نے مسکرا کر سر ہلایا اور اپنے بازو کے ہلکے میں انہیں لیے آگے بڑھا تھا

"کیا بات ہے صرف ماں سے ہی ملنا تھا باقی سب کچھ نہیں لگتے؟" حبیب اللہ صاحب نے خفگی سے اسے دیکھتے کہا تو وہ ہنس دیا تھا

"ارے نہیں بھولا نہیں میں کسی کو آپ کی طرف ہی آ رہا تھا" ہنستے ہوئے کہہ کر وہ ان کی طرف بڑھا تھا اور ان سے بغلگیر ہوا تھا

"میرا شیر" حبیب اللہ صاحب نے اسے خود میں بھینچتے کہا تھا ان سے ملنے کے بعد پھر اپنے دونوں بھائیوں سے ملا تھا اور آخر میں باری آئی تھی اس کی بہن کی جو کہ اس سے ناراض منہ پھلا کر بیٹھی تھی

"کیا ہوا؟ میرا بچہ ناراض ہے مجھ سے؟" ریان نے زرمینہ کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے کہا تھا

"کچھ نہیں بھائی ویسے ہی ڈرامے کر رہی ہے" زرمینہ سے پہلے ذیشان بول پڑا تھا

"تم چپ رہو میں اپنے بچے سے بات کر رہا ہوں" ریان نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تھا

"میں آپ کو بہت مس کیا" زرمینہ کی بھیگی سی آواز گونجی تھی

"میں بھی اپنے بچے کو بہت مس کیا" ریان نے محبت سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا

"تو پھر آپ واپس آجائیں نہ" اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا

"بچے آپ کو پتہ ہے نہ فوج میں جانا آپ کے بھائی کا خواب ہے اور اگر یہ خواب ٹوٹا تو آپ کا بھائی بھی ٹوٹ جائے گا تو کیا

آپ ایسا چاہتی ہیں؟" ریان نے کہا تو اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تھا

"تو بس پھر میرا بچہ رونا بند کرو اور اپنے بھائی کے لیے دعا کیا کرو اور اب مسکرا کے دکھاؤ مجھے" ریان کی بات پہ اس نے

جلدی سے اپنے آنسو صاف کر کے مسکرا کے اسے دیکھا تھا جب کہ باقی سب بھی مسکراہٹ لبوں پہ لیے ان دونوں کو ہی

دیکھ رہے تھے

"گڈ گرل" ریان نے اس کا سر تھپچھپاتے ہوئے کہا تھا

"ویسے بھائی یہ سارے ڈرامے آپ کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کرتی ہے" تھوڑی دیر پھر ذیشان کی زبان پہ کھلی ہوئی

تھی

"ہا نیسی نیسی" اس کی بات پہ زرمینہ نے چیخ کر ریان کو دیکھا تھا اور ریان خوشخوار تیور لیے ذیشان کی طرف بڑھا تھا

"یار بھائی معاف کر دیں سچ میں مذاق کر رہا تھا" ذیشان کو پتہ تھا اگر ریان نے پکڑ لیا تو برا حال ہو گا اس لیے اس نے پہلے ہی

ہاتھ جوڑ دیے اس کی حرکت پہ سب ہنس دیے تھے پھر کافی دیر تک وہ بیٹھ کر گپے مارتے رہے تھے

معنی گھر پہنچا تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی اسے حیرت ہوئی کیونکہ بہروز صاحب پاسنگ آؤٹ پریڈ میں شامل تھے اور انہیں پتہ تھا کہ آج معیز نے آنا پھر بھی اتنی خاموشی یہ بات اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی

"مام،،، ماما،،، ماما کہاں ہیں آپ؟ آپ کا اکلوتا لختِ جگر اتنے عرصے بعد آیا ہے اور آپ کو کوئی ہوش ہی نہیں" معیز نے لاؤنج میں آتے ہی زور زور سے بولنا شروع کر دیا تھا لیکن کافی دیر بعد بھی کوئی جواب نہیں آیا تھا

"حیرت ہے کوئی بھی نہیں آ رہا گھر میں ہی ہیں سب یا کہیں گئے ہوئے ہیں" معیز حیرت سے بڑبڑایا تھا پھر تھوڑی دیر وہی کھڑے رہنے کے بعد وہ بہروز صاحب کے بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا

روم کے دروازے پہ رکتے اس نے دروازہ ناک کیا تھا لیکن کوئی رسپانس نہ ملا تو وہ دروازہ کھول کے خود ہی اندر داخل ہوا تھا لیکن آگے سے اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا اسے مزید حیرت ہوئی تھی ابھی وہ آگے بڑھ کے لائٹ اون کرتا کہ اک دم سے روم کی تمام لائٹس آن ہوئی تھی اور ساتھ ہی اس پہ پھول بھی گرے تھے

"ویلم بیک ٹو ہوم" ہنستے ہوئے سب نے کہا تو معیز نے حیرت سے نکلتے سب کو دیکھا تھا جو ہنستے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے

"آپ لوگوں کو یہ سب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی میں آپ سب سے ہوں ہی ناراض" اس نے اک نظر سب پہ ڈالتے کہا تھا جس پہ سب نے یعنی شائستہ بیگم، راشدہ بیگم (چچی)، شہزاد صاحب (چچا) اور ان کے دو بیٹے ریحان اور فیضان سب نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

"کیوں بھی بر خور دار کیا ہو گیا ہے؟" شہزاد صاحب نے پوچھا تھا

"ہو ایہ ہے کہ میں اپنے اماں ابا کا بیٹا ہی نہیں انہیں پتہ بھی ہے مجھے فوج سے چڑ ہے لیکن پھر بھی پھینک دیا فوجیوں میں اور وہ اتنا ظلم کرتے کیا بتاؤں آپ کو" معیز نے اپنے نادیدہ آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا

"میں تو تم سب سے پہلے ہی کہا تھا اس ناہنجار کے لیے کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور تم لوگوں نے اتنا کچھ کر لیا اور اب سنو اس کی بے تکی باتیں" بہروز صاحب کی آواز پہ معیز نے کرنٹ کھا کر دروازے کی طرف دیکھا تھا جہاں بہروز صاحب کھڑے اسے سخت تیوروں سے گھور رہے تھے

"آپ تو کچھ کہے ہی نہ مجھے پکا یقین ہو چکا ہے میں آپ کی سگی اولاد ہے ہی نہیں کہیں سے اٹھایا ہے آپ نے مجھے" معیز نے جذباتی ہوتے کہا تھا

"ارے ارے یہ کیا اول فول بول رہے ہو دماغ سیٹ ہے تمہارا؟" شائستہ بیگم نے معیز کو گھورتے کہا تھا

"میں تو پہلے ہی کہا تھا بیگم آپ کا بیٹا ہلا ہوا ہے لیکن آپ کو تو مجھ پہ یقین ہی نہیں اب خود دیکھ لیں اپنی آنکھوں سے" بہروز صاحب کی بات پہ اب کی بار شائستہ بیگم نے انہیں گھورا تھا

"اور تم نالائق ابھی تک نہیں سدھرے چھ ماہ گزر چکے ہیں اب تک تو پی ایم اے اچھے اچھوں کو سدھا رہی ہے پھر تم کیا چیز ہو" بہروز صاحب نے معیز سے پوچھا تھا

"اچھا اب بس بھی کریں بچے اتنے دنوں بعد گھر آیا ہے اور آپ ہیں کہ فضول بحث لے کر بیٹھ گئے ہیں" اس پہلے کہ معیز کچھ کہتا شائستہ بیگم نے کہہ کر بات ہی ختم کر دی تھی جس پہ بہروز صاحب معیز کو گھور اور معیز انہیں پر شکوہ نظروں سے ہی دیکھ کر رہ گئے تھے

"بھیا آپ ہمارے لیے کچھ لے کر آئیں ہیں؟" ریحان اور فیضان جو کہ تیرہ اور چودہ سال کے تھے انہوں نے اشتیاق سے اس سے پوچھا تھا

"پہلی بات تو یہ کہ بچو میں کسی دوسرے سے سیارے سے نہیں آ رہا جو تم لوگوں کے لیے کچھ لے کر آتا اور دوسری بات شکر کرو میں خود واپس آ گیا ہوں یہ ہی تم لوگوں کے لیے کافی ہے" معیز نے انہیں دیکھتے لفظوں کو چبا چبا کر کہا تھا

"معیز تمیز سے بچے ہیں وہ" بہروز صاحب نے اسے سرزنش کی تھی

"چلو نہ معیز کیک کاٹو جو میں سپیشل تمہارے آنے کی خوشی میں لے کر آئی ہوں" اس پہلے کہ اک جنگ شروع ہوتی شائستہ بیگم نے معیز کو جلدی سے کیک کی طرف متوجہ کیا تھا جس پہ سب نے شکر ادا کیے تھے کیونکہ کیک کے آگے معیز واقعی ہی سب کچھ بھول جاتا ہے

دن پر لگا کے اڑ رہے تھے اب ایسا تھا یا نہیں لیکن ریان کو ایسا ہی لگ رہا تھا اس کی چھٹی ختم ہونے میں صرف دو دن رہ گئے تھے اس دوران وہ اتنا بازی رہا تھا کہ اسے معیز کو کال کرنے کا بھی ٹائم نہیں ملا تھا اور حیرت انگیز طور پر معیز نے بھی اسے کوئی کال نہیں کی تھی

ابھی وہ فری تھا اس لیے اس نے سوچا معیز کو کال ہی کر لی جائے اس نے کرتے کی جیب میں ہاتھ ڈال کے موبائل نکالنا چاہا لیکن اس کے جیب خالی تھی

"شاید روم میں ہے موبائل" ریان نے خود سے کہا اور اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا تھا

اس وقت گھر میں وہ اور زرینہ ہی تھے حبیب اللہ صاحب ہاسپٹل تھے نازیہ بیگم اپنے کسی جاننے والی کی عیادت کے لیے گئی تھی منان کالج اور ذیشان سکول تھا جبکہ زرینہ نے آج کالج سے چھٹی کی تھی

وہ لاؤنج سے گزر رہا تھا کہ لاؤنج میں رکھے فون کی گھنٹی بجی تھی اس پہلے کہ وہ جا کر فون اٹھاتا وہاں بیٹھی زرینہ نے آگے بڑھ کے فون اٹینڈ کیا تھا اور وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا

"کمینے، بے غیرت، بے مروت انسان تم وہاں جا کر مجھے بھول گئے لالے مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی" زرینہ نے رسیو اٹھا کر کان سے لگایا تھا لیکن اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے مقابل نان سٹاپ شروع ہو گیا تھا

"اوہیلو مسٹر پاگل کون ہو تم؟ یہاں کوئی تمہارا لالہ والا نہیں ہے رانگ نمبر" زرینہ نے غصے سے کہا تھا

"اے مس بد تمیز پاگل ہو گی تم خود اور میں پوچھتا ہوں تم ہو کون اور میرے دوست کے گھر کیا کر رہی ہو؟" رسیو میں سے گونجتی آواز پہ زرینہ کا میٹر شارٹ ہوا تھا

"تم خود ہو گے بد تمیز جاہل بے ہودہ اور بھی پتہ نہیں کیا کیا" زرینہ چیخی تھی اس کے چیخنے کی آواز سن کر ریان جو اپنے موبائل پہ آئی معیز کی بے تحاشا مسد کال زد کیے رہا تھا چونک گیا اور جلدی سے باہر کو بھاگا تھا

"اک تو خود کال کرتے ہو اس محاورے پہ فٹ ہو کر 'مان مان میں تیرا مہمان' اور اوپر سے باتیں بھی مجھے سنارہے ہو"
ریان اسے غصے سے فون پہ برستے دیکھ کر حیران ہوا تھا

"کیا ہوا زری چیخ کیوں رہی ہو؟ اور یہ کال پہ کون ہے؟" ریان نے اس سے پوچھا تھا

"پتہ نہیں بھائی کون پاگل ہے کال کر کے کہہ رہا یہ میرے دوست کا گھر ہے تم کون ہو فلاں فلاں یہ آپ خود ہی نمٹیں اس سے" زرینہ نے رسیو اس کی طرف بڑھاتے کہا تھا جبکہ ریان دوست کے نام پہ چونک گیا تھا کہیں معیز تو نہیں! یہ سوچ آتے ہی اس نے آگے بڑھ کے جلدی سے رسیو پکڑا تھا اس سے اور نگاہ جھکا کر اک نظر نمبر پہ بھی ڈالی تھی جو معیز کا ہی تھا
"اسلام و علیکم کیسے ہو معیز؟" اس نے رسیو کان سے لگاتے کہا تھا

"و علیکم السلام بے وفالوگوں میں ٹھیک ہوں اور یہ کس بد تمیز نے میرا فون اٹھایا تھا سیدھا سیدھا مجھے پاگل ہی بنا ڈالا ہے اس نے" معیز کی غصے سے بھرپور آواز گونجی تھی

"بہن تھی میری اسے نہیں پتہ تھا تم میرے دوست ہو" اس کی بات پہ لائن کے دوسری طرف موجود معیز بالکل چپ ہو گیا تھا جبکہ زرینہ نے لفظ دوست پہ حیران نظروں سے اسے دیکھا تھا اور وہاں سے کھس گئی تھی

"ہیلو" کافی دیر جب معیز کچھ نہ بولا تو ریان نے کہا تھا

"ایم سوری یار مجھے نہیں پتہ تھا وہ تمہاری بہن ہے صحیح کہتے ہیں ابامیں بہت بڑا بے وقوف ہوں کچھ بھی کہنے اور کرنے سے پہلے سوچتا نہیں ہوں،،، میں تمہارے نمبر پہ کال کی تھی تم نے اٹینڈ نہیں کی تھی اس لیے یہاں کال کی تھی لیکن مجھے یہ

سوچنا چاہیے تھا کہ تمہارے علاوہ بھی کوئی کال اٹھا سکتا ہے ایم ریٹلی سوری " معیز جلدی جلدی سے بول رہا تھا کہ کہیں اسے برانہ لگ جائے

"ریلیکس کچھ نہیں ہوا تم اس طرح بیسیو کیوں کر رہے ہو" ریان نے اسے ریلیکس کرتے پوچھے تھا

"یار تم پٹھان ہو نہ اور انہیں غصہ بھی جلدی آجاتا ہے اور پھر یہ نہ ہو میں کسی محاذ پہ شہید ہونے کی بجائے تمہارے ہاتھوں سے قتل ہو جاؤں " معیز کے بے چارگی سے کہنے پہ ریان کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"نہیں میرے یار تو اطمینان رکھ نہیں قتل کرتا میں تیرا" ریان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

"شکر ہے ورنہ میں تو سمجھا میں گیا آج" معیز نے اک لمبا سانس بھرتے کہا تھا

"باقی سب چھوڑ لالے یہ بتاؤ نے مجھے زرہ یاد نہیں کیا میں روز موبائل پکڑ کے بیٹھتا تھا تو ابھی کال کرتا ہے ابھی کرتا ہے لیکن تو نے نہیں کرنی تھی اور نہیں کی تو نے " معیز نے منہ پھلایا تھا

"سچ میری جان میں بڑا بڑی تھی آج تھوڑا فری ہوں ابھی تجھے کا کرنے ہی لگا تھا لیکن اس سے پہلے تیری کال آگئی" ریان نے اسے صفائی پیش کی تھی

"ہاں ہاں اب تو تو نے یہی کہنا ہے " معیز کی بات پہ وہ ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گیا کیونکہ یہ لڑکا اب اس کی کوئی نہیں سننے والا تھا

"اچھا باقی چھوڑ یہ بتا کیسی چھٹیاں گزر رہی ہیں؟" ریان نے بات بدلی تھی

"ارے بڑے مزے میں گزر رہی ہیں اپنی مرضی سے سوتا ہوں اپنی مرضی سے جاگتا ہوں" معیز نے مزے سے کہا تھا
"کر لو عیش بس دودن رہ گئے ہیں پھر وہی پی ایم اے وہی سٹاف اور معیز اور ساتھ اس کی بے عزتی" ریان نے اسے
چھیڑتے ہوئے کہا تھا

"لالے کبھی کبھی مجھے تُو دوست کم اور دشمن زیادہ لگتا ہے" معیز کے تپ کے کہنے پہ ریان نے قہقہہ لگایا تھا پھر ادھر ادھر
کی چند باتیں کرنے کے بعد ریان نے فون رکھ دیا تھا وہ ابھی فون رکھ کے معیز کی باتیں یاد کر کے مسکرا رہا تھا کہ زرمینہ وہاں
آئی تھی

"بھائی ایم سوری مجھے نہیں پتہ تھا وہ آپ کے دوست ہیں مجھے لگا کوئی رانگ نمبر ہے بس اسی لیے" زرمینہ نے شرمندگی سے
سر جھکا کر کہا تھا

"ارے کوئی بات نہیں میرا بچہ زیادہ سوچو مت" اسے اپنے پاس بیٹھا کر ریان نے پیار سے کہا تھا

"ویسے اک بات کہوں؟" ریان کے کہنے پہ اس کی سوالیہ نظریں اس پہ اٹھی تھیں

"اچھا کیا تم نے اسے باتیں سنا کے وہ اسی قابل تھا" ریان نے شرارت سے کہا تو زری نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

"ہاں نہ میرا دوست ہے میں اسے بہت اچھی طرح جانتا ہوں بہت ہی کوئی پہنچی ہوئی ہے شے اگر اسے کچھ کہو نہ تو اگلے
بندے کا جینا مشکل کر دے" ریان نے منہ بنا کے جس انداز میں کہا زرمینہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا اسے ہنستے دیکھ کر ریان بھی

مسکرایا تھا اس نے زری کا دھیان بٹانے کے لیے یہ سب کچھ کہا تھا کیونکہ اسے پتہ تھا وہ وہی بات سوچ سوچ کے ویسے ہی شر مندہ ہوتی رہے گی

معیز نے فون بند کر کے سکھ کا سانس لیا تھا وہ واقعی ہی ڈر گیا تھا کہ پتہ نہیں ریان کا کیاری ایکشن ہو گا بے شک وہ اس کا دوست تھا لیکن تھا تو اک پٹھان ہی نہ اور پٹھان کا کب دماغ خراب ہو جائے کوئی پتہ نہیں تھا ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ بہروز صاحب اس کے ساتھ آکر بیٹھے تھے

"کیا بات ہے صاحبزادے کن سوچوں میں گم بیٹھے ہو؟ کسی لڑکی وڑکی کا تو کوئی چکر نہیں ہے نہ؟" بہروز صاحب نے اسے سوچوں میں گم بیٹھے دیکھ کر مشکوک لہجے میں کہا تھا

"جس جگہ آپ نے مجھے پھینکا ہوا ہے وہاں رہ کے لڑکیوں کے خواب نہیں آتے اگر آتے ہیں تو کبھی سٹاف کبھی ڈرل سرجنٹ میجر اور کبھی ایجینٹ صاحب آکر ڈرارہے ہوتے ہیں یا پھر تمنا ڈپ میں تیری تمنا میری تمنا گارہا ہوتا ہوں میں" معیز نے جل کر کہا تو بہروز صاحب ہنس ہنس کے دوہرے ہو گئے تھے

"اچھا ہے نہ لڑکیوں کیا ان کے خوابوں سے بھی دور ہو گناہ لگنے اور میرے جوتے لگنے سے بچے ہوئے ہو" کافی دیر بعد جب بہروز صاحب کی ہنسی رکی تو انہوں نے کہا تھا

"ابا سچ بتائیں آپ کی ہی اولاد ہوں نہ؟ کبھی کبھی مجھے شک ہونے لگتا ہے میں آپ کا بیٹا ہوں ہی نہیں،،، جن لوگوں کے اکلوتے بیٹے ہوتے ان کے ماں باپ ان کی لاڈ کرتے تھکتے ہی نہیں ان کی ہر بات مانتے اور اک آپ ہیں میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں" معیز نے نروٹھے پن سے کہا تھا

"میرے بچے ابھی تم نادان ہو اس بات کو سمجھ نہیں سکو گے میں جو بھی کرتا ہوں تمہاری بھلائی کے لیے کرتا ہوں اور تمہیں کیا پتہ کہ اس فوج کی نوکری میں کیس لذت ہے کیسا پیار ہے" بہروز بولتے بولتے اک لمحے کور کے تھے

"جب اک آدمی خاکی وردی پہنتا ہے نہ وہ عام نہیں رہتا وہ خاص ہو جاتا ہے وہ پھر صرف اپنی ماں کا بیٹا نہیں رہتا وہ وطن کا بیٹا بن جاتا ہے وطن میں موجود ہر ماں کا بیٹا بن جاتا ہے،،، پتہ ہے معیز یہ وردی اللہ کی اک عطا ہے اک کرم ہے اور یہ وردی ہر کسی کے نصیب میں نہیں آتی اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے جو یہ وردی پہنتے اپنی ملک و قوم کی حفاظت کرتے اور یقین کرو اک فوجی کے لیے عین سعادت ہوتی کہ وہ اپنے لوگوں کے کام آ رہا" وہ بول رہے تھے اور معیز خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا

"تمہیں پتہ ہے بہت سے لوگ فوج کے خلاف بھی ہیں وہ کہتے ہیں فوج ملک کا بچٹ کھا گئی ہے وہ کہتے ہیں فوجی پر آسائش زندگی گزارتے انہیں اور ان کے بچوں کو ہر قسم کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے وہ ہی فوجی بارڈر پہ کھڑے ہوتے وہ ہی فوجی اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے سامنے سینہ تان کے کھڑے ہوتی وہی فوجی ہر خوشی اور غم کے موقع پہ اپنے گھر والوں سے دور ہوتے اپنے بچوں کی شکل دیکھنے کو ترستے وہی فوجی اپنی جان ہنستے ہنستے اس ملک پہ وار

دیتے " اک آنسو بہروز صاحب کی آنکھ سے نکل کہ گال پہ آیا تھا جسے دیکھ کے معیز تڑپ اٹھا تھا اس نے کچھ بولنا چاہا لیکن بہروز صاحب نے ہاتھ اٹھا کے اسے روک دیا

"جانتے ہو جب تم پیدا ہوئے تھے میری پوسٹنگ سیاحن میں تھی تم میری پہلی اور اکلوتی اولاد تھے جو کہ شادی کے چھ سال بعد نجانے کتنی منتوں مرادوں کے بعد ملے تھے تم نے مجھے باپ کے رتبے فائض کیا تھا اور کس باپ کی خواہش نہیں ہوتی کے وہ اپنی اولاد کے دنیا میں آتے ہی سب سے پہلے اسے گود میں اٹھائے اسے گلے لگا کے محسوس کر سکے لیکن میں ایسا نہیں کر سکا کیونکہ میری پوسٹنگ جو سیاحن میں تھی جو سب سے ٹف محاذ مانا جاتا ہے اور اس وقت حالات بھی خراب تھے اس لیے مجھے چھٹی نہ مل سکی میرا دل بہت تڑپا تھا لیکن پھر میرا اندر کا فوجی جاگا تھا جس نے مجھے یہ باور کروایا تھا کہ میرے لیے سب سے اہم میرا فرض ہے میرا وعدہ ہے جو میں فوج میں آتے اس وطن سے کیا تھا اور جب میں تمہیں پہلی دفعہ دیکھا تو تم دو ماہ کے ہو چکے تھے " بہروز صاحب نم آنکھوں سے مسکرائے تھے جیسے انہیں وہ لمحہ یاد آگیا ہو

"اور مجھے یہ بھی پتہ تمہیں فوج سے چڑ بھی اسی لیے کہ جب تمہیں میری ضرورت ہوئی میں تمہارے پاس نہیں تھا میرے بچے جب اس وطن کے بیٹے بن جاؤ نہ پھر وطن سے آگے کوئی شے نہیں نظر آتی اپنی اولاد بھی نہیں جب تم خود فوجی بن جاؤ گے نہ تب تم اس بات کو سمجھو گے " بہروز صاحب نے کھڑے ہوتے اس کا کندھا تھپتھپاتے کہا تھا

"ایم سوری بابا اینڈ آئی لویو سوچ " معیز نے تیزی سے کھڑے ہو کر ان کے گلے لگتے بھرائی آواز میں کہا تھا

"آئی لویو ٹو میری جان " انہوں نے بھی اس کے گرد بازو باندھتے کہا تھا ان کے گلے لگے معیز کو آج پہلی بار اندازہ ہوا تھا کہ اک فوجی کی زندگی کتنی مشکل ہوتی ہے

!!

وہ دونوں بلکہ ساری فرسٹ ٹرم جو سیکنڈ ٹرم میں پروموٹ ہو چکے تھے دس دن کی چھٹی گزار کے واپس پی ایم اے آچکے تھے معیز اور ریان ایسے ملے تھے جیسے صدیوں سے اک دوسرے سے پچھڑے ہوں

"لالے میں نے تجھے بہت مس کیا" معیز نے ریان سے بغلگیر ہوتے اسے بتانا ضروری سمجھا تھا معیز کی نیچر ایسی تھی کہ وہ سب سے بہت جلدی فری ہو جاتا تھا لیکن جو جگہ اس کے دل میں ریان کے لیے بن چکی تھی وہ کسی کے لیے بھی نہیں بنی تھی

"لالے کی جان میں نے بھی تجھے بہت مس کیا" ریان نے بھی اسے زور خود میں بھینچتے کہا تھا

"اے لالے وہ مجھے تیرے بتانے سے ہی پتہ چل گیا ہے یہ میری ہڈیاں توڑنے کی کیا ضرورت ہے؟" معیز نے مصنوعی کراہ کر کہا تھا

"کوئی نہیں بچے اک فوجی کی ہڈیاں اتنی آسانی سے نہیں ٹوٹتی" ریان بھی اس کا دوست تھا اس کے ڈرامے کو اگنور کرتے اپنے گرفت اور مضبوط کی تھی اس دفعہ معیز کو واقعی ہی لگا تھا اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی

"لالے اللہ پوچھے تجھے" معیز نے پیچھے ہوتے اسے گھور کر کہا تھا

"سب کو اللہ نے ہی پوچھنا ہے" ریان نے کندھے اچکائے تھے

"ویسے لالے یار یہ سوچ کہ کتنا سکون حاصل ہو رہا نہ کہ فائنٹی ہم بھی سینئر ہو گئے کچھ زیادہ نہیں تھوڑا تو ہو ہی گئے ہیں" معیز نے آنکھیں بند کر کے سکون حاصل کرنے کی کوشش کی تھی

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے میری جان کیونکہ سینئر زنام کی تلوار ابھی بھی ہمارے سروں پہ لٹک رہی ہے" ریان نے اس کی خوشی پہ پانی پھیرا تھا جس پہ اس نے تڑپ کے آنکھیں کھولی تھیں

"یار لالے تھوڑا خوش تو ہو لینے دیتے" معیز نے منہ بسورتے ہوئے کہا تھا

"جھوٹی خوشی حاصل کر کے کیا فائدہ؟" ریان کی بات پہ معیز بس ہو نہ ہی کر سکا تھا

"ویسے یہ میرے کانوں نے ابھی تک پی ایم اے کی شان میں کوئی لفظ نہیں سنا خیر ہے؟" ریان نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

"بس یار سمجھ ہی گیا میں فوج کی وردی ہر کسی کے حصے میں نہیں آتی" اس کی بات پہ ریان نے حیرت سے آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا تھا

"طبعیت ٹھیک ہے نہ تیری؟ کہیں بخار و خار تو نہیں چڑ گیا تیرے دماغ کو؟" ریان نے اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے چیک کیا تھا

"ٹھیک ہوں میں" معیز نے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا تھا اور پھر اپنی اور بہروز صاحب کی ساری باتیں اس کے گوش گزار دی تھیں

"شکر ہے مالک کا ان کی باتیں تیرے پلے تو پڑیں" ریان کی بات پہ معیز نے اک زبردست گھوری سے اسے نوازا تھا
"ویسے جو بھی ہے یار لیکن دس دن گھر میں سکون سے گزارنے کے بعد یہ پھر سے قید خانہ لگنے لگ گیا ہے مجھ کو" معیز نے
اک آنکھ دبا کر شرارت سے کہا تھا

"کچھ نہیں ہو سکتا تیرا" ریان نے اسے اک جھانپڑ رسید کرتے ہوئے کہا تھا جس پہ وہ ہنستے ہوئے بیڈ پہ گر گیا تھا جبکہ ریان
اسے دیکھ کر بس نفی میں سر ہلا کے رہ گیا تھا

پی ایم اے میں اگلا دن معمول کے مطابق تھا صبح اٹھ کے انہیں پہلے پی ٹی کے لیے جانا تھا اور باقی دن کے کام ویسے ہی
چلنے تھے جیسے پہلے چلتے اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہونا تھا وہ تھا معیز جو تیار ہونے کے ساتھ بڑبڑا رہا تھا
"دیکھ معیز اب مجھے تیری آواز آئی تو اچھا نہیں ہو گا" ریان جو کب سے اس کی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا اب جھلا کر بولا تھا
"لالے یار سچ میں مجھے گھر میں گزرے وہ دس دن یاد آ رہے ہیں کیا مزے تھے" معیز نے اپنے تصور میں گھر کو لاتے کہا تھا
"ان دس دنوں کو بھول جا اور اب چھ مہینے تو یہی ہے بس یہ یاد رکھ" ریان کی بات پہ معیز رج کے بد مزہ ہوا تھا
"پتہ نہیں کیسا دوست ہے تو لالے جس سے اپنے دوست کی خوشی ہی ہضم نہیں ہوتی" معیز نے اسے گھورا تھا

"صحیح ہے میری جان آپ بیٹھ کے خوشی منائیں تھوڑی دیر سٹاف بھی آجائیں گے اور ان کے ساتھ تمہیں خوشی منانے میں یقیناً بہت خوشی ہوگی" ریان جو بالکل تیار ہو چکا تھا اس نے معیز کو کہتے باہر کی طرف بڑھا تھا جب کہ گرتا پڑتا معیز بھی اسے کے پیچھے ہی بھاگا تھا

وہ سارے جب پی ٹی گراؤنڈ پہنچے وہاں ان کے فزیکل ٹرینر پہلے ہی وہاں کھڑے تھے وہ سب ان کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے تھے

"ویلم بیک ان پی ایم اے جینٹل مین،،، جیسا کہ آپ جانتے ہیں آپ سب اب فرسٹ ٹرم سے سیکنڈ ٹرم میں پروموٹ ہو چکے ہیں سب سے پہلے تو اس کے لیے بہت مبارک ہو" انہوں نے کہا تو سب نے شکریہ کہا تھا

"تو اب آتے ہیں اصل بات کی طرف،،، آپ سب یقیناً موبائلز میں یا ویسے گیمنز کھیلتے ہی ہوں گے جیسے گیمنز میں ہر نیکیٹ لیول پہلے لیول سے کافی مشکل ہوتا ہے ویسے ہی پی ایم اے میں جوں جوں آپ آگے پروموٹ ہوتے ہیں آپ کی ٹریننگ اور سٹڈیز ٹف ہو جاتی ہیں" وہ سب کو باری باری دیکھتے بول رہے تھے

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں اب سیکنڈ ٹرم میں ہیں تو اب آپ کی ون مائل ریس جو فرسٹ ٹرم میں آپ کو چھ منٹ اور تیس سیکنڈز میں کمپلیٹ کرنی ہوتی ہے اب وہ آپ کو چھ منٹ اور بیس سیکنڈز میں کمپلیٹ کرنی ہوگی اس کے علاوہ جو ایکسرسائز پہلے ٹرم میں تھیں ان کی تعداد پہلے سے بڑھ جائیں گی گوٹ اٹ؟" ان نے کہا تو سب نے یس سر کہا تھا

"لالے یہ پی ایم اے والے ہمیں دوڑا دوڑا کے ہی ماریں گے" معیز نے آہستہ سے ریان کے کان میں کہا تھا جواب میں اس نے اپنی کہنی زور سے اس کی پسلیوں میں ماری تھی جس پہ وہ کراہ کے بس اسے گھور ہی سکا تھا

پھر دوڑ سٹارٹ ہوئی تھی پہلے ٹرم کی اتنی ٹریننگ کے باوجود بھی بس چند اک ہی ٹارگٹ اچھو کر سکے تھے جس پہ پہلے تو فزیکل ٹرینر نے انہیں جھاڑ پلائی تھی کہ پہلے ٹرم میں چھ ماہ جھک مارتے رہو ہو کیا پھر اس کے بعد انہیں سزا ملی تھی جو کہ ایکسٹرا ایکسرسائز پہ مشتمل تھی

اس کے بعد پھر پانچ منٹ تیار ہونے کے لیے ملے تیار ہو کے وہ جلدی سے میس پہنچے تھے ناشتہ کرنے کے بعد پی ایم اے روڈ پہ مارچ کی اور پھر ان کا رخ کلاسز کی طرف تھا

جیسے باقی چیزیں بڑھی تھیں سیکنڈ ٹرم میں ویسے ہی سیکنڈ ٹرم میں سبجیکٹس بھی چینج ہوئے تھے اک فوجی کے لیے قومی اور بین الاقوامی سطح کے تمام معاملات کا پتہ ہونا چاہیے اس لیے اس ٹرم میں انٹرنیشنل افیئرز کو متعارف کروایا جاتا ہے اس کے علاوہ اکناکس ہسٹری اور مینجمنٹ سائنس کے سبجیکٹس بھی کورس میں شامل ہوتے ہیں

کلاسز کے بعد ڈرل پریڈ تھا فرسٹ ٹرم میں صرف انہیں بیسک ڈرل سکھائی گئی تھی اب سیکنڈ ٹرم میں یقیناً ڈرل بھی پہلے سے سخت ہوگی

پھر ڈرل کے بعد پورا دن باقی کی ساری کلاسز اور ایکٹوٹیز ہوئی تھیں معمول کے مطابق دس سن ہر رہنے کے بعد وہ جواب اپنی اپنی روٹین سے ہٹے ہوئے تھے آج پورا دن بڑی رہنے کے بعد رات کو اچھے خاصے تھک گئے تھے

"یار لالے کوئی ان ظالموں کو بتاؤ ہم انسان ہیں" معیز نے کمرے میں داخل ہوتے ہی دہائی دی تھی

"یار معیز تو مجھے اک بات بتاؤ تھکتا نہیں اک ہی بات بار بار بول کے" ریان بھی تھکا ہوا تھا لیکن اس کی بار بار کی اک ہی

رٹ سے وہ زچ ہو چکا تھا

"لالے تو توچپ ہی رہ نجانے کون سی مٹی سے بنایا ہے اللہ نے تجھے کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا تجھ پہ " معیز نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا

"معیز یقین کر مجھے بھی درد ہوتا ہے میں بھی تھک جاتا ہوں لیکن جب میں تھکتا ہوں تو میں خود کو یہ باور کرواتا ہوں یہاں آنے کا فیصلہ میرا تھا آرمی جوائن کرنا کا خواب میرا تھا اور خوابوں کی تکمیل کے لیے اتنا بھی برداشت نہیں کروں گا تو مجھے خواب دیکھنے کا بھی کوئی حق نہیں " اس نے اک جذب سے کہا تھا

"بس کر دے لالے میں تیرے لیول پہ نہیں آسکتا چپ کر کے سو جا " معیز نے کہا تو ریان اسے بس گھور کے رہ گیا تھا

آجکل پی ایم اے میں نیو کیڈٹس آرہے تھے اور چونکہ وہ دونوں سیکنڈ ٹرم میں تھے اس لیے وہ فرسٹ والوں کا ویکلم کر سکتے تھے اور ان دونوں نے پکا ارادہ کیا تھا کہ وہ ضرور اپنا بدلہ لیں گے اس کے لیے وہ کب سے شکار ڈھونڈ رہے تھے تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد انہیں اک کیڈیٹ اپنا بیگ گھسیٹتے آتا دیکھائی دیا تھا دونوں نے اک شیطانی مسکراہٹ چہرے پہ لیے پہلے اک دوسرے کو دیکھا تھا اور پھر سامنے آتے کیڈیٹ کو جو بیچارہ آنے والے لمحوں سے انجان تھا

"ہے یوسٹاپ " جب وہ ان کے قریب آیا تو معیز نے سنجیدگی سے اسے کہا تھا

"یس سر " اس نے رک کر کہا تھا جبکہ گھبراہٹ اس کے چہرے سے صاف عیاں تھی

"اتنا گھبرا کیوں رہے ہو؟ ہم تمہیں کوئی جن بھوت نظر آرہے ہیں؟" ریان نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا تھا

"جی سر،،، ممم__ میرا مطلب ہے نہیں سر" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا تھا

"وٹ؟؟؟ تم نے ہمیں بھوت کہا ہمت کیسے ہوئی تمہاری؟" تھوڑا سا اس کی طرف جھک کر معیز نے چیختے ہوئے کہا تھا وہ

بیچارہ بس نفی میں سر ہلا سکا تھا

"تم نے غلطی کی ہے اور پی ایم اے میں معافی کی کوئی گنجائش نہیں اس لیے تمہیں سزا تو ضرور ملے گی" سزا کا سنتے اس نے

پریشان نظروں سے دونوں کو دیکھا تھا

"تمہاری سزا یہ ہے کہ تم فراگ جمپ لگاتے ہوئے پوری حمزہ کمپنی کا چکر لگاؤ گے اور ساتھ اونچی آواز میں اسلام و علیکم سر

کہو گے" ریان نے کہا تو اس نے آنکھیں پھاڑ کے دونوں کو دیکھا تھا

"بٹ سر مجھے تو فراگ جمپ کا نہیں پتہ وہ کیا ہوتا ہے" اس کی بات پہ دونوں نے اک دوسرے کو دیکھا تھا کیونکہ انہیں اپنا

وقت یاد آ گیا تھا دونوں کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی جسے انہوں نے ہونٹ بھینچ کے اس سے چھپائی تھی

"تمہیں فراگ جمپ کا نہیں پتہ اپنی زندگی کے اتنے سال کیا کرتے رہو؟" معیز کی بات سن کہ وہ انہیں دیکھتا رہ گیا تھا وہ

مسکین انہیں یہ نہ کہہ سکا کہ میں کون سا زندگی میں فراگ جمپ کے لیے کلا سز لیتا رہا ہوں جو مجھے پتہ ہو گا

"چلو کوئی نہیں تمہیں نہیں پتہ تو ہم تمہیں پتہ لگوادیتے اور ایسا پتہ لگے گا کہ پی ایم اے کے دو سال تم فراگ جمپ کو بلکل

نہیں بھول سکو گے" جس طرح معیز نے بولا تھا اس سے اسے اپنی خیریت نہیں معلوم ہو رہی تھی

"نیچے زمین پہ بیٹھو بیٹوں کے بل" معیز نے کہا تو وہ جلدی سے نیچے بیٹھا تھا

"اب اپنے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے گردن پہ باندھو" اگلی ہدایت پہ بھی اس نے جلدی سے عمل کیا تھا اور دونوں ہاتھ گردن پہ باندھے تھے

"اب دونوں پاؤں اوپر اٹھا کے آگے جمپ کرو جیسے مینڈک کرتا ہے،، مینڈک کو جمپ کرتے ہوئے دیکھا تو ہو گا ہی نہ؟" معیز نے پوچھا تو اس نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا تھا

پھر کیا تھا وہ بیچارہ جمپ لگاتے ہوئے ساتھ ساتھ اسلام و علیکم سر کہہ کر پوری کمپنی کا چکر لگا رہا تھا تقریباً آدھے گھنٹے بعد دونوں نے اس کی جان بخشی تھی

"ویکم ٹوپی ایم اے" وہ دونوں اسے کہہ کر وہاں سے چلا گیا جبکہ وہ حیرانگی سے انہیں دیکھتا رہا جیسے کہہ رہا کہ ایسا ہوتا ہے ویکم؟

لیکن اسے کیا پتہ پی ایم اے میں ایسے ہی ویکم کیا جاتا ہے ان کا بھی ایسا ہوا تھا اور انہوں نے اس ویکم کا بدلہ اس سے لیا تھا اور شاید بلکہ یقیناً نیکیسٹ ٹرم میں وہ بھی ایسے ہی کسی کا ویکم کر رہا ہو گا یہ پی ایم اے کی روایت تھی جو شروع سے چلی آرہی ہے اور ہمیشہ ایسے ہی چلنی تھی

دوسری طرف وہ دونوں اپنے روم میں آکر اس کی شکل یاد کر کے ہنس ہنس لے دہرے ہو رہے تھے اس وقت وہ یقیناً اپنی درگت بھول چکے تھے

"یار معیز کچھ زیادہ نہیں کر دیا ہم نے اس بیچارے کے ساتھ؟" ریان نے بریک پہ پاؤں رکھتے معیز سے پوچھا تھا

"اے لالے تجھے اپنا نام نہیں یاد؟ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہو چکا تھا اور یہ تو وارم اپ تھا اس کے لیے آرمی میں اتنا تو چلتا ہے
نہ " معیز نے کہا اور اک بار پھر دونوں ہنس پڑے تھے

ہاں یاد ہے وہ دوستی کا ہر مزہ

محبتیں وہ رو نقیں وہ مستیاں

لگا کہ شرط وہ زندگی کی پھر کوئی

جو وعدے کر لیے نہ ہوں گے ہم جدا کبھی

او میرے یار تیری یاریاں دل کی صدا

میری خوشیاں تو ساریاں ہوں گے نہ جدا

دل کا دل سے ہوا ہے عہد وفا □

!!

دن اپنے معمول کے مطابق گزر رہے تھے اس دوران ان کی روٹین میں کوئی فرق نہیں آیا تھا وہی کلاسز ڈرل پی ٹی سب کچھ
چل رہا تھا لیکن آج معمول سے ہٹ کر ہلچل تھی ابھی ان کے فزیکل ٹرینرز نے انہیں پی ٹی گراؤنڈ میں بلوایا تھا وہ سب
تجسس میں تھے کہ انہیں کس لیے بلایا گیا ہے وہ سب پی ٹی گراؤنڈ میں پہنچے تو ان کا فزیکل ٹرینر پہلے ہی وہاں کھڑا تھا

"جی تو جینٹل مین آپ لوگ ضرور یہ سوچ رہے ہوں گے میں نے آپ لوگوں کو یہاں کیوں بلایا ہے؟ آپ کو یہاں بلانے کا اک خاص مقصد ہے" انہوں نے ادھر ادھر چکر لگاتے ہوئے کہا تھا

"جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ پی ایم میں کیڈٹس کو ہر طرح کی ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو ہر سچویشن کے لیے تیار رکھیں اسی مقصد کے لیے سینڈ ٹرم میں بوکسنگ کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے تاکہ اگر میدان جنگ میں آپ کے پاس ہتھیار نہ ہوں تو آپ اپنی اس صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے دشمن کو دھول چٹا سکیں" وہ سب سنجیدگی سے انہیں سن رہے تھے

"آپ جانتے ہیں اس پہلے بھی کافی دفعہ آپ کو باکسنگ رنگ میں لے جایا جا چکا ہے لیکن تب آپ سب اک ہی کمپنی کے تھے اور اس میں یہ ہوتا تھا کہ دونوں کنٹسٹنٹ میں سے پہلے اک دوسرے کو مارتا تھا اور اسے پنچ روکنے کی پرمیشن نہیں ہوتی تھی اور پھر دوسرا بھی یہی کرتا تھا اور یہ اس لیے کیا جاتا تھا تاکہ آپ لوگوں میں برداشت پیدا کی جاسکے ایسا ہی ہے نہ؟" انہوں نے بات مکمل کرتے آخر میں پوچھا تو سب نے یس سر کہا تھا

"لیکن اب جو باکسنگ کمیٹیٹیشن ہو گا اس میں اک حمزہ کمپنی کا کیڈٹ ہو گا اور اک ہماری ہی بٹالین کی کسی اور کمپنی کا کیڈٹ ہو گا اور پچھلے باکسنگ کمیٹیٹیشن والا سین نہیں ہو گا اس میں دونوں اپنے بچاؤ کے لیے پنچ روک بھی سکتے ہیں اور مار بھی سکتے ہیں،،، اور امید ہے کہ آپ اس میں بھی اچھی کارکردگی دیکھائیں گے" ان کی بات پہ سب نے اونچی آواز میں انشاء اللہ کہا تھا

"چلیں پھر آپ سب یہاں سے سیدھا باکسنگ رنگ کی طرف ہی جائیں گے" انہوں نے کہا تھا جبکہ کیڈٹس ان کی بات پہ عمل کرتے باکسنگ رنگ کی طرف بڑھ گئے تھے

وہ اک بڑا سا کمرہ تھا جس بلکل درمیان میں باکسنگ رنگ بنی ہوئی تھی اور اطراف میں کیڈٹس اور آفیسرز کے بیٹھنے کا انتظام کیا ہوا تھا اس وقت تھرڈ پاکستان بٹالین پوری کی پوری وہاں موجود تھی وہ سب بھی بیٹھے اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے "یار مجھے اپنی خیریت نہیں معلوم ہوتی" معیز نے رنگ میں موجود دونوں کیڈٹس کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا تھا "کبھی کبھی تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ تم اک آرمی آفیسر کے بیٹے ہو،،،، کاش وہ تمہیں تھوڑا بہادر ہی بنا دیتے" ریان نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا

"یار لالے نہ کر دیکھ تو صحیح وہ کس طرح دھور ہے ہیں اک دوسرے کو" اس نے رنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا "باکسنگ رنگ میں یہی ہوتا ہے اب وہ رنگ میں کھڑے ہو کر ڈانس کرنے سے تو رہے" ریان نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا جبکہ معیز نے جب انہیں تصور کی آنکھ سے رنگ میں ڈانس کرتے دیکھا تو اس کے منہ سے ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا "معیز منہ بند کر لو نہیں تو میں تیرے بتیس کے بتیس دانت توڑ دینے ہیں" ریان نے اسے مکا دکھاتے ہوئے کہا تھا جس پہ اس نے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے منہ پہ انگلی رکھ لی تھی

پھر تھوڑی دیر بعد پہلے معیز کی ہی باری آئی تھی اس کی پتلی ہوئی حالت کو دیکھتے ریان سے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو رہی تھی جس پہ معیز اسے گھورتے رنگ کی طرف بڑھ گیا تھا یہ نہیں تھا کہ وہ بزدل تھا یا اسے لڑنے میں کوئی دقت تھی بس وہ بچپن سے ہی لڑائی اور نار کٹائی سے بھاگتا تھا اور یہاں آکر اسے یہ سب کرنا پڑ رہا تھا

وہ رنگ میں آیا تو اس کے مقابلے میں عبیدہ کمپنی کا کیڈیٹ تھا پھر پانچ منٹ تک دونوں رنگ میں آئے تھے دونوں کے درمیان کافی ٹف مقابلہ چل رہا تھا معیز کو کسی ماہر کھلاڑی کی طرح مقابلہ کرتے دیکھ کر ریان اچھا خاصہ حیران ہوا تھا کیونکہ معیز ایسے شو کرواتا تھا جیسے ان سب کا اسے کچھ پتہ نہ ہو

"بچو اس کے بعد تو میرے ہاتھوں سے پٹنے والا ہے" ریان معیز کو دیکھتے بڑبڑایا تھا

دونوں کے درمیان ٹف مقابلے کے باوجود جیت عبیدہ کمپنی کے کیڈیٹ کی ہوئی تھی لیکن اپریشیٹ دونوں کو کیا گیا تھا کہ دونوں بہت اچھا کھیلے تھے

اس کے بعد پھر باری تھی ریان کی اس کے مقابلے میں بھی عبیدہ کمپنی کا کیڈیٹ کا تھا ان دونوں کے درمیان پچھلے دونوں سے بھی ٹف مقابلہ تھا چونکہ ریان کی اک پٹھان تھا اور دوسرا وہ اپنے آرمی میں آنے کے شوق کی بدولت اس نے اکیڈمی جوائن کرنے سے پہلے ہی بہت کچھ سیکھ رکھا تھا اس لیے اس نے جلد ہی مقابل کو دھول چٹادی تھی

پھر جب سارے کیڈیٹس کا مقابلہ ہو چکا تو وہ دونوں بھی روم میں آگئے تھے

"واہ لالے تُو نے تو کمال کر دیا کیا دھلائی کی اس کی میرا بدلہ بھی لے لیا تُو نے جیو لالہ" معیز نے ریان کا کندھا تھپتھپاتے کہا تھا جبکہ ریان نے آؤ دیکھانہ تاؤ اس کا وہی ہاتھ مروڑ کے اس کی کمر کے ساتھ لگایا تھا

"اوئی ماں مر گیا میں،،، لالے تجھے اللہ پوچھے کونای دشمنی نکال رہا ہے پہلے اس نے کم مارا ہے جو رہتی کثر ہے وہ تُو نکال رہا ہے " معیز نے دہائی دی تھی

"کینے انسان بقول تیرے تجھے کچھ آتا نہیں پھر جو رنگ میں کیا تُو نے وہ کیا تھا ہاں؟" ریان نے اس کا بازو مزید مروڑا تھا "یار لالے تُو بھی عجیب ہے تجھے پتہ ہے میرا باپ آرمی آفیسر ہے انہوں نے کچھ نہ کچھ تو سکھایا ہی ہو گا نہ مجھے " معیز نے کراہتے ہوئے کہا تھا جس پہ ریان بس اسے خاموشی سے دیکھتا رہا تھا

"یار لالے چھوڑ دے نہ میری توبہ جو میں آئندہ تجھ سے کوئی بات چھپاؤں " اسے خاموشی سے خود کو دیکھتے پا کر اس کی منت کی تھی

"تیری قسم لالے کچھ نہیں چھپاؤں گا" اس نے کہا تو ریان نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تھا "ظالم،،، بے حس " معیز نے اپنا بازو سہلاتے اسے گھور کر کہا تھا جس پہ ریان نے اسے ڈبل گھوری سے نوازا تھا

اسی طرح دو تین دن مزید گزر گئے تھے اور وہ اتنے مصروف ہوتے تھے کہ انہیں دن گزرنے کا پتہ بھی نہیں چل رہا تھا آج پھر سب کو پلٹون کمانڈر نے بلایا تھا اور کیڈٹس بیچارے سوچی جا رہے تھے آج پھر کون سا بمب چھوٹنے والا ہے "یار یہ انہیں ہم سے کچھ زیادہ پیار نہیں ہو گیا روز ہی بلا لیتے ہیں " معیز نے ریان کے کان میں سرگوشی کی تھی لیکن پھر اس کی گھوری پہ منہ بناتے چپ کر کے بیٹھ گیا تھا

"آج آپ کو یہ بتانے کے لیے یہاں بلایا گیا ہے کہ آپ کو اپنے پی ایم اے کیریئر کی بہت اہم ایکسرسائز پہ بھیجا جا رہا ہے" پلاٹون کمانڈر کی یہ بات سن کر معیز کی تو باچھیں کھل گئی تھیں کہ وہ اکیڈمی سے باہر جا رہے ہیں جبکہ اس کی خوشی دیکھ کہ ریان بس نفی میں سر ہلا کہ رہ گیا تھا

"اس ایکسرسائز کا نام 'یرموک' ہے جس میں کیڈٹس کو اپنے کندھوں پہ پچیس کلو گرام وزن اٹھا کہ 135 کلو میٹر پہاڑی علاقے میں پیدل چلنا ہوتا ہے" ان کی اگلی بات پہ معیز کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں اور اس کی شکل دیکھ کے ریان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی

"یہ ایکسرسائز پانچ دنوں پہ مشتمل ہوتی ہے جس میں کیڈٹس سے مختلف ٹاسکس پر فارم کروائے جاتے ہیں آپ یہ سمجھ لیں آپ اک قسم کے میدان جنگ پہ ہی جا رہے ہیں اس دوران آپ کو کافی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے لیکن یہی مشکلات آپ کو قابل بناتی ہیں کسی بھی حالت میں سروائیو کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہیں اور اگر آپ لوگوں کو لگتا ہے کہ آپ کی یہ مشکلات ہمیں کوئی فائدہ دیتی ہیں تو آپ بالکل غلط ہیں ہمیں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہونے والا لیکن اگر آپ لوگ کامیاب ہوں گے تو ہمیں اس بات کی خوشی ہوگی کہ ہم نے جو وقت اور محنت آپ پہ کی ہے اس کا پھل ہمیں مل گیا ہے" انہوں نے سب کو دیکھتے کہا تھا

"اب آپ لوگوں جائیں اور جانے کی تیاری کریں" انہوں نے کہا تو سب بس سر کہتے وہاں سے چلے گئے تھے

"یار یہ کیا بات ہوئی ابھی تو باکسنگ والے زخم ٹھیک نہیں ہوئے یہ ہمیں پہاڑوں پہ بھیج رہے ہیں زرا سا تورحم کریں ہم پہ" معیز نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا تھا

"ان کی بات پہ خوش کون ہوا تھا؟" ریان نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا

"ہاں تو مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ ہمیں گدھے سمجھ کہ ہم پہ وزن بھی لادیں گے" معیز نے منمناتے ہوئے کہا تھا

"معیز اس سے پہلے کے میں تمہارا حال برا کروں چپ کر کے تیاری کرو" اس کی بات پہ معیز بس منہ بسور کے رہ گیا تھا پھر جلدی سے تیار ہو کر وہ سب اکیڈمی سے نکل گئے تھے

وہ ساری پلاٹون اپنے کندھے پہ وزن اٹھائے اور ساتھ اک صندوق اٹھائے اکیڈمی سے نکل کر پہاڑوں کی طرف بڑھ رہے تھے وہ سب خاموشی سے چل رہے تھے لیکن معیز زیادہ دیر چپ رہ جائے یہ تو ہو نہیں سکتا تھا

"ہائے میرا دل کر رہا ہے میں یہی سے گھر بھاگ جاؤں" معیز چونکہ ایبٹ آباد کا ہی رہائشی تھا اس نے سڑک کو دیکھتے کہا تھا

"ہاں اور پھر کرنل انکل سے جوتے کھا کے واپس آ جاؤ" ریان نے ہنستے ہوئے کہا تھا جس پہ معیز نے اسے خشمگنی نظروں سے گھورا تھا

"شکر ہے یہ یونیفارم سٹاف اور بحیثینٹ کے علاوہ بھی کوئی دکھا ہے" معیز نے پہاڑوں اور درختوں کو دیکھتے کہا تھا

"کوئی نہیں میری جان بس پانچ دن ہیں پھر واپس اکیڈمی ہی جانا ہے" ریان نے ہمیشہ کی طرح اس کی خوشی غارت کی تھی لیکن اس دفعہ معیز نے اس پہ کوئی توجہ نہیں دی تھی

پھر وہ پورا دن مختلف مشقوں میں مصروف رہے تھے جن مختلف ہرڈلز شامل تھیں انہیں کراس کرنا تھا اس کے علاوہ اک جگہ چھوٹے چھوٹے مورچے بنائے گئے تھے جن میں کیڈٹس نے کھڑا ہونا تھا اور ان سے کافی فاصلے پہ تھوڑی اونچائی پہ ڈرم

رکھے گئے تھے جن پہ انہیں نشانہ لگانا تھا گن سے نشانہ لگتے ہی وہ ڈرم نیچے لڑھک کے آجانے تھے اور ان سے بچنے کے لیے انہیں تیزی سے مورچے کے اندر بیٹھ جانا تھا

اس کے علاوہ انہیں انفنٹری کے تمام ہتھیار چلانا سیکھائے جانا تھا اور بعد میں ان ہتھیار کی باقاعدہ سٹڈی بھی کروائی جانی تھی ان سب کے دوران پلاٹون کمانڈران کے سروں پہ ہی کھڑے رہے تھے پھر ان سب سے فارغ ہو کر کیڈٹس نے خیمے لگائے تھے کیونکہ انہیں پانچ دن یہی رہنا تھا

"یار مجھے تو یہ ایکسرسائز جنگ سے بھی زیادہ سخت لگ رہی ہے جنگ میں دشمن پھر تھوڑے فاصلے پہ ہوتا ہے لیکن یہاں تو پلاٹون کمانڈر ہر وقت ہی سر پہ کھڑا ہو کر دیکھ رہے ہوتے ہم کیا کر رہے کیا نہیں" اس وقت ریان اور معیز اپنے خیمے میں موجود تھے

"وہ اس لیے کہ ہم الرٹ رہیں اور یہاں الرٹ رہنے کی عادت پڑے گی تو آگے جا کر میدان جنگ میں الرٹ رہیں گے نہ" ریان نے کہا تھا

"یار لالے تُو،،، بس دفع ہی ہو جا" معیز نے اسے کچھ کہنا چاہا لیکن جب کچھ پلے نہ پڑا تو اسے دفع کرتے خود لیٹ گیا جبکہ ریان بھی ہنستے ہوئے لیٹا تھا

ایکسرسائز کے دوران ان کا پورا دن اکیڈمی سے بھی زیادہ ٹف اور بڑی گزر رہا تھا کبھی وہ کوئی مشق کر رہے ہوتے تو کبھی کوئی اور ساتھ ساتھ معیز کی دہائیاں بھی عروج پہ ہوتی تھیں

ابھی وہ سارے تھوڑی بہت مشقیں کرنے کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ان کے پلاٹون کمانڈر نے ان سے کوئی بات کرنی تھی

"آج ہماری ایکسرسائز کا تیسرا دن ہے اور اس دن آپ سب کو کھانا خود بنانا ہے یہ آپ کہ کی سروائیول سکولز کا انکریز کرنے میں مدد کرے گا کبھی آپ کو ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جہاں آپ کو خود ہی سب کچھ کرنا پڑے گا اور اگر آپ کو کچھ آتا ہو گا تو ہی آپ کچھ کر سکیں گے" پلاٹون کمانڈر کی بات پہ تمام کیڈٹس کے چڑیا طوطے س کچھ اڑ گیا تھا کیونکہ ان میں اکثریت کو کچھ بھی بنانا نہیں آتا تھا

"اس لیے آپ سب چار چار کے گروپ میں ڈیوائیڈ ہو جائیں اور شروع کریں کام" پلاٹون کمانڈر انہیں حکم دے کر چلے گئے جب کہ وہ سب بیٹھے ٹکر ٹکر اک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے

"یار مجھے تو انڈہ تک ابالنا نہیں آتا" سب سے پہلے معیز کی صدمے سے بھرپور آواز گونجی تھی

"نہیں ہم نے تو جیسے باقاعدہ کوکنگ کلاسز لی ہوئی ہیں" ریان نے اسے گھورا تھا

"ارے تم لوگ پریشان کیوں ہو رہے ہو میں ہوں نہ،،،، بس تسی ویکھدے جاؤ اس جی سی داکمال" ان کی کمپنی کا اک لڑکا

جو کہ پنجاب کے اک گاؤں سے تھا اس نے سب کی اتری شکلیں دیکھ کر اپنی خدمات پیش کی تھیں

"تو کونسے تیر مار لے گا؟" معیز نے اسے دیکھتے مشکوک انداز میں پوچھا تھا

"ارے تم لوگوں کو اپنے گاؤں کی مشہور ڈش ساگ بنا کے کھلاؤں گا" اس نے چمک کر کہا تھا

"جی سی صاحب پکانا آتا ہے جو پکا کے کھلاؤ گے؟" کمپنی کے اک اور لڑکے نے اس پہ طنز کیا تھا

"وہ تو تم لوگ بس دیکھتے جاؤ،،، لیکن اس سے پہلے تم لوگوں کو میرے ساتھ یہاں سے ساگ ڈھونڈنا پڑے گا" اس نے کہا تو سب اٹھ کے اس کے ساتھ ہو لیے تھے

پہلے انہوں نے ساگ ڈھونڈنا اور ساتھ میں پالک بھی اور اس کھیت کے مالک سے پوچھ کے توڑ کے لے کر آئے تھے اس کے بعد سب نے مل کے ساگ صاف کر کے اسے کاٹا تھا جو انہیں کمپنی ایڈ ملی تھیں اس میں ضرورت کی تمام اشیاء موجود تھیں

پھر پورا دن لگا کہ انہوں نے ساگ تیار کیا تھا اس چکر میں انہیں نے دو پہر کا لंच بھی گول کر دیا کیونکہ ساگ کو پکنے میں تقریباً پورا دن نکل ہی جاتا ہے جب ساگ تیار ہوا تو وہ سب بھوک سے بے حال ہو چکے تھے

"میری اک بات یاد رکھنا اگر تم نے وہ عہد وفا والے گلزار کی طرح ساگ میں نمک تیز رکھا تو ہم نے تمہیں زندہ نہیں چھوڑنا" معیز نے اسے دھمکی دی تھی

"ارے جناب ایسا کچھ نہیں ہو گا بے فکر رہو،،، یہ میری اماں کا ٹیلنٹ ہے یعنی ساگ بنانا اور انہوں نے اپنا یہ ٹیلنٹ کوٹ کوٹ کے مجھ میں بھر دیا ہے" اس نے اپنے کالر جھاڑتے ہوئے کہا تھا

"کیوں انہوں نے اپنا یہ ٹیلنٹ تم میں کیوں ڈال دیا؟ معیز نے مزید پوچھا تھا

"کیونکہ میں اپنی اماں کی اکلوتی اولاد ہوں جب بھی وہ ساگ پکاتی تھیں تو ان کے ساتھ میں بھی پورا دن پسا کرتا تھا" اس نے منہ بسور کر کہا تو سب ہنس دیے

پھر جب سب نے کھانا کھایا تو وہ تعریف کیے بنا نہ رہ سکے ساگ واقعی ہی اچھا بنا تھا اور تو اور ان کے پلاٹون کمانڈر نے بھی بہت تعریف کی تھی جس پہ وہ سب خوشی سے پھولے نہ سمارہے تھے

!!

وقت کا پہیہ تیزی سے گھوم رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے ان کا سیکنڈ ٹرم اور تھرڈ ٹرم بھی گزر چکا تھا کل پھر پاسنگ آؤٹ پریڈ تھا فور تھرڈ ٹرم والوں کی اور اس کے بعد پھر انہوں نے چھٹی پہ جانا تھا

"یار کتنی جلدی ٹائم گزر گیا نہ لگتا ہے ابھی کل کی ہی بات ہے ہم اکیڈمی آئے تھے" ریان اور معیز اس وقت تمناؤں کے پاس کھڑے تھے جب ریان نے کہا تھا

"ہاں یار لالے بات تو تیری ٹھیک ہے اک اُنسیت سی ہو گئی ہے اس جگہ سے،،، بابا نے کہا تھا شروع میں تمہیں لگے گا یہاں تمہارے ساتھ بہت ظلم ہو رہا لیکن بعد میں کہو گے جو وقت اکیڈمی میں گزرا میں زندگی کا حسین وقت تھا،،، تب تو میں بات ہو امیں اڑادی تھی لیکن اب واقعی ہی اس بات کا احساس ہو رہا اکیڈمی کے یہ دن زندگی کے حسین ترین دن ہیں" معیز نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے کہا تو ریان ہنس دیا تھا

"واہ بھی یہ تو معجزہ ہی ہو گیا کہ محترم جی سی معیز شاہ اکیڈمی کی محبت میں ڈوب چکے ہیں،،،"

یاد آتے ہیں وہ بیتے زمانے

جب تم آئے تھے اکیڈمی میں روتے ہوئے

شرارت سے اسے دیکھتے ریان نے کہا تھا جبکہ آخر میں باقاعدہ اک گانے کی ٹانگیں سر باز و سب کچھ توڑا تھا

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے" معیز نے چڑتے ہوئے کہا تھا

"تو پھر کیسی بات ہے لالے کی جان؟" اس کی گردن میں بازو ڈالتے ریان نے پوچھا تھا

"اس بات کو چھوڑو لالے وہ دن یاد کرو جب ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی کیسے سڑے ہوئے کریلے کی طرح شکل بنائی ہوئی

تھی،،،، اسلام و علیکم ایم ریان خان اینڈیو؟" معیز نے کہتے آخر میں اس کی نقل اتاری تھی لیکن بیچارہ بھول گیا تھا اس کی

گردن اس کے شکنجے میں ہے معیز کی بات سن کے ریان نے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو کی پکڑ سخت کی تھی

"کیسی شکل بنائی ہوئی تھی میں؟" ریان نے اس کی گردن پہ مزید دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا پوچھا تھا

"ارے میری جان میری جند میرے جگر کے ٹوٹے میرے لالے میں تو کہہ رہا تھا ماشاء اللہ کیا نورانی چہرہ تھا جب میں پہلی

بار ملا تھا اور میں تمہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا یہ بندہ بہت ہی اچھا ہے اسی لیے تو تیرے ساتھ جلدی سے دوستی گانٹھ لی تھی

تاکہ تمہارے ساتھ رہ کے میں بھی اچھا انسان بن جاؤں" معیز نے مبالغہ آرائی کی حد کی تو ریان بیچارہ بس حیران پریشان

اسے دیکھتا ہی رہ گیا اور اس کی گرفت بھی ڈھیلی ہوئی تھی جس کا فائدہ اٹھا کہ معیز نے جلدی سے اپنی گردن سے اس کا بازو ہٹایا تھا

"یہ سب بکو اس کی ہے میں نے لالے تو پہلے بھی سڑا ہوا کر یلا تھا اور اب بھی سڑا ہوا کر یلا ہی ہے" معیز نے اس سے تھوڑا دور ہٹے ہوئے کہا تھا جس پہ ریان نے خطرناک تیوروں سے اسے دیکھا تھا اور اس سے پہلے کے ریان کے تیور دیکھ کے وہ بھاگتا ریان نے جلدی سے اسے دھکا دیا تھا ڈپ میں اس کے گرنے سے پانی میں انتشار برپا ہوا تھا

ٹھنڈے پانی میں گرتے ہی معیز نے چودہ کیا چودہ سو طبق روشن ہو گئے تھے اس نے جلدی سے پانی سے منہ باہر نکالا تھا اور اک دولحے بعد کنارے پہ کھڑے ہنستے ہوئے ریان کو دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہوئی تھی اس نے بھی آؤ دیکھا نہ تا وہ جلدی سے ریان کا پاؤں پکڑ کر اسے ڈپ میں کھینچا تھا اور اب ہنسنے کی باری معیز کی تھی

"کمیئے انسان یہ کیا کیا ہے؟" ریان پانی سے منہ نکالتا چلا تھا

"بدلہ ہے" معیز نے اطمینان سے کہا تھا اک دوپل ریان نے اسے گھورا تھا اک دوپل اک دوسرے کو گھورنے کے بعد دونوں ہنس پڑے تھے پھر کافی دیر اک دوسرے پہ پانی پھینکنے کے بعد وہ جلدی سے ڈپ سے نکل کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئے تھے کیونکہ کسی سینئر کے ہاتھ درگت بننے کا بھی خدشہ تھا

روم میں آکر دونوں نے جلدی سے کپڑے چینج کیے تھے اور اپنی مستیاں یاد کر کے کافی دیر ہنستے رہے تھے اس ڈیڈھ سال میں وہ اک دوسرے کے جگری یار بن چکے تھے اور وہ دونوں اپنے اپنے گھر میں اک دوسرے کا اتنا ذکر کرتے تھے کہ معیز کے گھر والے ریان کو اور ریان کے گھر والے معیز کو غائبانہ طور پہ اچھی طرح جانتے تھے

"یار لالے تو کل میرے ساتھ ہمارے گھر چل رہا ہے یہاں اک دو تین دن گھومیں گے پھر تیرے ساتھ میں پشاور چلوں گا اور تیرے سارے خاندان کو پاگل کر کے آؤں گا" معیز کی بات پہ وہ تھوڑا جھجھکا تھا

"یار تو بے شک چلنا میرے ساتھ لیکن میں،،،، اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی معیز نے اس کی بات کاٹی تھی

"کوئی لیکن ویکن نہیں لالے تو چل رہا ہے میرے ساتھ تو مطلب چل رہا ہے" معیز کے انداز قطعیت بھرا تھا اور پھر اس کے سامنے ریان کی اک نہیں چلی تھی بالآخر ریان کو ہار مانتے ماننا ہی پڑا تھا

اگلے دن پاسنگ آؤٹ پریڈ کے بعد وہ ریان معیز کے ساتھ اس کے گھر چلا گیا تھا اس نے آج بھی منع کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ معیز ہی کیا جو کسی کی سن لے گھسیٹ کے اسے ساتھ لے گیا تھا وہ دونوں گھر داخل ہوئے تو حسبِ توقع سامنے کوئی بھی موجود نہ تھا

"میرے گھر والوں کو مجھ سے پیار ہی نہیں ہے اسی لیے میرے استقبال کے لیے کوئی بھی نہیں ہوتا" وہ بڑبڑایا تو ریان ہنس دیا تھا اور پھر اس نے وہ شور مچایا کہ سارے گھر والے سیکنڈز میں لاؤنچ میں جمع ہو گئے تھے جس پہ معیز نے گردن اکڑا کر ریان کو دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا میرا کمال اور ریان ہمیشہ کی طرح افسوس میں سر ہلایا تھا

"ارے بھئی ریان آیا ہے" معیز نے پہلے ہی گھر بتا دیا تھا اس کے ساتھ ریان آئے گا اور انہیں پکچرز میں بھی اسے دیکھ رکھا تھا اس لیے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھیں

پھر سب نے گرمجوشی سے اسے ملے تھے اور ان سب میں انہوں نے معیز کو انگور کر دیا اور وہ بیچارہ ہکا بکاسب کو دیکھ رہا تھا ملنا تو دور کسی نے اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا اس کی حالت پہ ریان کا ہنسی روکنے کے چکر میں چہرہ لال ہو گیا تھا "اگر آپ سب کو یاد ہو تو میں مہینوں بعد گھر آیا ہوں لیکن میں تو کسی کو نظر ہی نہیں آ رہا اس گھر میں کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا" معیز نے سب کو دیکھتے احتجاجاً کہا تھا

"تمہیں تو ہم سالوں سے دیکھ رہے ہیں اور برداشت کر رہے ہیں اور ریان پہلی دفعہ ہمارے گھر آیا ہے اس لیے اسے پروٹوکول دے رہے ہیں" شائستہ بیگم نے کہا تو ریان کا قہقہہ بے ساختہ تھا وہ مزید اپنی ہنسی پہ کنٹرول نہیں کر سکتا تھا "آپ لوگ میرے دوست کے سامنے تو میری تھوڑی عزت رکھ لیتے" معیز نے نروٹھے پن سے کہا تھا "معیز مجھے پتہ ہے تمہاری جو عزت ہے کچھ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے مجھ سے" ریان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے شرارت سے اسے چھیڑا تھا

"گھر والے تو گھر والے دوست سب سے بڑا دغا باز ہے" معیز نے سب کے چہرے پہ دبی دبی ہنسی دیکھتے دانت پیستے ہوئے کہا تھا اس سے پہلے کے کوئی کچھ کہتا بہروز صاحب وہاں آئے تھے

"اسلام و علیکم" انہیں دیکھتے معیز اور ریان نے انہیں سلام کیا تھا

"و علیکم اسلام کیسے ہو ریان؟" بہروز صاحب نے اس سے بغلگیر ہوتے کہا تھا

"اللہ کا شکر ہے سر آپ سنائیں" بہروز صاحب اس وقت یونیفارم میں تھے اس لیے اس نے سر کہا تو بہروز صاحب ہنس دیے تھے

"سر نہیں انکل کہو بے فکر رہو یہ اکیڈمی نہیں ہے کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا" انہوں نے شرارت سے کہا تو سب ہنس دیے تھے

"اگر آپ کو یاد ہو تو آپ کا عدد بیٹا بھی ہے" معیز نے انہیں اپنی طرف متوجہ نہ پا کر تپتے ہوئے کہا تھا اس کی بات پہ ہنسی تو سب کو آئی لیکن ہنسنے کا رسک کسی نے نہیں لیا تھا کیونکہ اس کے ناراض ہونے کا خدشہ تھا

"یاد ہے مجھے تم جیسی اولاد بھولنے والی شے تھوڑی ہے" بہروز صاحب نے کہا تھا

"کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا ہاں؟" معیز نے آنکھیں بڑی کر کے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

"مطلب فرمانبردار" بہروز صاحب نے ہنستے ہوئے کہا اور اسے گلے لگایا تھا

"بھئی بچہ پہلی دفعہ آیا ہے اس کے لیے اچھا سا اہتمام کریں کھانے وغیرہ کا شام تو ہو چکی ہے" بہروز صاحب نے شائستہ بیگم سے کہا تھا

"ارے نہیں انکل تکلف کی کوئی ضرورت نہیں جو بننا ہو گا میں کھالوں گا" ریان نے تیزی سے کہا تھا

"تم چپ بیٹھو لالے میرے آنے پہ تو کچھ کرتے نہیں تیرے آنے پہ بہت کچھ کر رہے ہیں اسی بہانے مجھے بھی کچھ اچھا مل جائے گا" معیز نے شرارت سے کہا تو سب نے اسے گھورا تھا

"تمہیں تو بیٹا اب دیکھنا میں ٹینڈے ہی کھلاؤں گی" شائستہ بیگم نے کہا تو ریان نے تڑپ کے انہیں دیکھا تھا "میری پیاری اماں میں تو مزاق کر رہا تھا نہ یہ ظلم مت کریں" ریان نے شائستہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے لجاجت سے کہا تھا جبکہ وہ اس کا ہاتھ جھٹکتیں راشدہ بیگم کو لیے پکن کی طرف بڑھ گئی تھیں جبکہ پیچھے ریان بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا کیونکہ اسے اب واقعی ہی ٹینڈے کھانے پڑنے تھے اور ریان تو جب سے آیا تھا بس ہنسی روکنے کے چکروں میں ہی تھا اب بھی اسے معیز کی شکل دیکھ کے ہنسی آرہی تھی

چار دنوں میں معیز سے جتنا ممکن ہوا اس نے ریان کو ایبٹ آباد شہر دکھایا تھا وہ صبح نکلتے اور رات گئے واپس آتے تھے اور اب وعدے کے مطابق معیز کو ریان کے ساتھ جانا تھا وہ دونوں صبح ناشتے کے بعد تقریباً دس بجے پشاور کے لیے نکلے تھے ایبٹ آباد سے پشاور کا سفر دو گھنٹے اور پینتالیس منٹس کا تھا جب وہ گھر پہنچے تو تقریباً دوپہر کا ایک بج رہے تھے ریان نے چھٹیاں سٹارٹ ہوتے ہی گھر بتا دیا تھا کہ پہلے وہ معیز کے ساتھ جائے گا اور پھر معیز اس کے ساتھ پشاور آئے گا وہ دونوں گھر داخل ہوئے تو کوئی آندھی طوفان بنا آیا اور آتے ہی ریان کے سینے سے لگ کے رونا شروع کر دیا تھا معیز تو اک لمحے کے لیے ڈر گیا تھا کیا ہو واجب کہ ریان نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد بازو پھیلانے تھے

"میری گڑیا ابھی تک تو عادی ہو جانا چاہیے تھا نہ آپ کو اور آپ ہمیشہ رونا شروع کر دیتی ہو" ریان نے اس کا سر تھپکتے ہوئے کہا تو معیز کو پتہ لگا کہ یہ مس بد تمیز ہیں پھر وہ اسے ساتھ لگائے اندر کی طرف بڑھ گئے تھے سب نے بہت اچھے سے ان کا استقبال کیا تھا

"یہ سب دیکھ کے مجھے لگتا ہے میرے گھر والوں نے واقعی ہی مجھے کہی سے اٹھایا ہے" سب نے معیز کے ساتھ ساتھ ریان کو بھی خصوصی پروٹوکول دیا تھا جسے دیکھ کے معیز بڑبڑایا تھا اور اس کی بر بڑاہٹ ریان نے بھی اچھی طرح سنی تھی

"جو انسان جس لائق ہوتا ہے اسے وہی کچھ ملتا ہے" ریان نے اس کی طرف جھکتے ہوئے کہا تھا جس پہ معیز نے اسے گھورا تھا

"معیز بھائی آپ کو بھائی کی طرح آرمی جوائن کرنے کا شوق تھا؟" ذیشان کے سوال پہ معیز اس کی طرف متوجہ ہوا تھا

"میرے بھائی کیا بتاؤں تجھے میں بالکل بھی آرمی میں نہیں جانا چاہتا تھا میں جہاں کوئی فوجی دیکھتا تھا وہاں سے بھاگ جاتا تھا لیکن جو فوجی ہمارے گھر تھا اس سے نہ بھاگ سکا اور اس نے مجھے اٹھا کے بہت سارے فوجیوں کے درمیان پھینک دیا"

معیز نے جس انداز میں کہا سب کا ہنس ہنس کے برا حال ہو گیا تھا

"بھئی آپ کی سٹوری واقعی ہی بری دکھی ہے" منان نے ہنستے ہوئے کہا تھا

"ہے نا؟ میں بھی یہی کہتا ہوں لیکن یہ جو تمہارا جلا د بھائی ہے نا یہ نہیں مانتا اسے بھی سمجھاؤ" معیز نے جوش سے کہتے کہتے آخر میں ریان کو دیکھتے منہ بنا کر کہا تھا

"ارے واہ معیز بھائی آپ کو بھی بھائی کی یہ خوبی پتہ ہے" ذیشان نے کہا تو سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

"ارے یہی کہ بھائی جلا دیں" ذیشان نے دانت نکالتے اپنی بات کی وضاحت کی تھی جس پہ ریان نے اسے گھوری سے نوازا تھا

"ارے واہ جیو میرے شیر تمہارے اور میرے خیالات بہت ملتے ہیں میں جتنے دن یہاں رہوں گا مزہ آئے گا تمہارے ساتھ" معیز نے کہتے اٹھ کے اسے گلے لگایا تھا اس کے انداز پہ اک دفعہ پھر سب ہنس دیے تھے

"ہر نکلے کو دوسرا نکما اپنے جیسا ہی لگتا ہے" ریان نے ان دونوں پہ طنز کیا تھا جسے ان دونوں نے بہت اچھے سے نظر انداز کر دیا تھا

"بیگم لنچ،،،" حبیب اللہ صاحب نے کچھ کہنا چاہا تھا

"ارے انکل مجھے پتہ آپ آنٹی کو کہنے لگے ہوں گے لنچ مین اہتمام کرنا یہ کرنا وہ کرنا تو ڈیر انکل آپ کے بیٹے کی طرح میں یہ بالکل نہیں کہوں گا کہ کوئی تکلف نہ کرے گا میں ضرور کہوں گا بلکہ جتنے دن یہاں فرمائشیں کروا کے بنواؤ گا لیکن ابھی کے لیے جو کچھ بنا ہو گا وہی چلے گا" ریان نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا تو سب ہنس دیے تھے

"بالکل مجھے پتہ ہے تو بڑا بھکڑ ہے" ریان نے مسکراتے ہوئے میٹھا سا طنز کیا تھا مگر سامنے پروا کسے تھی

"بری بات ریان ایسے نہیں کہتے،،، اور کیوں نہیں بیٹا تم جو کہو گے میں بنادوں گی" نازیہ بیگم نے پہلے ریان کو سرزنش کی اور پھر معیز کو پیار سے کہا تھا

پھر ذیشان اور معیز کی ناختم ہونے والی باتیں شروع ہو گئی تھیں ان دونوں کی نیچر اک دوسرے سے کافی ملتی تھی اس لیے وہ جلدی اک دوسرے سے گھل مل گئے تھے ان دونوں کی چلتی زبان کو دیکھتے ریان نفی میں سر ہلاتے اٹھاتا اپنا اور معیز کا سامان لیتے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا اور باقی سب بیٹھے ان کی باتیں انجوائے کر رہے تھے

!!

وہ دونوں واپس اکیڈمی آچکے تھے گزرے چار پانچ دنوں میں معیز ریان کے سب گھر والوں سے فری ہو چکا تھا سب ہی اس کی نیچر کی وجہ سے بہت جلد اس کے گرویدہ ہو چکے تھے سوائے زرمینہ کے اسے ناجانے کیوں ریان سے چڑھتی شاید پہلی دفعہ جو موبائل پہ جھڑپ ہوئی تھی اس کے ساتھ اس وجہ سے اسے ریان کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی یہی وجہ تھی یا کوئی اور لیکن وہ اس سے بہت چڑتی تھی جتنی وہ چڑتی معیز اسے جان بوجھ کے اور چڑاتا تھا اور وہ بس غصے سے بل کھا کہ رہ جاتی تھی

اکیڈمی میں آنے کے بعد ان کے شب و روز اک بار پھر سے مصروف ہو چکے تھے چونکہ اب وہ لاسٹ ٹرم میں تھے تو پہلے سے کچھ زیادہ ہی مصروف تھے اور آج کل پھر سے فرسٹ ٹرم میں کیڈٹس آرہے تھے اس لیے وہ کوئی بکراڈھونڈ رہے تھے لیکن وہ مل کے ہی نہیں دے رہا تھا ابھی بھی وہ بے زاری سے ادھر ادھر گھوم رہے تھے کہ فرسٹ ٹرم والوں کے اک روم سے اونچی آواز میں ہنسنے اور باتیں کرنے کی آواز آرہی تھی دونوں نے چمکتی نظروں سے اک دوسرے کو دیکھا اور اس روم کی طرف بڑھ گئے

ریان نے اک دھماکے سے دروازہ کھولا تھا اور سامنے کا منظر دیکھ کر دونوں کے دماغ گھوم گئے تھے کیونکہ سامنے ہی دونوں فرسٹ ٹرم کے کیڈیٹس کا سامان بیڈ پہ اور نیچے بکھرا پڑا ہوا تھا اور وہ دونوں آرام سے بیٹھ کے کچھ کھا رہے تھے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز پہ دونوں اچھل کے کھڑے ہوئے تھے اور سامنے کھڑے دو سینئرز کو دیکھ کے ان کے رنگ اڑے تھے

"واٹ نان سینس از دس؟" ریان نے بکھرے سامان کی طرف اشارہ کرتے دھاڑتے ہوئے کہا تھا

"سس ___ سوری سر" وہ دونوں منمنائے تھے

"یہ پی ایم اے ہے یہاں ڈسپلن نہ فولو کرنے والوں کو سخت سزا ملتی ہے" معیز کی بات پہ ان دونوں نے جھٹکے سے اک دوسرے کو دیکھا تھا

"اب کھڑے اک دوسرے کی شکلیں کیا دیکھ رہے ہو کمرے سے باہر آؤ دونوں" ریان نے ان دونوں کو ہنوز اک دوسرے کی شکلیں دیکھتے دیکھ کر کہا تھا

"سر ہم ابھی ہی یہ سب کچھ سمیٹ لیتے ہیں" ان میں سے اک لپاری سے بولا تھا

"وہ تو تم لوگ سمیٹو گے ہی ساتھ میں سزا بھی سمیٹو گے" معیز نے ان دونوں کو دیکھتے مزے سے کہا تھا جس پہ وہ دونوں مرے مرے قدموں سے کمرے سے باہر نکلے تھے ان کی حالت پہ ریان اور معیز نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی

"جیسے پیش اپس کے لیے زمین پہ جھکتے ہیں اس پوزیشن میں جھکو" معیز نے کہا تو دونوں جلدی سے اس پوزیشن میں گئے تھے

"اب اپنا سر بالکل درمیان سے زمین پہ ٹکاؤ" اس نے اگلی ہدایت دی تھی ابھی تک تو وہ تھوڑے ایزی تھے کیونکہ ان کے دونوں ہاتھ بالکل سر کے پاس رکھے ہوئے تھے

"چلو اب دونوں ہاتھ پیچھے باندھو" معیز کی اگلی بات پہ دونوں کا ہاٹ فیل ہوتے ہوتے بچا تھا لیکن بیچارے مجبور تھے اس لیے اس ہدایت پہ بھی عمل کیا تھا ان دونوں کا سارا وزن ان کے پاؤں اور سر پہ تھا

انہیں اسی پوزیشن میں رکھے وہ دونوں وہاں کھڑے باتیں کرتے رہے تھے یہی سزا انہیں ابھی تھوڑے دن پہلے ملی تھی اور انہیں اس کا بدلہ ان دونوں سے لیا تھا

"کھڑے ہو جاؤ دونوں" ریان کے آواز پہ وہ دونوں تیزی سے سیدھے ہوئے تھے اس دوران ان کے چہرے پہ تکلیف دہ تاثرات پھیلے تھے کیونکہ آدھا گھنٹہ اک ہی پوزیشن میں رہنے کی وجہ سے ان کی ٹانگیں اکڑ گئی تھیں

"پی ایم اے میں بس ڈسپلن ڈسپلن اور ڈسپلن ہے آئی ہو پتم لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے اور پورے دو سال بھول بھی نہیں سکیں گے رائٹ؟" ریان نے کہا تو دونوں نے آہستگی سے یس سر کہا تھا

"اوکے جاؤ اب اپنے روم میں اور سب سے پہلے سامان سمیٹنا یہ نہ ہو پھر سے ہم جیسا کوئی ٹکر جائے" معیز نے کہا تو دونوں وہاں سے ایسے بھاگے جیسے زندان سے رہائی ملی ان کی تیز رفتاری پہ وہ دونوں ہنس پڑے تھے

"گولڈن نانٹ پہ ان دونوں سے بچ کے رہنا ہے" ریان نے کہا تو معیز نے بھی اس کی تائید کی پھر دونوں ہنستے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے

اگلے بہت سے دن ان کے پھر سے بہت مصروف گزرے تھے کسی کو کوئی شرارت کرنے کا موقع نہ ملا تھا لاسٹ ٹرم سب کیڈٹس کے لیے بہت ٹف ہوتا سپیشلی لاسٹ ٹو منتہس زیادہ مشکل ہوتے کیوں ان میں بس پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تیاری کروائی جاتی ڈرل کمپیشنز ہوتے اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے

اس ٹرم میں صحیح سب کی ہوائٹ ہوتی کبھی یہ ایکس سائز کرو تو کبھی وہ کبھی سٹاف سے عزت افزائی کرواؤ تو کبھی ابھیٹینٹ صاحب سے ساری فور تھ ٹرم بیچاری عاجز آچکی تھی اپنی روٹین سے لیکن کر کچھ نہیں سکتے تھے

اس ٹرم میں سب سے زیادہ ٹف ایکس سائز 'ایسڈ ٹیسٹ' ہوتی ہے جس میں کیڈٹس کو 13.2 کلو میٹر کندھوں پہ ہیوی ویٹ اٹھا کر پیدل چلنا ہوتا اور یہ فاصلہ انہوں نے دو گھنٹے اور انچاس منٹس میں طے کرنا ہوتا ہے سننے میں تو بہت آسان لگتا لیکن جب پہاڑی علاقے میں کندھوں پہ بوجھ اٹھا کہ چلنا پڑے تو یہ حد سے زیادہ مشکل کام ہوتا لیکن پاکستان ملٹری اکیڈمی کے کیڈٹس حب الوطنی اور جذبہ جہاد سے سرشار ہوتے اس لیے یہ معرکہ بھی سر کر ہی لیتے ہیں

ابھی وہ سب ایسڈ ٹیسٹ کے لیے جانے کی تیاری کر رہے تھے انہوں نے کندھوں پہ بیگ لادے ہوئے تھے جس میں ناجانے کیا کیا بھر کے اسے وزنی کیا گیا تھا اور ساتھ میں اک جدید رائفل بھی تھی "ہائے فائنٹی ہم لوگ اس قید سے رہائی پانے والے ہیں" تیاری مکمل کر کے وہ لوگ جب اکیڈمی سے نکلے تو معین نے کہا تھا

"شرم کر مینے انسان یہ تھرڈ ٹرم کی چھٹیوں پہ جب جا رہے تھے تب تو تو اکیڈمی کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا تھا اور اب پھر لائن سے اتر گیا ہے" ریان جو اس کے پیچھے تھے اس نے اس کی پشت کو گھورتے ہوئے کہا تھا

"وہ عشق اپنی جگہ یار لیکن دو سال جو یہ اکیڈمی والے رگڑا لگاتے اس سے تو اللہ ہی بچائے" معیز نے اک لمحے کو پیچھے دیکھا تھا پھر آگے بڑھتے کہا تھا

"اگر یہ اکیڈمی والے رگڑا نہ لگائیں تو تم جیسے لوگ سدھریں کیسے؟" ریان نے اس پہ طنز کیا تھا

"اسے چھوڑ لالے یہ بتاتیرے گھر والوں نے شادی وغیرہ کا کوئی سین نہیں چلایا؟" معیز نے اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے اپنی ہانگی تھی

"انہوں نے تو کوئی سین نہیں بنایا لیکن میرا ارادہ ہے سین کر بیٹ کرنے کا تمہیں سب کے سامنے جوتے مار کے" ریان نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا جس پہ معیز کا قہقہہ گونجا تھا

"نہیں یار لالے سچ بتا کوئی پسند نہیں آئی ابھی تک؟" معیز نے شرارت سے سوچا تھا

"میرے پاس ان فضولیات کے لیے ٹائم نہیں ہے ابھی بہت کچھ کرنا ہے مجھے اپنے وطن کے لیے" ریان کا لہجہ محبت و احترام سے لبریز تھا

"ہاں بھی تو تو شاید پیدا ہی اس وطن کے لیے ہوا ہے" معیز کی بات پہ ریان نے اسے اک جھانپڑ رسید کی تھی

"اچھا تو اپنا بتا تیرے جیسے دل پھینک کا دل نہیں آیا کسی پہ؟" ریان نے پوچھا تو معیز کا دھیان یکدم زمینہ کی طرف گیا تھا لیکن جلد ہی اس نے اپنے خیالات پہ لا حول پڑھی تھی کیونکہ ریان کے ہاتھوں شہید ہونے کا خدشہ تھا

"نہیں یار کوئی ملی ہی نہیں جس پہ دل پھینکتا" معیز نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا

"اب چپ کر کے جلدی سے چل میرا بھی دھیان بھٹکا دیا ہے تُو نے" ریان نے اسے ڈپٹا تھا

"لا لے کچھ خدا کا خوف کر اتنا لمبا رستہ زبان بند کیے گزر سکتا ہے انسان ہیں روبرو نہیں" معیز کی بات پہ ریان بس اسے گھور ہی سکا تھا کیونکہ وہ باتوں میں واقعی ہی اس سے جیت نہیں سکتا تھا

وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا ان لوگوں کی یعنی فور تھ ٹرم والوں کی آج آخری رات تھی پی ایم میں پھر انہوں نے پاس آؤٹ ہو جانا تھا اکیڈمی سے اور آرمی میں سیکنڈ لیفٹیننٹ کے عہدے پہ فائز ہو جانا تھا

وہ دونوں ساری اکیڈمی کا چکر لگاتے اپنی پرانی یادیں تازہ کر رہے تھے یہاں انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے حسین وقت گزارا تھا جو شروع میں تو کسی نائٹ میئر سے کم نہیں ہوتا لیکن پھر اکیڈمی چھوڑتے وقت اس وقت سے زیادہ حسین کوئی وقت نہیں لگتا

"یار لالے میں سچ میں بہت مس کروں گا سٹاف کو، ڈرل میجر سر جنٹ کو، ایجیٹنٹ صاحب کو، سنیرز کو، جونیئرز کو اور تو اور اس تمناؤپ کو بھی جس نا جانے کتنی بار ہمیں رگڑا ہے" معیز نے منہ بسور کر تمناؤپ کو گھور کہا تو ریان ہنس دیا تھا اس وقت وہ دونوں تمناؤپ کے کنارے کھڑے تھے رات کا وقت تھا فضا میں ہلکی ہلکی خنکی چھائی ہوئی تھی

"کوئی شکر کر رہا تھا کہ قید سے رہائی ملے گی" ریان نے اسے چھیڑا تھا

"لالے" ریان نے چڑتے ہوئے کہا تھا

"لالے کی جان حکم کرو" ریان نے اس کی گردن میں بازو ڈالتے ہوئے لاڈ سے کہا تھا

"حکم تو ہم کریں گے" اس آواز پہ دونوں نے جھٹکے سے پیچھے دیکھا تھا جہاں فرسٹ ٹرم کے وہ دونوں کیڈٹس کھڑے تھے جنہیں ان دونوں نے پہلے دن ہی نہیں بخشا تھا

انہیں اک نظر دیکھنے کے بعد دونوں نے اک دوسرے کی شکلیں دیکھی تھیں اور اس وقت کو کو سا تھا جب وہ یادیں تازہ کرنے باہر نکلے تھے وہ تو بھول ہی گئے تھے آج گولڈن نائٹ ہے اور وہ کسی جونیئر کے ہتھے بھی چڑھ سکتے ہیں

"دیکھو،،،" ریان نے کچھ کہنا چاہا تھا

"نہ نہ دیکھیں گے تو اب آپ لوگ" ان میں سے اک نے تیزی سے بات کاٹی تھی

"چلیں شاہاش فلحال تو پہلے آپ لوگ سب سے پہلے تمناؤپ کی سیر کریں" انہوں نے کہتے ساتھ خود ہی معیز اور ریان کو ڈپ میں دھکا دے دیا تھا پہلے ہی اتنی سردی اوپر سے ڈھنڈاپانی دونوں کے حواس جھنجھنا گئے تھے

"ارے اس ڈپ کا تو کوئی نعرہ بھی تھا نہ؟ کیا تھا بھلا وہ؟ کیا تم لوگوں کو پتہ ہے؟" اس نے سوچنے کی اکیٹنگ کی تھی جس پہ ڈپ میں موجود دونوں نے بے بسی سے انہیں گھورا تھا

"تیری تمنا میری تمنا، ہائے تمنا ہائے تمنا" دونوں نے اونچی آواز میں نعرہ لگانا شروع کیا تھا

"ہمممممم ساؤنڈ نائس" انہوں نے چڑانے والی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے انہیں دیکھا تھا پھر پندرہ منٹ اور انہیں ڈپ میں رکھنے کے بعد انہیں باہر نکلنے کا کہا تو وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل تھے اور کانپ کے رہ گئے کیونکہ ٹھنڈی ہوا ان لے جسموں سے ٹکرائی تھی

"چلو اب زمین پہ جھکو اور اپنا سر اور پاؤں زمین پہ ٹکاؤ اور ہاتھ پشت پہ باندھو" انہوں نے اک نیا حکم دیا تھا وہ دونوں انہیں گھورتے ان کی بتائی گئی پوزیشن میں چلے گئے تھے اور اسی پوزیشن میں وہ آدھا گھنٹہ رہے تھے پھر فرنٹ رول اور فراگ جمپ کروانے کے بعد انہوں نے ان کی جان چھوڑی تھی ان کے جانے کے بعد وہ دونوں اپنے اپنے روم کی طرف دوڑے تھے تاکہ چینیج کر سکیں مزید وہ اس سردی میں گیلے کپڑوں میں نہیں رہ سکتے تھے

اگلے دن پاسنگ آؤٹ پریڈ تھی جس کے لیے سب بہت ایکسائٹڈ تھے کیونکہ آج وہ دن تھا جب ان کے پورے دو سال کی محنت کا پھل انہیں ملنا تھا اس تقریب کے مہمان خصوصی چیف آف آرمی سٹاف تھے اس کے علاوہ کیڈٹس کے گھر والے اور غیر ملکی مہمان بھی اس تقریب کا حصہ تھے

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے کیا گیا تھا اس کے بعد پھر تقریب کے مہمانِ خصوصی کا استقبال کیا گیا تھا پھر چاروں بٹالینز کی تمام کمپنیز اپنے اپنے سٹاف کے ساتھ ڈرل گراؤنڈ میں آئی تھی کیونکہ تقریب کا انعقاد ڈرل گراؤنڈ میں ہی کیا گیا تھا گراؤنڈ کے اک طرف مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا

وہ سارے جب گراؤنڈ میں آئے تو انہیں دیکھتے کئی لوگوں کے منہ سے ماشاء اللہ نکلا تھا کیونکہ جس انداز میں وہ قدم سے قدم ملا کر چل رہے تھے وہ واقعی ہی قابلِ تحسین تھا ساری کمپنیز کا اک اک کیڈ

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں

نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

یہ شعر پڑھتے کمنٹیئر نے ان سب کیڈ ٹیس کا استقبال کیا تھا پھر انہوں نے سارے مہمانوں کو اپنے پریڈ کے کرتب دکھائے جو سپیشلی اس تقریب کے لیے انہوں نے تیار کیے تھے اس کے بعد پھر کیڈ ٹیس سے حلف اٹھوایا گیا تھا

"میں پاکستان کی بری فوج میں رہ کر پاکستان کی خدمت پوری ایمانداری اور وفاداری کے ساتھ انجام دوں گا" کمنٹیئر بول رہا تھا اور اس کے پیچھے تمام کیڈ ٹیس اس کی بات کو دہرا رہے تھے

پھر اس کے بعد باری آئی تھی اعزازی سند دینے کی جن کی پر فار منس ان دو سالوں میں ہر ایکٹیویٹی میں اچھی تھی پی ایم اے میں وہ کیڈٹ جو پڑھائی سے لے کر ہر ایکٹیویٹی میں پوری اکیڈمی میں سب سے اچھا ہوتا اس پی ایم کی سب سے بڑی اعزازی سند 'سورڈ آف آنر' سے نوازا جاتا ہے اور اس کے بعد جس کی کمپنی میں پر فار منس بیسٹ ہو اسے 'طلائی تمغہ' سے نوازا جاتا ہے

"اعزازی شمشیر حاصل کرنے والے اکیڈمی سینئر انڈر آفیسر ریان" کمنٹیٹر نے جب ریان کا نام لیا تو مہمانوں میں بیٹھے اس کے گھر والوں کی خوشی سے آنکھیں جھلملائی تھیں اور خوشی سے چمکتی آنکھوں سے وہ اسے سورڈ آف آنر لیتے ہوئے دیکھ رہے تھے

"اسلام وعلیم سر" آگے آکر اس نے پہلے سیلوٹ کیا تھا اور پھر مہمان خصوصی سے اپنی سورڈ لی تھی ریان وہ سورڈ لیے اک بار پھر سلام کرتے مخصوص فوجی انداز میں چلتے واپس اپنی جگہ پہ جا کر کھڑا ہو گیا تھا

"پاسنگ آؤٹ کورس میں صدارتی طلائی تمغہ حاصل کرنے والے کمپنی سنر انڈر آفیسر معیز" اگلے نام پہ کرنل بہروز کے چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی انہیں معیز سے اس کی بالکل امید نہیں تھی انہیں بس یہی تھا وہ پاس کر جائے یہ ہی بہت ہے لیکن اس نے تو انہیں سر پر انز دیا تھا

"اسلام وعلیم سر" معیز نے بھی آتے سلام کیا تھا اور اپنا تمغہ لیا تھا ان سے پھر اس کے بعد تقریب کا اختتام کیا گیا تھا

تقریب کے ختم ہوتے پھر سارے کیڈیٹس نے تو پہلے وہ طوفانِ بد تمیزی برپا کیا کہ الامان الحفیظ کوئی اپنے دوست کو اوپر اچھال رہے تھے تو کوئی ڈانس کر رہا تھا آج انہیں چھوٹ ملی ہوئی تھی اس لیے مستی کر رہے اس سب سے فارغ ہو کر وہ اپنے گھروالوں کی طرف بڑھے تھے

"ایم پروڈ آف یومانی سن" جب ریان ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا تھا فرط جذبات سے ان کی آواز کانپ رہی تھی ریان ان کی بات پہ بس مسکرایا تھا پھر ان سے علیحدہ ہوتے باری باری سب سے ملا تھا "یار تم نے تو مجھے سر پر انز کر دیا مجھے بالکل امید نہیں تھی تم سے" بہروز صاحب نے معیز کے تمنغے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

"میں آپ کی اولاد ہوں ہی نہیں اسی لیے آپ کو مجھ سے کسی بات کی امید نہیں ہے" اس نے چڑتے ہوئے کہا تھا جس پہ بہروز صاحب نے ہنستے ہوئے گلا لگایا تھا

"چلیں آئیں میں آپ لوگوں کو ریان کی فیملی سے ملواتا ہوں" سب سے ملنے کے بعد اس نے اپنے سے تھوڑے فاصلے پہ کھڑے ریان کو دیکھتے کہا تھا جس پہ سب اس طرف بڑھ گئے تھے

دونوں کی فیملی کی اک دوسرے کو ملیں اور سب نے اک دوسرے کو مبارکباد تھی دونوں کے پاس آؤٹ ہونے کی پھر بہروز صاحب کے اسرار پہ ریان کی فیملی بہروز صاحب کے ساتھ ان کے گھر چلے گئے تھے اس دوران معیز زربینہ کو چڑانا بالکل نہیں بھولا تھا کبھی اسے گھورتا کبھی کوئی ایسی پھلجڑی چھوڑتا جس پہ وہ اسے گھور کر رہ جاتی تھی

!!

بہروز صاحب ان سب کو لیے گھر آگئے تھے ساتھ میں وہ دونوں بھی آگئے تھے چار دن بعد ان دونوں نے ایز آسکینڈ
لیفٹیننٹ بلوچ رجمنٹ میں انہوں نے ڈیوٹی جوائن کرنی تھی جس کی یونٹ ایبٹ آباد میں ہی واقع تھی
"چلیں بہروز صاحب اجازت دیں ہمیں اب نکلنا چاہیے" کافی دیر بیٹھنے کے بعد حبیب اللہ صاحب نے بہروز صاحب سے
کہا تھا

"میں بھی چلوں گا" بہروز صاحب سے پہلے معیز بول اٹھا تو سب نے اسے حیرت سے دیکھا تھا جبکہ زرمینہ کے منہ کے
زاویے خراب ہوئے تھے جسے دیکھ کر معیز نے مسکراہٹ دبائی تھی
"بھئی میں آنٹی کے کھانوں کو مس کر رہا ہوں ڈیوٹی جوائن کرنے کے بعد پتہ نہیں موقع ملا گیا نہیں اس لیے ان چھٹیوں کا
فائدہ اٹھانا چاہ رہا ہوں" سب کی نظریں خود پہ جمی دیکھ کر اس نے جلدی سے کہا تھا اس کی بات پہ نازیہ بیگم تو نہال ہی ہو گئی
تھیں

"بیٹا جی ہم تو تمہیں کچھ کھانے کو ہی نہیں دیتے" شائستہ بیگم نے اس پہ طنز کیا تھا
"نہیں ماما ایسی بات نہیں لیکن جو بات پشاور کے کڑاہی گوشت میں ہے وہ کہی نہیں اور دودن کی ہی تو بات ہے دودن میں
وہاں رہوں گا پھر میرے ساتھ ریان بھی آئے گا دودن یہاں رہ کے ڈیوٹی جوائن کر لیں گے" معیز نے پہلے شائستہ بیگم کو
کہا پھر سب کو اپنا پلان بتایا تھا

"معیز اپنے گھر بھی ٹک جایا کرو وہ بھی کیا سوچتے ہوں گے تمہارے بارے" بہروز صاحب نے اسے ڈپٹہ تھا

"ارے نہیں بہروز صاحب اتنا پیارا بچہ ہے جہاں جاتا ہے رونق لگا دیتا اس لیے ہم کچھ نہیں کہتے جانے دیں اسے ہمارے ساتھ" حبیب اللہ صاحب نے پیار سے کہا تھا

"میں اک دو سوٹ بیگ میں رکھ کے ابھی لاتا ہوں" معیز نے کہہ کہ اٹھنا چاہا تھا جبکہ بہروز صاحب کب سے اس کی حرکتیں دیکھ اور سمجھ رہے تھے لیکن سب کے سامنے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے

"رہنے دو،، دو دن کی ہی تو بات ہے میرے پہن لینا" ریان نے اسے بیگ لانے سے منع کر دیا تھا

"زری آپ کی بہت کیوٹ ہیں اور اب تو ہماری دوست بھی ہیں آپ دوبارہ پھر ہمارے گھر ضرور آئیے گا اور یہ شانی بھائی کو تولانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے" فیضان نے زرمینہ سے کہا تھا جب سے وہ سب اکیڈمی سے آئے تھے تب سے وہ دونوں بھائی زرمینہ کے ساتھ چپکے ہوئے تھے ان کی کوئی بہن نہیں تھی اور نہ ہی کوئی لڑکی تھی ان کے گھر میں اس لیے انہوں نے زرمینہ کو دیکھتے ہی اس سے دوستی گھاڑ لی تھی اور اسی دوستی کی بناء پہ وہ اب اسے اپنے گھر دوبارہ آنے کی دعوت دے رہے تھے

"کیوں؟ میں کیا چوری کر کے لے جا رہا ہوں تم لوگوں کے گھر سے جو دوبارہ تم مجھے اپنے گھر نہ آنے کا کہہ رہے ہو" ذیشان نے دونوں بھائیوں کو گھورتے کہا تھا

"آپ کب سے ہمیں تنگ کر رہے ہیں اس کام لیے معیز بھائی ہی بہت ہیں اس لیے کہہ رہا ہوں آپ کو لانے کی کوئی ضرورت نہیں" اس کی وضاحت پہ سب کا قہقہہ چھٹ پھاڑ تھا جبکہ معیز اور ذیشان نے اسے گھورا تھا

"چلیں بھی اب ہم نکلتے ہیں" حبیب اللہ صاحب نے ہنستے ہوئے کہا تھا پھر وہ سب سے ملتے چلے گئے تھے

"دال میں کچھ کالا تو ہے" بہروز صاحب معیز کے بارے میں سوچتے ہوئے سے بڑبڑائے تھے

"کچھ کہا آپ نے؟" شائستہ بیگم نے پوچھا تو انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا

وہ گھر پہنچے تو شام پڑ چکی تھی گھر پہنچتے ہی سب اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے معیز بھی ریان کے ساتھ اس کے کمرے میں چلا گیا جبکہ زرینہ اور ذیشان دونوں لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے تھے

"یہ آپ کو کیا ہوا کیوں منہ لٹکایا ہوا ہے؟" ذیشان نے زرینہ سے پوچھا جو منہ لٹکائے بیٹھی تھی

"یہ جو نمونہ ساتھ میں آیا ہے کیوں لائے ہیں اسے ساتھ؟" اس نے دانت پیستے ہوئے پوچھا تھا

"کون؟ معیز بھائی کی بات کر رہی ہیں؟" اس کی بات سمجھتے ذیشان نے آنکھیں پھاڑتے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

"خدا کا خوف کریں آپ اپنی اتنے اچھے تو ہیں معیز بھائی" ذیشان نے اسے گھورتے کہا تھا

"ہاں اک جو کر کو دوسرا جو کر اچھا لگے گا ہی" اس کی بات سن کر ذیشان اسے گھورتے وہاں سے اٹھ گیا تھا

"اونہہ،،، میرے گھر والے ہیں ہی بے وقوف کیسے گھورتا ہے وہ مجھے یہ نہیں دکھتا انہیں" وہ اکیلی بیٹھی اونچی آواز میں

بڑبڑا رہی تھی اس کی گوہر افشانی سن کے پیچھے سے آتے معیز کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ چمکی تھی

"اور مکھن لگانا بھی کوئی اس انسان سے سیکھے کیسے کہہ رہا تھا،،، میں آنٹی کے بنے کھانوں کو مس کر رہا ہوں،،،، بھوکا ندیدہ کہیں کا" اس نے معیز کی نقل اتاری تو معیز نے آنکھیں پھاڑ کے اس کی پشت دیکھی تھی

"مس بد تمیز اس طرح کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی نقل اتارنا بہت بری بات ہے" معیز آواز سن کر زمینہ نے جھٹکے سے پیچھے دیکھا تھا جہاں وہ سینے پہ دونوں ہاتھ باندھے سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"میں کوئی نقل نہیں اتار رہی تھی" اس نے صوفے سے کھڑے ہوتے لہجے کو مضبوط بناتے کہا تھا جاپہ معیز نے اک ابرو اچکا کے اسے دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو سیر یسلی؟

"آپ مکر نہیں سکتی ہیں میں خود اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے آپ میری نقل اتار رہی تھیں" معیز نے اپنے لفظوں پہ زور ڈالتے ہوئے کہا تھا

"یہ آپ کی گنہگار نظروں کا دھوکا ہو گا اور کان بج رہے ہوں گے کیونکہ میں ایسا کچھ نہیں کیا" وہ ہنوز اپنی بات پہ ڈٹی ہوئی تھی

"اچھا چھوڑیں،،، ویسے آپ مجھے سے اتنا چڑتی کیوں ہیں؟" معیز نے بات بدلتے اس سے پوچھا تھا وہ جان بوجھ کے بات سے بات نکال رہا تھا تاکہ اس سے تھوڑی دیر بات کر سکے ویسے تو وہ خود اس سے کوئی بات کرتی ہی نہیں تھی

"میری مرضی" یہ کہہ کر وہ وہاں سے یہ جاوہ جا پیچھے وہ بس اس کی پشت ہی دیکھتا رہ گیا تھا

"بھاگ لیں جتنا بھاگنا ہے آنا تو خیر آپ کو واپس میرے پاس ہی ہے" اس نے مسکراتے ہوئے ہولے سے کہا تھا

"معیز صاحب اپنی زبان پہ کنٹرول رکھیں یہ نہ ہو ہونے والے سسرال سے چھترول ہو جائے اور لینے کے دینے ہی نہ پڑ جائیں کہیں" جگہ کا خیال آتے ہی اس نے سر پہ ہاتھ پھیرتے ادھر ادھر دیکھتے کہا تھا پھر مسکراتے ہوئے دھپ سے صوفے پہ گر گیا تھا

تھوڑی دیر بعد سب وہی آگئے تھے زربینہ کو واپس آتے دیکھ کر معیز نے اپنی مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائی تھی جسے دیکھ کر زربینہ بس اسے گھور کر ہی رہ گئی تھی

"ریان مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے" کافی دیر باتیں کرنے کے بعد حبیب اللہ صاحب نے ریان کو مخاطب کرتے کہا تھا

"آپ لوگ بات کریں میں زرا گھر کال کر لوں" معیز نے اپنی موجودگی وہاں مس فٹ محسوس کرتے بہانے سے وہاں سے اٹھنا چاہا تھا

"بیٹھے رہو تم پتہ ہے مجھے جو تم نے کال کرنی ہے کہتے خود کو ہمارا بیٹا ہو اور کر بیگانوں والی حرکتیں ریے ہو" حبیب اللہ صاحب نے ناراضگی سے کہا تو وہ شرمندہ ہو گیا اور دونوں کان پکڑ کر انہیں سوری کہا تھا

"ہاں تو ریان میں نے اور تمہاری ماں نے اک بات سوچی ہے،،،،، ماشاء اللہ تم پر یکٹیکل لائف میں قدم رکھ چکے ہو تو کیوں نہ تمہاری شادی کر دی جائے" حبیب اللہ صاحب کی بات پہ ریان کو جھٹکا لگا تھا اس کے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی جبکہ باقی سب کو بھی خوشگوار حیرت ہوئی تھی

"لیکن بابا میرا بھی کوئی ارادہ نہیں شادی کرنے کا ابھی تو مجھے اپنا کیریئر سیٹ کرنا ہے اپنے ملک کے لیے کچھ کرنا ہے اور بھی بہت کچھ کرنا ہے ابھی میں یہ سب فورڈ نہیں کر سکتا" ریان نے شائستگی سے ان کی بات کی تردید کی تھی

"تو بیٹا منگنی،،،،"

"نہیں منگنی بھی نہیں ابھی میں یہ جھنجھٹ نہیں پال سکتا پلینز سمجھیں نہ آپ" ریان نے لجاجت سے کہا تھا

"چلو جیسے تمہاری مرضی" حبیب اللہ صاحب نے مزید اصرار نہیں کیا تھا

"آپ ناراض نہیں ہیں نہ؟" اس نے پوچھا تو اس لے لہجے میں ڈر سا تھا

"نہیں میرے بچے میں بالکل ناراض نہیں ہوں" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریان کو تسلی ہوئی تھی

"ویسے انکل وہ بد نصیب،،، میرا مطلب خوش نصیب کون تھی جس کا نصیب آپ میرے کھڑوس دوست کے ساتھ پھوڑنا چاہتے تھے" معیز نے شرارت سے پوچھا تھا جس پہ سب ہنس دیے تھے جبکہ ریان نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں

"میرے چھوٹے بھائی کی بیٹی پریشے" انہوں نے بتایا تھا تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد معیز اور ریان اٹھ کے باہر نکل گئے تھے

معیز کو وہاں کی رونقیں دکھانے

"میرے سپنوں کی پری کب آئے گی تو" معیز ریان کو دیکھتے شرارت سے گنگنایا تھا اس نے رانی کک بجائے جان بوجھ کے

پری بولا تھا پریشے کانک نیم بنا کر جس پہ ریان خطرناک تیوروں سے اسے گھورتے اس کے پیچھے لپکا تھا جبکہ معیز نے ہنستے ہوئے دوڑ لگائی تھی

پھر چار دن گزرتے پتہ ہی نہیں چلا تھا وہ واپس ایبٹ آباد بھی آچکے تھے آج ان کی جوائننگ تھی بلوچ رجنٹ میں جو کہ ایبٹ آباد میں ہی تھی وہ دونوں تیار ہو چکے تھے جانے کے لیے اور ریان نے گھروید پوکال پہ بات بھی کر لی تھی لیکن وہ تھوڑے سے کنفیوز بھی تھے

"کیا بات ہے شیر و منہ کیوں لٹکائے ہوئے ہیں؟" بہروز صاحب نے ان سے ملنے کے بعد ان کی اتری شکلی دیکھتے پوچھا تھا "نہیں انکل ایسی کوئی بات نہیں بس تھوڑا سا کنفیوز ہو رہے ہیں پہلا دن ہے نہ ڈیوٹی کا اس لیے" ریان نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا تھا

"ارے ابھی سے کنفیوز ہو گئے ابھی تو بہت کچھ فیس کرنا ہے آگے جا کر" انہوں نے کہا تو دونوں نے اک دوسرے کی شکلیں دیکھی تھیں

"کیا مطلب؟" معیز نے پوچھا تھا

"کوئی مطلب نہیں ہے جاؤ تم لوگ دیر ہو رہی ہے بیسٹ آف لک" انہوں نے دونوں کا کندھا تھپتھپا کر کہا تھا پھر وہ دونوں سب سے ملتے یونٹ کے لیے روانہ ہو گئے تھے

دونوں یونٹ پہنچے تو اک آفیسر کی معیت میں اپنے کمروں میں گئے اور سامان رکھ کے وہ دونوں ہجیٹینٹ کے آفس رپورٹ کرنے گئے تھے پہلے دونوں نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اک لمبی سانس بھر کے خود کو ریلیکس کیا اور پھر دروازہ ناک کیا اجازت ملتے ہی وہ دونوں اندر گئے تھے

"اسلام و علیکم سر" دونوں نے سلام کیا تھا

"وعلیکم السلام" ہجیٹینٹ صاحب نے بغور دونوں کو دیکھتے جواب دیا تھا

"سنا ہے تم دونوں میں سے اک سورڈ آف آنر ہولڈر ہے اور دوسرا میڈل ہولڈر" انہوں نے کہا تو دونوں نے یس سر کہا تھا

"گڈ تو تم لوگ بتاؤ اک اچھے آرمی آفیسر کی کیا خوبیاں ہوتی ہیں؟" انہوں نے اک نظر دونوں کو دیکھتے پوچھا تھا

"سر کریکٹر، پریزنس، لیڈر شپ، اچیور، اینٹلیکٹ اینڈ ڈیولپر" ریان تیزی سے بولا تھا جبکہ معیز اطمینان سے کھڑا تھا کیونکہ جواب ریان نے دے دیا تھا

"تمہیں کس نے سورڈ آف آنر دے دی ہے تمہیں یہ تک نہیں پتہ اک اچھے آفیسر کی خوبیاں کیا ہوتی ہیں" ان کی بات پہ دونوں نے حیرانگی سے اک دوسرے کی شکل دیکھی تھی کیونکہ انہیں تو انہی خوبیوں کا پتہ تھا

"تم بتاؤ" انہوں نے معیز کو کہا تو وہ گڑبڑا گیا کیونکہ اسے بھی بس انہی خوبیوں کا پتہ تھا وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا خوبیاں ہو سکتی ہیں تو اسے اپنا میس والا واقعہ یاد آیا تو اس کی آنکھیں چمکی تھیں

"سراک اچھے آفیسر کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر بات پہ کہے پس سر، اوکے سر اور رائٹ سر" معیز نے کہا تو ریان نے آنکھیں پھاڑ کے اسے دیکھا تھا ابھی کوئی کچھ کہتا کہ اک سینئر آفیسر دروازہ ناک کے وہاں آیا اس کے ہاتھ میں تین چار پسٹلز تھے اس نے آکر پہلے اس نے سلام کیا تھا

"سریہ گزنان دونوں کے سامان سے نکلی ہیں اور ہم نے انکو آڑی کی ہے تو پتہ چلا ہے ان کے لائسنس بھی نہیں اور لائسنس نہ ہو تو گنز غیر قانونی سمجھی جاتی ہیں" اس کی بات سن کر دونوں کے رنگ اڑے تھے

"یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا سمجھیں ہم اس بات سے کہ آپ آرمی کے آفیسر ہیں یا کوئی دشمن ہیں جو غلط ارادے سے یہاں آیا ہے" ہجیٹینٹ صاحب کی بات سن کر دونوں کے رنگ مزید اڑے تھے

"نہیں سریہ ہماری نہیں ہمیں تو پتہ بھی نہیں ان کا کہ یہ کہاں سے آئی ہیں" ریان کے لہجے میں لڑکھڑاہٹ واضح تھا "تم لوگوں سچ سچ بتاتے ہو یا لے کے جائیں تم لوگوں کو سی و صاحب کے پاس؟" ہجیٹینٹ کی دھاڑ پہ دونوں نے بے چارگی سے اک دوسرے کو دیکھا تھا

"سرمہارالیقین کریں یہ ہماری نہیں ہیں" معیز نے لجاجت سے کہا تھا

"صاحب پکڑیں انہیں اور سی و صاحب کے آفس لے کر چلیں" ہجیٹینٹ نے اس آفیسر کو کہا اور وہ ان دونوں کو لیے اک کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں دو تین شخص بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے اک کو اس آفیسر نے ساری کہانی سنائی تھی

"دیکھو سچ سچ بتاؤ تم لوگوں کا تعلق کس ایجنسی سے ہے؟ کس ملک کے جاسوس ہو تم لوگ؟" سی اوصاحب نے دونوں کو باری باری دیکھتے پوچھا تھا

"سر ہمارا تعلق کسی گروہ سے نہیں ہے چاہے تو آپ اکیڈمی کال کر کے پوچھ لیں یا میرے فادر کو کال کر کے ان سے پوچھ لیں وہ بھی آرمی میں ہیں کرنل بہروز نام ہے ان کا" معیز نے زچ ہوتے کہا تھا

"یہ ایسے نہیں مانیں گے تلاشی لو دونوں کی" سی اوصاحب کے حکم پہ وہاں بیٹھے دو آفیسرز نے ان کی تلاشی لی تھی دونوں کی جیب سے بس والٹ نکلے تھے انہوں نے والٹ کھول کے چیک کیا

"سر دونوں میں دس دس ہزار ہیں" اک نے سی اوصاحب کو دیکھتے کہا تھا

"چلو سارے رکھ لو اور والٹ ان دونوں کو واپس کرو" ان کی حرکتوں پہ وہ دونوں بس آنکھیں پھاڑے سب دیکھ رہے تھے ان کی حالت پہ وہاں موجود چاروں نے قہقہہ لگایا تھا

"یونٹ میں نئے آنے والوں کے ساتھ ایسے پریٹکس کر کے پیسے لوٹے جاتے ہیں اور پھر اس سے پوری یونٹ پارٹی کرتی ہے" ان میں سے اک بولا تو دونوں کی کب سے اٹکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی تھیں

"پیسے لینے تھے تو ویسے ہی لے لیتے ایسے جان نکالنے کی کیا ضرورت تھی" معیز نے جل کر کہا تھا

"ایسے لینے میں ہی تو مزہ ہے" ہنستے ہوئے کہا گیا تھا

"سر آپ دونوں کو سی او صاحب بلارہے ہیں" اک ملازم نے وہاں آکر کہا تو دونوں کی نظریں کرسی پہ بیٹھے شخص پہ گئی تھیں

"میجر عابد،، اینڈ ویلکم ٹو بلوچ رجمنٹ" کرسی پہ بیٹھے شخص نے ہنستے ہوئے کہا تو دونوں گہری سانس بھر کے رہ گئے تھے کہ یہاں بھی انہیں چونالگ گیا تھا پھر دونوں ان سے پوچھ کے سی او صاحب کے آفس کی طرف بھاگے تھے

!!

پلک جھپکتے ہی اک مہینہ گزر چکا تھا یہ مہینہ دونوں نے جوانوں کے ساتھ گزارا تھا یہ آرمی کی ہر یونٹ کا رول تھانئے آنے والے آفیسرز کو کچھ دن جوانوں کے ساتھ رہنا پڑتا تھا تا کہ وہ سمجھ سکیں جو ان رہتے کیسے ہیں اور کرتے ہیں کیا ہیں اس دوران مختلف مختلف کمیشنڈ ہوتے تھے کافی سیکنڈ لیفٹیننٹز کے بیچ یونٹ میں ہر سیکنڈ لیفٹیننٹ کے انڈر چھ سپاہی کام کرتے تھے جنہیں وہ مختلف کاموں کی ٹریننگ دی جاتی تھی

انہیں اک مہینے کے بعد چھٹی مل رہی تھی اور اس چھٹی کے بعد دونوں کی پوسٹنگ متوقع تھی اور معینز چاہتا تھا پوسٹنگ ہونے سے پہلے وہ زرینہ کو اپنے نام کروا کے جائے اس کے لیے وہ پہلے ریان سے بات کرنا چاہتا تھا پھر گھر والوں کا بھیجنا چاہتا تھا تا کہ وہ اسے غلط نہ سمجھے اس نے ریان کو بلا تو لیا تھا لیکن اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بولے کیا

"اب نکال بھی دو بلی تھیلے سے" اسے کافی دیر سے چپ دیکھ کر ریان نے طنز کیا تھا

"بلی، کہاں ہے بلی؟ اور یہاں کیسے آگئی؟" معیز جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھاریان کی بات میں گڑبڑا کے سیدھا ہوا تھا اور پوری بات میں اسے صرف بلی ہی سنائی دیا تھا

"تمہاری جیب میں" ریان نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا

"میری جیب میں کیسے آگئی بلی؟" معیز کے ہونق پن پہ ریان کا دل کیا مکار کے اس کے بتیس کے بتیس دانت توڑ دے لیکن وہ صرف سوچ سکا تھا

"محترم سیکنڈ لیفٹیننٹ معیز بہروز شاہ آپ وہ کام بتانا پسند کریں گے جس کے لیے آپ نے مجھے اپنے غریب خانے میں آنے کی دعوت دی ہے" ریان نے نہایت ادب سے اس پہ طنز کا تیر برسا یا تھا جس پہ وہ اپنا سر کھجا کر رہ گیا تھا

"یار وہ، وہ، وہ،" معیز بیچارے سے وہ سے آگے کچھ کہا ہی نہیں جارہا تھا کیا تھا اگر وہ اس کا دوست تھا لیکن تھا تو اک پٹھان ہی جس کی غیرت جاگتے ٹائم نہیں لگنا تھا اور اس کا گلہ دبانے میں بھی اسے اک سیکنڈ لگنا تھا یہ سوچ آتے ہی اس کے ہاتھ بے ساختہ اپنی گردن پہ گیا تھا

"اب اگر تُو نے وہ وہ کیا تو میں تیرا سردیوار میں دے مارنا ہے پھر آرام سے بیٹھتے آہ آہ کرنا" ریان نے اسے کڑے تیوروں سے گھورتے کہا تھا

"جو بات کرنے جا رہا ہوں اس کے بعد بھی میں نے آہ آہ ہی کرنا ہے" اس کی بات سن کر معیز منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا پھر گہرا سانس بھر کے خود کو ریلیکس کرتے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا

"یار وہ بات دراصل یہ کہ میں زرینہ کو پس،،، میرا مطلب ہے میں ان سے شادی کرنا چاہتا ہوں دیکھ تو مجھے غلط نہ سمجھنا میں نے کبھی انہیں غلط نظر سے نہیں دیکھا بہت احترام ہے میرے دل میں ان کے لیے میں پہلے اسی لیے تجھ سے بات کی تا کہ تو مجھے غلط،،، آہ" وہ آنکھیں بند کیے تیزی سے بغیر رکے بول رہا تھا اک دم منہ پڑنے والے زوردار کے سے اس کی زبان کو بریک لگی تھی اس نے آنکھیں کھول کے دیکھا تو ریان سنجیدگی سے اسے گھورنے میں مصروف تھا

"دیکھ لالے تو غلط،،، آہ" ابھی اس نے بات مکمل نہیں کی تھی کہ اک اور مکا اس کے منہ پہ پڑا تھا

"میں شروع سے ہی تمہارے جذبات سمجھ چکا تھا مجھے پتہ تھا تم زرینہ کو پسند کرتے ہو بس اسی انتظار میں تھا تو کب مجھ سے بات کرتا ہے لیکن تو تو اک نمبر کا مینا کمینہ نکلا جس نے دوست کے سامنے کچھ بولنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی" ریان کی بات سن کر معیز نے آنکھیں اور مہ کھول کر اسے دیکھا تھا

"جب تجھے سب پتہ تھا تو یہ خاطر تواضع کیوں کی تو نے؟" معیز نے اپنے منہ سے نکلتے خون کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا "اک اس لیے کہ تو نے مجھ سے چھپایا سب کچھ اور دوسرا اس لیے کہ تو نے یہ سوچا کہ میں تجھے غلط سمجھوں گا،،، دو سال کا ساتھ ہے ہمارا اور اگر دو سالوں میں اپنے دوست کو نہ پہچان سکوں تو لعنت ہے میری دوستی پہ" ریان کی بات پہ معیز بس اسے دیکھ کر رہ گیا تھا

"تھینک یو سوچ لالے تو دنیا کا سب سے اچھا اور کمینہ دوست ہے" معیز بچوں کی طرح خوش ہوتا اس کے گلے لگا تھا جبکہ کمینہ کہنے پہ ریان نے اک پل کو اسے گھورا تھا مگر اگلے ہی پل ہنستے اپنے دونوں بازوؤں اس کے گرد کسے تھے

او میرے یار تو میرا پیار صدار ہے تو سلامت

تیری میری یہ دوستی یو نہیں رہے تاقیامت □

وہ دونوں چھٹی پہ گھر آچکے تھے معیز موقع ڈھونڈ رہا تھا گھربات کرنے کے لیے جبکہ ریان کا کوئی ارادہ نہیں تھا ابھی بات کرنے کا اس کی یہی سوچ تھی جب وہ لوگ آئیں گے تب پتہ چل جائے گا اس لیے فلحال وہ خاموش تھا

معیز نے بہت مرتبہ کوشش کی تھی بہروز صاحب سے بات کرنے کی لیکن ہر دفعہ ان کی شکل دیکھ کر خاموش ہو جاتا کیونکہ اسے پتہ تھا پہلے لیکچر ملنا تھا لیکن آج اس نے ہر حال میں ہمت دکھانی تھی شام کو وہ سب لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے تب معیز نے اک نظر سب کو دیکھتے گلا کھگارتے بات کا آغاز کیا تھا

"بابا مجھے آپ سے اک ضروری بات کرنی ہے" معیز نے کہا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے

"بولو بھی" اسے کافی دیر چپ دیکھ کر بہروز صاحب نے کہا تھا

"وہ کیا ہے نہ بابا ماما اور چچی کو ہمیشہ سے اک بیٹی کی خواہش رہی تھی تو میں سوچ رہا تھا کیوں نہ ان کی خواہش پوری کر دی جائے" معیز نے شائستہ بیگم اور راشدہ بیگم کو مہرہ بنا کر بات کا آغاز کیا تھا جبکہ سب نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

"برخوردار جو بات کرنی ہے سیدھی طرح کرو یہ پہلیاں بو جھانے کی کوئی ضرورت نہیں" بہروز صاحب کچھ کچھ سمجھ گئے تھے وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے

"بابا میں شادی کرنا چاہتا ہوں" اس نے سب کو اک نظر دیکھتے تیزی سے کہا تھا جبکہ سوائے بہروز صاحب کے سب کو اس کی بات پہ شاک لگا تھا

جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے نہیں ڈیوٹی جو ان کیسے صاحب بہادر کو شادی کرنی ہے کچھ زیادہ ہی اتا ولے نہیں ہو رہے تم؟" بہروز صاحب نے کہا تو وہ بس سر جھکا کہ رہ گیا تھا

"اور لڑکی ابھی تھرڈ ایئر کی سٹوڈنٹ ہے اس کے گھر والے مان جائیں گے اتنی جلدی شادی کے لیے؟" بہروز صاحب کی بات پہ اس نے جھٹکے سے سراٹھا کر انہیں دیکھا تھا یعنی انہیں بھی پتہ چل چکا ہے جبکہ باقی سب حیرانگی سے ٹکر ٹکر دونوں کو دیکھ رہے تھے

"آپ کو کیسے پتہ؟" اس نے اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے ان سے پوچھا تھا

"بیٹا جی اگر تمہیں یاد ہو تو میں اک فوجی ہوں اور اک فوجی چوبیس گھنٹے اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھتا ہے تو پھر تم تو ہو میرے بیٹے تمہارے بدلتے رنگ روپ کیسے نہ پہچانتا" بہروز صاحب کی بات سن کر اس نے نخل ہوتے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا یعنی اس کے چھپانے کے باوجود دو لوگوں کو اس کے دل کی بات پتہ چل چکی تھی

"کوئی ہمیں بھی بتائے گا یہاں ہو کیا رہا ہے؟" شائستہ بیگم نے دونوں باپ بیٹے کو گھورتے ہوئے کہا تھا

"کچھ نہیں بیگم بس آپ کے صاحبزادے کسی کو اپنا دل دے چکے ہیں اور اب اسے اپنے نام کروانا چاہ رہے ہیں" بہروز صاحب کی بات سن کر سب نے حیرت سے معیز کو دیکھا تھا جبکہ وہ سب کو اپنی طرف متوجہ پا کر جھینپ گیا تھا

"ویسے کون ہے وہ بد نصیب جس کے نصیب پھوٹنے والے ہیں" ریحان کی بات پہ سب نے قہقہہ لگایا جبکہ معیز نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا

"تمہاری آپنی زرینہ" بہروز صاحب نے کہا تو وہ دونوں خوشی سے اچھل پڑے یعنی ان کی کیوٹ آپنی جلد ہی ان کے ساتھ رہے گی جبکہ باقی سب کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی

"ہائے معیز بھائی وی لویو پہلی بار آپ نے ہمارے فائدے کی کوئی بات کی ہے" ریحان اور فیضان خوشی سے کہتے اس کے ساتھ لیپٹے تھے جبکہ ان کی حرکت پہ سب اک دفعہ پھر ہنس دیے تھے

"تو کب جانا ہے وہاں؟" شائستہ بیگم نے پوچھا تھا

"میری پوسٹنگ آنے والی ہے اس سے پہلے میں منگنی یا نکاح کر کے جانا چاہتا ہوں" رخصتی زرینہ کے گریجویشن کرنے کے بعد کروالیں گے "معیز نے سر جھکاتے کہا تھا تو سب نے سر ہلایا تھا پھر سب کی باہمی مشاورت سے انہوں نے اگلا دن فائنل کیا تھا پشاور جانے کے لیے اور کال کر کے حبیب اللہ صاحب کو اپنی آمد کا بتا دیا تھا لیکن وجہ نہیں بتائی تھی

اگلے دن صبح وہ سب نوبجے کے قریب پشاور کے لیے نکل گئے اک گاڑی میں بہروز صاحب، شہزاد صاحب، شائستہ بیگم اور رخشندہ بیگم تھیں دوسری میں معیز ریحان اور فیضان تھے

ریحان اور فیضان تو حد سے زیادہ ایکسائیٹڈ تھے کیونکہ وہ اپنی دوست پلس آپنی سے ملنے جارہے تھے جبکہ معیز اچھا خاصہ نروس ہو چکا تھا کہ ناجانے وہ کیا جواب دیتے اس کی پتلی ہوئی حالت پہ سب صبح سے بمشکل ہنسی کنٹرول کر رہے تھے کیونکہ وہ بندہ جو سب کو تنگی کا ناچ نچا کے رکھتا آج اس کی اپنی حالت بری تھی

اللہ اللہ کر کے سفر ختم ہوا اور وہ پشاور پہنچ گئے تھے سب نے ان کا پر جوش استقبال کیا تھا پھر کافی دیر بیٹھنے کے بعد شائستہ بیگم نے آنکھوں کے اشارے سے بہروز صاحب کو بات شروع کرنے کا کہا تو انہوں نے سر ہلایا تھا

"حبیب اللہ صاحب ہم آج اک اہم مقصد کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں" بہروز صاحب کی بات پہ وہاں بیٹھے سب ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے سب کی سوالیہ نظریں بہروز صاحب پہ ہی اٹکی تھیں

"بات دراصل یہ ہے کہ ہم آپ کی بیٹی زرمینہ کو اپنی بیٹی بنانا چاہتا ہیں ہم معیز کے لیے زرمینہ کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں" بہروز صاحب کی بات پہ سوائے ریان کے اس کی ساری فیملی کو حیرانی کا جھٹکا لگا تھا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ اس مقصد کے لیے آئے ہوں گے جبکہ زرمینہ اک جھٹکے سے وہاں سے اٹھ کے چلی گئی تھی

"دیکھیں بھائی صاحب ہماری کوئی بیٹی نہیں ہے نہ میری اور نہ ہی راشدہ کی ہم سب کو بیٹی کی بہت خواہش تھی لیکن جو اللہ کی مرضی لیکن اب ہمیں زرمینہ صورت میں اک بیٹی مل رہی ہے پلیز انکار مت کیجیے گا ہم اسے بہو نہیں ہمیشہ بیٹی بنا کے رکھیں گے" حبیب اللہ صاحب کو چپ دیکھ کر شائستہ بیگم نے کہا تھا

"ہاں انکل آپ فکر نہ کریں کے ہم دونوں آپ کی بھائی ہیں اور وہاں رہ کے آپ کی معیز بھائی کے شر سے بھی بچالیں گے آپ بس ہاں کر دیں" فیضان نے اپنے اور ریحان کی طرف اشارہ کرتے کہا تو سب کا چھت پھاڑ قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ معیز اسے صحیح طرح گھور بھی نہیں سکا تھا

"بہن اگر آپ نہ بھی کہتیں تب بھی ہمیں پتہ تھا کہ آپ لوگ زرینہ کو کس قدر چاہتے لیکن ایسے فیصلے بہت نازک ہوتے ہیں جلد بازی میں نہیں لیے جاسکتے میں سب سے صلاح مشورہ کر کے آپ کو جواب دوں گا" حبیب اللہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

"جی جی آپ سب سے ضرور مشورہ کریں لیکن جواب جلدی دیجیے گا معیز کی پوسٹنگ آنے والی ہے تو ہم سوچ رہے تھے نکاح یا منگنی کر دیتے ہیں اس کے جانے سے پہلے پھر رخصتی زرینہ بیٹی کے گریجویشن کرنے کے بعد ہو جائے گی" بہروز صاحب کی بات پہ حبیب اللہ صاحب نے بس مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا پھر جب تک وہ سب وہاں زرینہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی جب وہ جانے لگے تب سب کو ملنے باہر آئی تو معیز ہمیشہ کی طرح اسے گھورنے میں مصروف ہو گیا

اس کی نظریں خود پہ محسوس کر کے زرینہ نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا جس پہ معنی نے اسے دیکھتے اک آنکھ ونگ کی تھی اس کی حرکت پہ حیرت سے زرینہ کا منہ کھل گیا تھا اس نے سٹپٹاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا کوئی دیکھ تو نہیں رہا لیکن کوئی متوجہ نہیں تھا زرینہ دل ہی دل میں اسے صلواتیں سناتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی معیز کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا پھر مسکراتے ہوئے سر پہ ہاتھ پھیرتے سامنے دیکھا تو ریان کو خود کو گھورتے پا کر تیزی سے سیدھا ہوا تھا

پھر تھوڑی دیر وہ سب ایبٹ آباد کے لیے نکل گئے تو ریان لوگ بھی اندر آگئے تھے وہ سب آکر لاؤنچ میں بیٹھے تو ریان نے اک نظر سب کو دیکھا تھا سب اپنی اپنی جگہ سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے

"کیا سوچ رہے ہیں بابا؟" ریان نے حبیب اللہ صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

"سوچ رہا ہوں کہ میری گڑیا اتنی بڑی ہو گئی ہے ابھی مجھے کل ہی کی بات لگتی ہے ڈاکٹر نے لا کر اسے میری گود میں دیا تھا" حبیب اللہ صاحب نے جھلملاتی آنکھوں سے کہا تو ریان نے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے دباؤ ڈالا تھا

"آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟" ریان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا

"نہیں ماشاء اللہ سے بہت اچھی فیملی ہے دو سالوں سے تمہارے تھر و جانتے ہیں اور لڑکا تو ہوتا ہی تمہارے ساتھ ہے اس لیے تمہیں اس کے بارے میں سب پتہ ہو گا اگر اس میں کوئی جھول ہو تا تو تم اسی وقت انکار کر دیتے بس ٹائم اس لیے مانگا کہ تمہارے چچا سے بھی مشورہ کر لوں" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریان کی جان میں جان آئی تھی

"چچا سے یاد آیا کیوں نہ تمہاری بھی ساتھ ہی بات چلا دیں" حبیب اللہ صاحب نے کہا تو اس نے جلدی سے نہ میں سر ہلایا تھا

"نہیں ابھی نہیں ابھی تو پوسٹنگ آنے والی ہے اس کے بعد دیکھیں گے" حبیب اللہ صاحب اس کی بات پہ بس سر ہلا کے رہ گئے تھے

"چلیں اب میں زرینہ سے پوچھ لوں کیونکہ آخری فیصلہ تو اس کی مرضی کے مطابق ہی ہو گا نہ" ریان انہیں کہہ کر زرینہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا

"کیا سوچ رہی ہے میری گڑیا؟" اس کے کمرے میں آکر اسے سوچوں میں ڈوبے دیکھ کر ریان نے پوچھا تھا

"کچھ نہیں بھائی بس ایسے ہی" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

"اچھا تو گڑیا آج معیز کے گھر والے جس مقصد کے لیے آئے تھے تمہیں پتہ ہے میں اسی بارے میں تمہاری رائے جاننے آیا ہوں" ریان نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے کہا تھا

"باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن وہ اتنے نان سیریس ہیں جب دیکھو دانت نکالتے رہتے ہیں" زرینہ نے منہ بناتے کہا تھا کہنا تو یہ چاہتی تھی جب دیکھو گھور تارہتا ہے لیکن کہہ نہ سکی جبکہ ریان اس کی بات پہ ہنس دیا تھا

"اس کی نیچر ہی ایسی ہے لیکن جہاں سنجیدہ ہونا ہو وہ سنجیدہ ہی رہتا ہے اور اس بات کا یقین ہے مجھے کہ میری بہن کی خوشیوں کے لیے وہ ہمیشہ ہی سنجیدہ رہے گا" ریان نے کہا تو اس کے لہجے میں دونوں کے لیے محبت بول رہی تھی

"بھائی جیسے آپ لوگوں کی مرضی" اس نے اپنا فیصلہ سنایا تو ریان نے اس کا سر چومنا تھا اور اٹھ کے باہر چلا گیا کہ سب کو اس کا فیصلہ سنا سکے

!!

حبیب اللہ صاحب نے اسی شام اپنے بھائی احسان اللہ صاحب سے بھی مشورہ کیا تھا انہوں نے مثبت جواب دیا کیونکہ وہ بھی مل چکے تھے معیز سے اور انہیں بھی پسند آیا تھا وہ اور ویسے بھی ان کی دوہی بیٹیاں تھیں بیٹا تو تھا نہیں جس کے لیے وہ زمینہ کو مانگتے

اگلے دن حبیب اللہ صاحب نے کال کر کے انہیں مثبت جواب دیا تھا جس سے ان کے پورے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی سب سے زیادہ خوش ریحان اور فیضان تھے اور معیز کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ بغیر کسی رکاوٹ کے زمینہ اس کی ہونے والی تھی

ان دونوں کی چھٹی ختم ہونے میں بس تین دن رہ گئے تھے اور جانے سے اس لیے جس دن ہاں کی تھی اس سے اگلادین نکاح کا مقرر کیا گیا تھا بہروز صاحب کے مطابق منگنی کوئی پائیدار تعلق نہیں ہے اس لیے منگنی کی بجائے نکاح ہی کر لیا جائے ان کی بات پہ حبیب اللہ صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا

پھر دیکھتے ہی دیکھتے نکاح کا مبارک دن بھی آ پہنچا تھا دونوں طرف سے بس قریبی مہمان ہی تھے اس لیے نکاح کی تقریب گھر میں ہی رکھی گئی تھی تقریباً اک بجے معیز لوگ پشاور پہنچے تھے

وائٹ شلوار قمیض پہ ریڈ ویسٹ کوٹ پہنے چہرے پہ چمک اور مسکراہٹ لیے اپنے دراز قد کے ساتھ معیز بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا ان تینوں بھائیوں نے بھی وائٹ شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی اور ساتھ وائٹ ویسٹ کوٹ ریان آج کچھ زیادہ ہی گرمجوشی کے ساتھ معیز سے ملا تھا

"خیر ہے لالے؟ آج کچھ زیادہ ہی پیار آ رہا ہے مجھ پہ" اسے دیکھتے معیز نے شرارت سے کہا تھا

"بس آج سے تجھ سے اک اور رشتہ جڑنے جا رہا ہے اس لیے زیادہ پیار آ رہا ہے" ریان نے کہا تو معیز ہنس دیا تھا

پھر ظہر کی نماز کے بعد نکاح کی سنت ادا کی گئی تھی نکاح کے وقت زرمینہ خود بھی روپڑی تھی اور ساتھ باقی سب کو بھی رلایا تھا نکاح کے بعد سب اٹھ کے باہر چلے گئے تھے بس زرمینہ کے ساتھ پریشے اور عریشے تھیں تھوڑی دیر بعد زرمینہ کو باہر لانے کا کہنے کے لیے ریان اندر آیا تھا

"پریشے آپ پلیز زرمینہ کو باہر لے آئیں سب ویٹ کر رہے ہیں" ریان نے روم میں آتے پریشے سے کہا تو اس نے سر ہلایا اور زرمینہ کا دوپٹہ سیٹ کرنے لگی

ریان نے بغور اسے دیکھا تھا کہنے کو تو فرسٹ کزنز تھے لیکن ان کے درمیان بے تکلفی نہ ہونے کے برابر تھی جب بھی ان کی ملاقات ہوئی تھی بس سرسری سی ہوئی تھی جبکہ عریشے سے اس کی اچھی خاصی بنتی تھی کیونکہ وہ اس کے لیے چھوٹی سی گڑیا تھا

آج کل ان کے بارے جو گھر میں کچھڑی پک رہی تھی شاید اسی کا اثر تھا کہ اس کی نگاہ کا زاویہ بدلا تھا اور اسے دیکھ کر دل اک الگ انداز میں دھڑکا تھا ریان پریشے کو دیکھتے یہی سب سوچ رہا تھا اور وہ مگن انداز میں زرمینہ کا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی اس کی نظروں سے انجان جبکہ زرمینہ اور عریشے انہیں دیکھتے اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہی تھیں

"لا لا کوئی بہت پیار الگ رہا ہے نہ کہ نظر ہی نہیں ہٹ رہی ہے نہ؟" زرمینہ کی شرارتی آواز پہ وہ ہوش میں آیا تھا اور پریشے نے بھی نظر اٹھا کے اسے دیکھا تھا اور اسے خود کو دیکھتے پا کر دوبارہ نظریں جھکالی تھیں

"چپ کرو تم دلہنیں زیادہ نہیں بولتی اور آپ انہیں لے کر جلدی آئیں باہر" ریان دونوں کو کہہ کر جلدی سے وہاں سے نکل گیا لیکن زرمینہ کے قہقہے نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا

جب زرمینہ لاؤنج میں آئی تو معیز بے ساختہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا جس پہ سب کا جاندار قہقہہ گونجا تو معیز نجل ہوتا سر پہ ہاتھ پھیر کے رہ گیا تھا لیکن پھر بھی ڈھیٹوں کی طرح کھڑا ہی رہا تھا پریشہ نے زرمینہ کو صوفے پہ بیٹھایا تو معی بھی جلدی سے صوفے پہ ٹک گیا تھا اس کی جلد بازی پہ اک دفعہ پھر سب ہنس پڑے تھے

"کیسا لگ رہا ہے مسز پاگل بن کے؟" معیز مسکراتے ہوئے سامنے دیکھتے آہستہ آواز میں اس سے پوچھا تھا

"بہت برا" زرمینہ کے جواب پہ وہ مدہم سا ہنس دیا تھا

"اچھا لگے یا بر اساری زندگی کے لیے مسز معیز تو بن چکی ہو" معیز نے کہا تو وہ بس اسے گھور ہی سکی تھی

پھر فوٹ شوٹ کے بعد پریشہ زرمینہ کو اندر لے گئی تھی معیز اور ریان کی نظروں نے او جھل ہونے تک دونوں کا پیچھا کیا تھا

ریان کی نظریں ناچاہتے ہوئے بھی بار بار پریشہ کی طرف ہی اٹھ رہی تھیں وہ اپنی اس کیفیت پہ جھنجھلا گیا تھا

"اہہ مممم اہہ مممم یہ میری گنہگار آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں؟" ریان کو ہنوز اسی طرف دیکھتے پا کر معیز نے شرارت سے کہا تھا

آج وہ اپنے دوست کے بدلے بدلے رنگ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا

"گنہگار آنکھیں تمہاری ہیں تو پتہ بھی تمہیں ہو گا کہ وہ کیا دیکھ رہی ہیں" ریان نے سنبھلتے ہوئے اسے جواب دیا تھا

"میری آنکھیں یہ دیکھ رہی ہیں میرا اکڑو، کڑوا کر یلا، کھڑوس اور گر لزا لرجک دوست کب سے اک لڑکی کو گھورے جا رہا ہے" اس کی بات پہ ریان جھینپ گیا لیکن جب اپنی تعریف پہ غور کیا تو اسے اک زبردست گھوری سے نوازا تھا

"اچھا یار وہ نہ مجھے تجھ سے اک کام ہے" معیز کی یکسر بدلی ہوئی ٹون پہ ریان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

"کیسا کام؟" ریان نے اسے حیرت سے اسے دیکھتے کہا تھا

"وہ کیا ہے نایا ابھی تازہ تازہ میرا نکاح ہوا ہے تو میرا دل کر رہا ہے اپنی بیوی سے ملنے کا" معیز نے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تھا جس پہ ریان کے زوردار مکے نے اس کی کمر سینگی تھی

"لالے تو تو سالابن کے کچھ زیادہ ہی تشدد پہ اتر آیا ہے" معیز نے کمر سہلاتے ہوئے کہا تھا

"یہ تم دونوں کیا گش مش کر رہے ہو؟" حبیب اللہ صاحب جو کب سے دونوں کی حرکتیں دیکھ رہے تھے بالآخر انہوں نے پوچھ ہی لیا تھا

"کچھ نہیں بابا مجھے اس سے کوئی کام ہے ہم ابھی آئے" ریان معیز کا بازو پکڑ کر اسے اپنے کمرے کی طرف لے کر بڑھ گیا تھا

پچھے سب بس انہیں دیکھ کر رہ گئے تھے

ریان کے کمرے کے ساتھ ہی زرمینہ کا کمرہ تھا اسے لیے ریان اپنے کمرے کی بجائے زرمینہ کے دروازے پہ کھڑا ہوا تو معیز کا دل کیا باقاعدہ لڑیاں ڈالے لیکن مسکین شکل بنا کر کھڑا رہا کیونکہ ساتھ والا اس کا دوست ہونے کے ساتھ ساتھ سالہ بھی تھا اس لیے تھوڑا لحاظ تو کرنا ہی تھا

"پریشے عریشے آپ دونوں اک منٹ باہر آئیے گا" ریان نے تھوڑا سا دروازہ کھولتے دونوں کو آواز دی تو وہ دونوں حیران ہوتی باہر آئی تھیں

"جاؤ اب تم لیکن صرف پانچ منٹ،،،، یہ عنایت دوست ہونے کے ناطے کر رہا ہوں اس وقت میں بھولا ہوا ہوں کوئی اور رشتہ اس سے پہلے کے میرے اندر کا سالہ جاگ جائے جاؤ" ریان نے کہا تو معیز نے تیزی سے سر ہلایا تھا

"لو یولالے فکر نہ کر جب تیری باری آئی تو میں بھی تجھے بھا بھی سے ملنے میں ہیلپ کروں گا" معیز بول کے اس کے گال پہ کس کر کے بھاگ کے اندر چلا گیا تھا اور ریان نے لال پیلا ہوتے اپنا گال صاف کرتے زیر لب اسے گالیوں سے نوازا جبکہ وہ دونوں بہنیں ہنسنے میں مصروف تھیں

"بیٹا آپ لاؤنج میں جا کر دیہان رکھو کوئی ادھر نہ آئے میں نہیں چاہتا کسی کو باتیں بنانے کا موقع ملے ویسے ہی سب خاندان سے باہر شادی پہ تپے ہوئے ہیں" ریان نے عریشے سے کہا تو وہ سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی تھی اس کے پیچھے پریشے بھی چلی گئی ریان اسے اک نظر دیکھتے اپنے روم میں چلا گیا تھا

معیز نے کمرے میں داخل ہو کر گلہ کھنگار کے اپنے موجودگی کا احساس دلایا تھا زرمینہ جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر دوپٹے سے پیزا اتار رہی تھی اس نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا

"آپ؟ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں نکلیں یہاں سے" زرمینہ نے چیختے ہوئے کہا تو معیز نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے تھے "چیخنے کی ضرورت نہیں ہے مسز سنائی دیتا ہے مجھے بہرہ نہیں ہوں میں" معیز نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا "ہاں بالکل بہرے نہیں ہیں آپ لیکن اک نمبر کے تاڑا اور ٹھکر کی انسان ہیں آپ" زرمینہ کی بات پہ معیز کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا

"کونسا ٹھکر جھاڑا ہے میں نے؟" معیز کی صدمے سے بھرپور آواز گونجی تھی "وہ جس دن رشتہ لے کر آئے تھے تو جو آنکھ ماری تھی وہ کیا تھا؟" زرمینہ نے کہا تو وہ ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا تھا اور اب زرمینہ اسے ہونقوں کی طرح دیکھے جارہی تھی

"ایسا کون سا لطیفہ سنا دیا میں نے جو مسٹر پاگل کے دانت ہی اندر نہیں ہو رہے" زرمینہ حیرت سے بڑبڑائی تھی "سیریلی مسز؟ سیریلی آپ آنکھ مارنے کو ٹھکر کہتی ہیں؟" وہ بات کرتے کرتے اک دفعہ پھر ہنس پڑا تھا "ٹھکر کیا ہوتا ہے یہ میں آپ کو کبھی فرصت میں بتاؤں گا" اس کے کان کے پاس جھکتے معیز نے کہا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی نروس ہو گئی تھی

"فلحال تو میں آپ کو نکاح کی مبارکباد اور گفٹ دینے آیا تھا" یہ کہہ کر معیز پیچھے ہٹا تھا "نکاح مبارک مسز آج سے آپ میری دکھ سکھ کی ساتھی بن چکی ہیں میری شریک حیات بن چکی ہیں،،، میں لمبی لمبی نہیں چھوڑوں گا بس اتنا سا وعدہ کروں گا کہ میں ہمیشہ کوشش کروں گا آپ کو خوش رکھنے کی اگر آپ کی زندگی میں کوئی بھی

مشکل آئی تو اس کے آگے ڈٹ کے مل کھڑا ہوں گا " معیز نے اس کی پیشانی چوم کر کہا اور جیب سے اک خوبصورت سا برسلیٹ نکال کر اس کی کلائی کی زینت بنایا تھا

"آپ اسی طرح بلش کرتی رہیں میں چلتا ہوں میرے سالے کا مسیج آگیا ہے اب آپ بھی یہ مت کہنا کہ مائینڈیور لینگو تاج یہ میرے بھائی کے لیے کیسی زبان استعمال کر رہے ہیں پاکستان میں رہتی ہیں اتنا تو پتہ ہی ہو گا کہ بیوی کے بھائی کو سالہا کہتے ہیں " معیز اپنی ٹون میں واپس آچکا تھا اور اک دفعہ پھر نان سٹاپ شروع ہو چکا تھا اس کی گوہر افشانیوں پہ زرمینہ نے دانت پیستے ہوئے ڈریسنگ سے پرفیوم کی بوتل اٹھائی اسے مارنے کے لیے لیکن وہ پہلے ہی ہنستے ہوئے وہاں سے رفوچکر ہو گیا تھا پیچھے زرمینہ اس کی باتیں یاد کر کے ہنس دی تھی

معیز زرمینہ کے کمرے سے نکل کر ریان کے کمرے میں چلا گیا تھا کیونکہ ٹیکسٹ میں ریان نے اسے یہی کہا تھا کہ وہ اپنے روم میں ہے اس لیے معیز وہی آئے کمرے میں آتے ہی معیز ریان کے گلے لگا تھا

"خیر ہے؟" ریان اس کے اک دم گلے لگنے پہ حیران ہوا تھا اس لیے پوچھے بغیر رہ نہ سکا تھا

"ہاں بس ویسے ہی تجھ پہ پیار بہت آ رہا ہے " معیز نے پیچھے ہوتے شرارت سے کہا تو ریان نے پہلے اسے گھورا اور پھر دونوں ہنس دیے تھے

"اب چل باہر چلیں یہ نہ ہو میرا خاندان ہماری جاسوسی کو یہی پہنچ آئے " ریان نے کہا اور دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے تھے مزید کچھ دیر بیٹھنے کے بعد معیز لوگ ایبٹ آباد کے لیے نکل گئے تھے

ان دونوں کی پوسٹنگ آچکی تھی ریان کی وزیرستان اور معیز کی سیاجن یہ دونوں محاذ ہی اپنی اپنی جگہ بہت ٹف ہوتے وزیرستان وہ جگہ جو کہ دہشت گردی کا گڑھ سمجھی جاتی تھی لیکن آپریشن ضربِ عضب کے بعد وہاں دہشت گردی پہ کافی حد تک کنٹر پالیا گیا ہے اور سیاجن میں منفی درجہ حرارت کے ساتھ ساتھ کبھی کوئی تو داگر ناکا خدشہ ہوتا تو کبھی کہیں سے دشمن کے گھسنے کا خدشہ ہوتا ہے

لیکن سلام ہے ہمارے ملک کے غیور جوانوں کو جو ان سب باتوں کو جاننے کے باوجود اپنے ملک کی سلامتی اور حفاظت کے لیے ان دونوں محاذوں پہ سینہ تان کے دشمن کے آگے سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے ہوتے ہیں اور دشمن کو یہ باور کرواتے ہیں کہ جب تک اس ملک پہ اللہ کا فضل و کرم رہے گا اور اس ملک کے بیٹے زندہ ہیں تب تک اس ملک کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا اور اگر کوئی دیکھے گا تو اس ملک کے بیٹوں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اس آنکھ کو پھوڑ سکیں جب سے پاکستان بنا تب سے لے کر آج تک ہمارے ملک کو کئی اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا ہے جو پاکستان کا وجود صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں اور اک دفعہ تو دشمن اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہو چکا ہے پاکستان کے دو ٹکڑے کرنے کے بعد اور پھر جب سے پاکستان ایٹمی طاقت بنا ہے تب سے اس کے اور دشمن پیدا ہو چکے ہیں جو کہ پاکستان کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر اللہ نے چاہا تو انشاء اللہ پاکستان رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گا

ریان جانے کے لیے تیار کھڑا تھا اس نے پہلے ایبٹ آباد جانا تھا یونٹ اور وہاں سے اپنے ساتھیوں لے ساتھ وزیرستان کے لیے روانہ ہونا تھا اور ساتھ ہی اسے اپنے جگر سے بھی ملنا تھا

"یار ماما آپ رو کیوں رہی ہیں؟ فوجیوں کی مائیں تو بہت بہادر ہوتی ہیں جب ان کے بیٹے کسی محاذ پہ جاتے ہیں تو وہ انہیں دعاؤں کے سائے میں رخصت کرتی ہیں نہ کہ یوں رو کے" ریان نے نازیہ بیگم کے آنسو صاف کرتے کہا تھا جو ان کی آنکھوں سے ناچا ہتے ہوئے بہہ رہے تھے

"ارے میں رو کہاں رہی ہوں" نازیہ بیگم نے مسکرا نے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا

"ہاں بھائی ماما رو کہاں رہی ہیں ان کی آنکھوں کے پیچھے جو ٹوٹی فٹ ہے آئی تھنک کہ وہ فری ہو گئی ہے" ذیشان کی بات پہ سب ہنس دیے تھے جبکہ نازیہ بیگم اور ریان نے انہیں گھورا تھا پھر سب سے ملنے کے بعد وہ اینڈ پہ وہ زمینہ سے ملا تھا

"اگر کوئی پیغام دینا ہو کسی لے لیے تو دے سکتی ہو" ریان نے شرارت سے کہا تھا جس پہ وہ بلش کر گئی جبکہ باقی سب ہنسنے لگ گئے تھے

"بھائی" سب کے ہنسنے پہ زمینہ نے چڑ کر کہا تو ریان نے ہنستے ہوئے اسے خود سے لگایا اور اس کا سر چومنا تھا

پھر ریان ایبٹ آباد کے لیے نکل گیا تھا دل سے وہ بھی اداس تھا کہ اب پتہ نہیں کب ملنا نصیب ہو گا پتہ نہیں ہو گا بھی یا نہیں لیکن جلد ہی اس اداسی پہ حب الوطنی چھا گئی تھی کیونکہ اک فوجی کے لیے سب سے اہم اپنا وطن ہوتا ہے باقی سب بعد میں آتا ہے ایبٹ آباد پہنچتے ہی وہ معیز کی طرف آیا تھا جہاں وہ تیار بیٹھا تھا سلام دعا کے بعد اس نے معیز کو چلنے کا کہا تھا

"چلیں اب سب اجازت دیں زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی" ریان نے کہا تو سب نے سر ہلایا تھا

"اللہ کی امان میں اللہ تم دونوں سمیت اس ملک کے ہر جوان کی حفاظت کرے اور انہیں ان کت مقصدوں میں کامیاب کرے" شائستہ بیگم نے دونوں کا سر چومتے دعادی تو سب نے آمین کہا تھا پھر سب سے ملتے وہ دونوں یونٹ آئے تھے پھر وہاں سے سارا پیپر ورک کرنے کے بعد دونوں اپنی اپنی منزل پہ جانے کے لیے تیار تھے

"کاش لالے ہماری پوسٹنگ اک ہی جگہ کی آتی" معیز نے کہا تو اس کے لہجے سے اداسی صاف ظاہر ہو رہی تھی

"اب یہ لڑکیوں کی طرح ایمو شنل ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے لیے دوستی سے زیادہ ہمارا مقصد اہم ہے ڈیوٹی کے دوران نو دوستی" ریان نے کہا تو معیز نے ہمیشہ کی طرح منہ بسورا تھا پھر دونوں ہنس پڑے تھے پھر اک دوسرے کو ملنے کے بعد دونوں اپنے اپنے سفر پہ روانہ ہو گئے تھے

!!

ان دونوں کی پوسٹنگ ہوئے اک سال گزر چکا تھا اس دوران دونوں کو اپنے اپنے محاذ پہ بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اک ٹھنڈے علاقے سے جانے کے باوجود معیز کے لیے سیاچن کی سردی برداشت کرنا اک ٹف مرحلہ تھا لیکن اس نے یہ بھی کر ہی لیا تھا اور ریان کو وزیرستان میں ہر دوسرے دن کسی نہ کسی آپریشن میں جانا پڑتا تھا اس دوران اس نے کئی دہشت گردوں کو جہنم واصل کیا تھا اور خود بھی بہت دفعہ شدید زخمی ہوا تھا

اک سال بعد دونوں کو چھٹی ملی تھی اور انہیں دوبارہ ایبٹ آباد یونٹ میں رپورٹ کرنی تھی اور اس کے بعد پھر کبھی اور ان کی پوسٹنگ ہونی تھی اس اک سال میں ریان نے اس بات کا پختہ عزم کر لیا تھا کہ یہاں سے پوسٹنگ ختم ہونے کے بعد اس نے پہلا کام ایس ایس جی میں اپلائی کرنے کا کرنا تھا

یہ ہی تو بات ہوتی فوجیوں کی کہ وہ اپنے وطن کے لیے پاگل ہوتے اپنے وطن کی حفاظت کے لیے کسی بھی حد تک چلے جاتے اور ایس ایس جی تو پاکستان کی وہ فورس ہے جس کے ہر اک جوان کو اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ اگر اسے کبھی اکیلے کسی محاذ پہ جانا پڑ جائے تو وہ اک لمحے کو بھی نہ چو کے پاکستان کی آرمی اور ایس ایس جی کا شمار دنیا کی مضبوط ترین آرمی میں ہوتا ہے جن کے سامنے اگر کوئی مشکل سے مشکل مشن بھی آجائے تو وہ اسے حل کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیتے اور کبھی اس دوران شہادت کا رتبہ پالیتے ہیں تو کبھی غازی بن کر واپس لوٹتے ہیں لیکن کبھی ہار نہیں مانتے ان کی یہی بات انہیں منفرد بناتی ہے

ریان بہت خوش تھا گھر آتے ہوئے آخر کیوں نہ ہوتا اک سال بعد سب گھر والوں سے مل رہا تھا اس نے گھر اپنی چھٹی کا نہیں بتایا تھا کیونکہ اس نے گھر والوں کا سر پر اندر دینا تھا جب وہ گھر پہنچا تو رات ہو چکی تھی سارے لاؤنج میں بیٹھے کھانے کے بعد چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے

"اسلام و علیکم" اس نے لاؤنج میں داخل ہوتے سلام کیا تھا اس کی آواز پہ سب کی گردنیں دروازے کی طرف مڑی تھیں اور وہاں کھڑے ریان کو دیکھ کر اک پل سب اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے پھر سب اٹھ کر اس کی طرف بھاگے تھے

"کتنا کمزور ہو گیا ہے میرا بچہ" جب وہ سب سے مل چکا تو نازیہ بیگم نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے کہا تو سب ہنس دیے تھے

نازیہ بیگم کی بات بھی کسی حد تک ٹھیک تھی کیونکہ آنے سے پہلے اک آپریشن کے دوران اس کے دو بلبس لگی تھیں اک بازو پہ اور اک کندھے پہ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی رنگت زرد تھی اور دیکھنے میں تھوڑا کمزور لگ رہا تھا اس بات کی گھر اطلاع دینے کی اس نے منع کیا تھا اس لیے گھر والوں کو کچھ نہیں پتہ تھا

"ارے میری پیاری ماما میں بالکل ٹھیک ہوں آپ فکر نہیں کریں اور آپ میرے لیے کھانا لگائیں میں ابھی فریش ہو کے آتا ہوں" اس نے نازیہ بیگم کی پیشانی چومتے کہا تو ماں بیٹے کے اس پیار پہ سب مسکرا دیے تھے

پھر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تاکہ فریش ہو سکے اور نازیہ بیگم نے کھانا گرم کر کے وہی لاؤنج میں ٹیبل پہ لگا دیا تھا تھوڑی دیر بعد ریان بھی آگیا تو وہ تینوں بہن بھائی اس کے گرد جمع ہو گئے تھے

"بھائی معیز بھائی بھی آئے ہیں؟" ذیشان نے ریان سے پوچھا تو زمرینہ کی نظریں بھی بے ساختہ اس کی طرف اٹھی تھیں "شاید آیا ہو تھوڑی دیر تک موبائل آن کرتا ہوں تو پوچھوں گا" ریان نے کہا تو اس نے سر ہلایا تھا کسی بھی مشن کے دوران ان کو موبائل فونز الاؤ نہیں ہوتے تھے اس لیے ان کا آپس میں رابطہ نہ ہو سکا تھا

"اور تم لوگ بتاؤ کیا ہو رہا ہے آجکل؟" اس نے تینوں کو اک نظر دیکھتے پوچھا تھا

"میں نے ایم بی اے میں ایڈمیشن لیا ہے یہ زری گریجویشن کے پیپر دے کر فری ہے اور یہ صاحب بھی فری ہی ہیں آجکل" منان نے اپنے ساتھ ساتھ اب دونوں کا بھی بتایا تھا

"یعنی کے اب ہماری بہنا بنے گی دلہنیا" ریان نے زمینہ کو دیکھتے شرارت سے کہا تو سب ہنس دیے تھے جبکہ وہ جھینپ گئی تھی

"اور اس کے ساتھ ساتھ ہم تمہیں بھی اب کسی کھونٹے کے ساتھ باندھنے والے ہیں" حبیب اللہ صاحب کی بات پہ وہ چونکا تھا

"نہیں بابا ابھی نہیں ابھی میں ایس ایس جی کے لیے اپلائی کرنے والا ہوں اس لیے تھوڑا وقت ٹھہر جائیں" اس نے جلدی سے نیپکین سے ہاتھ صاف کرتے کہا تھا

"ریان بھائی صاحب کب تک اپنی بیٹی کو بیٹھائے رکھیں گے تمہارے مزاج ہی نہیں مل رہے" حبیب اللہ صاحب نے تھوڑی برہم ہوتے کہا تھا

"میرے پیارے بابا جان میں انکار کب کر رہا ہوں بس یہ لاسٹ ٹائم ایس ایس جی کے لیے اگر سلیکٹ ہو گیا تو اس کے بعد پکا ہاں کر دوں تھوڑی دیر صبر کر لیں پلیز" ریان نے لجاجت سے کہا تو انہوں نے سر ہلایا تھا پھر کافی دیر سب بیٹھ کر باتیں کرتے رہے تھے اور یہ محفل دیر تک جمی تھی

معیز تھکا ہارا گھر لوٹا تو سب سوچکے تھے وہ لیٹ نکلا تھا اس لیے گھر بھی لیٹ ہی پہنچا تھا بھوک تو اسے زوروں سے لگی ہوئی تھی لیکن فحال تھکن اتنی ہو رہی تھی کہ خود کھانا نکال کے گرم کرنا اس کے بس کا روگ نہیں تھا اس لیے اپنے کمرے میں جاتے وہ بیڈ پہ گرا اور گرتے ہی دنیا جہان سے غافل ہو گیا تھا

اگلے دن صبح نوبے اسے کی آنکھ کھلی تھی کسلمندی سے اٹھ کے واش روم گیا نہانے کے بعد اسے تھوڑی ہوش آئی تھی خود کو فریش محسوس کر رہا تھا وہ بال بنانے کے بعد وہ نیچے گیا تو سب ڈاننگ ٹیبل پہ بیٹھے ناشتے کا انتظار کر رہے تھے چونکہ سنڈے تھا اس لیے ناشتہ تھوڑا لیٹ بن رہا تھا اس نے ڈاننگ ہال میں جاتے سب کو سلام کیا تھا اسے دیکھتے سب کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی

"کب آئے تم؟" سب سے آخر پہ وہ بہروز صاحب کے گلے لگا تو انہوں نے ملنے کے بعد پوچھا تھا "رات کو شاید ایک یا ڈیڑھ بجے کا ٹائم تھا جب پہنچا آپ سب سو رہے تھے اس لیے کسی کو ڈسٹرب نہیں کیا اور ماما جلدی سے ناشتہ دیں پیٹ میں چوہے ہاتھی بلکہ پورا چڑیا گھر بریک ڈانس کر رہا ہے" بہروز صاحب کو جواب دے کر اس نے شائستہ بیگم سے کہا تھا

"بیٹھو تم میں ابھی لائی" شائستہ بیگم نے پیار سے اس کے بال پگڑتے کہا اور کچن کا رخ کیا تھا "ریان بھی آیا ہے چھٹی پہ یا نہیں" بہروز صاحب نے اس سے پوچھا تھا "ہاں موبائل آن کیا تو اس کی مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں اس کا مطلب ہے آیا ہوا ہے وہ بھی" اس نے ٹیبل پہ پڑا جوس کا جگ اٹھاتے کہا تھا

"اور تم ملنے تو ضرور جاؤ گے" بہروز صاحب نے اسے دیکھتے کہا جو گلاس میں جوس ڈال رہا تھا

"افکورس ضرور جاؤں گا آخر پورے اک سال بعد لالے کو ملنا ہے ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ میں نہ جاؤں" اس نے کہا تو بہروز صاحب بے بس اپنا سر ہلایا تھا پھر ناشتہ کرنے کے بعد وہ کافی دیر بیٹھ کر وہ گپ لگاتے رہے تھے

ابھی وہ بیٹھے باتیں کر ہی رہے تھے کہ ڈور بیل بجی تھی اور تھوڑی دیر بعد ریان سمیت اس کی پوری فیملی لاؤنج مین داخل ہوئی تھی ریان کو دیکھتے ہی معیز اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور دوڑتے ہوئے جا کر اس کے گلے لگا تھا

"لالے میں نے تجھے بہت بہت زیادہ مس کیا" معیز جب بولا تو اس کے لہجے میں ہلکی سی نمی بھی تھی

"لالے کی جان میں نے بھی تجھے بہت مس کیا" ریان نے اپنی گرفت اس کے گرد مضبوط کرتے کہا تھا پھر کافی دیر وہ اسی پوزیشن میں رہے تھے

"بس کر دو ہیر رانجھے ہمیں پتا ہے تم دونوں کے درمیان بہت پیار ہے" حبیب اللہ صاحب نے شرارت سے کہا تو وہ دونوں

جلدی سے اک دوسرے سے الگ ہوئے تھے پھر سب اک دوسرے کو ملے اور حال چال دریافت کیا سب کو اک

دوسرے مین مصروف دیکھ کر معیز نے زرمینہ کو اک دفعہ پھر آنکھ ماری تھی اور وہ بس دانت پیس کر رہ گئی تھی

"چھپھورا ٹھہر کی انسان" اسے دیکھتے زرمینہ ہولے سے بڑبڑائی تھی اس کی لپسنگ سمجھ کے معیز کو ہنسی تو بہت آئی لیکن

سب کی موجودگی کا لحاظ کرتے وہ اپنی ہنسی ضبط کر گیا تھا

"ہم بھی آپ لوگوں کی طرف ہی آنے کا سوچ رہے تھے" سب بیٹھ گئے تو بہروز صاحب نے کہا تھا

"آپ کے بیٹے نے بھی ہمارے بیٹے کی طرح اک ہی بات کی رٹ لگائی ہوگی مجھے اپنے دوست سے ملنا ہے" حبیب اللہ صاحب کی بات پہ سب ہنس دیے تھے

"بس کیا کریں انکل دوستی ہی بہت ہے" معیز نے دانت دکھاتے کہا تھا پھر سب گپ شپ میں مصروف ہو گئے جبکہ زرمینہ کو فیضان اور ریحان اپنے ساتھ اوپر اپنے کمرے میں لے گئے تھے معیز کا سارا دھیان ان کی طرف ہی اٹکا ہوا تھا پھر تھوڑی دیر بعد معیز بھی فون لانے کا بہانہ کر کے اوپر چلا گیا جسے کوئی اور سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو لیکن ریان سمجھ گیا تھا اس نے اک گھوری سے بھی نوازا تھا لیکن اس گھوری کا اثر کسے ہونا تھا

وہ جلدی سے سیڑھیاں پھلانگ کے اوپر گیا تھا اس کا رخ اپنے کمرے کی بجائے ان دونوں کے کمرے کی طرف تھا وہ کمرے میں داخل ہوا تو زرمینہ ان کی کسی بات پہ ہنس رہی تھی اسے دیکھتے ہی اک دم چپ کر گئی تھی

"چلو تم دونوں باہر چلو مجھے تمہاری بھابی سے بات کرنی ہے" اس نے دونوں پہ رعب جماتے انہیں وہاں سے نکل جانے کا کہا تھا

"پہلی بات یہ ہماری آپ ہیں بھابی نہیں اور دوسری بات ہم کیوں نکلیں آپ کو آپ کی ساتھ جو بات کرنی ہے ہمارے سامنے کریں" فیضان نے اس کے رعب کی ایسی بینڈ بجاتی کہ وہ بیچارہ شرمندہ ہو کہ رہ گیا اور زرمینہ اپنی ہنسی روکنے کے چکروں میں لال ٹماٹر ہو گئی تھی

"بھائی نہیں ہو یا رہا ہر چلے جاؤ پلیز تم لوگوں کے فیورٹ ریستورنٹ میں ڈنر کرواؤں گا اور ساتھ آئس کریم بھی کھلاؤں گا"

اس نے منت کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں آفر بھی کی تو دونوں نے اک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر ہاں کر دی

"بس پانچ منٹ اور ہماری آپنی کو تنگ کیا تو اچھا نہیں ہوگا" وہ اسے وارنگ دیتے باہر چلے گئے جبکہ وہ انہیں بس گھور کے رہ گیا تھا

"آپ کو بڑی ہنسی آرہی ہے کونسا لطیفہ سنایا گیا ہے یہاں" زرینہ کی دبی دبی ہنسی دیکھتے اس نے چڑ کر کہا تھا

"مجھ پہ زیادہ رعب جمانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ میں نے اپنے بھائیوں کو بلا لینا ہے باہر ہی کھڑے ہیں وہ" زرینہ نے اسے اپنے بھائیوں کی دھمکی دی تو اس نے جلدی سے مسکینوں والی شکل بنائی تھی

"اچھا یہ سب چھوڑیں بتائیں آپ نے مجھے مس کیا تھا؟" معیز نے اسے دیکھتے اشتیاق سے پوچھا تھا جس پہ زرینہ نے مسکراہٹ دباتے نفی میں سر ہلایا تو حیرت کے مارے معیز کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا

"میں کیوں کسی ٹھکر کی کو مس کروں گی میرے پاس اور کوئی کام نہیں ہے کیا؟" اس نے ناک سکوڑتے کہا تھا معیز نے اک دوپل اسے دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑتے اپنی طرف کھینچا وہ سیدھی جا کر اس سے ٹکرائی تھی

"کیا کہتی ہیں پھر دیکھانہ دوں آپ کو ٹھکر پن کی اک چھوٹی سی جھلک" معیز نے اس کے کان پہ جھکتے سرگوشی میں پوچھا تھا جبکہ وہ جواب دینے کے قابل کہاں تھی بس تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ ساکت سی اس کے حصار میں کھڑی تھی

"اب بولیں بھی" معیز نے کہا تو اس نے پلکیں اٹھا کے اک لمحے کو اسے دیکھا اور دوسرے ہی پل اس کے سینے پہ ہاتھ جماتے اسے دھکا دے کر وہاں سے بھاگ گئی تھی کیونکہ معیز کی گرفت بالکل ہلکی سی تھی

"ہائے میری ڈرپوک شیرنی" معیز نے سر میں ہاتھ پھیرتے مسکراتے ہوئے کہا اور ان کے کمرے سے نکل کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا پھر جان بوجھ کے تھوڑی دیر بعد واپس لاؤنج میں آیا تھا جہاں محفل ابھی بھی جلی ہوئی تھی

"بھئی اب تو ریان کی بھی بات چلائیں کہی ماشاء اللہ سے اب تو صاحب بہادر شادی کے قابل بھی ہو چکے ہیں" بہروز صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو معیز نے ریان کو کہنی ماری جو اب اس نے اسے گھوری سے نوازا تھا

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں لیکن صاحب بہادر ایس ایس جی میں جانا چاہ رہے ہیں اب اس کے بعد ہی کچھ سوچیں گے" حبیب اللہ صاحب کی بات پہ معیز چونکا تھا

"لالے تونے مجھے تو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا" معیز نے اسے شاکی نظروں سے دیکھتے کہا تھا

"تمہیں بتاتا کیسے مل ہی اب رہیں" ریان نے کہا تھا

"میں بھی تیرے ساتھ ایس ایس جی جوائن کر رہا ہوں اس کے بعد پھر شادی" معیز نے بھی جھٹ سے اپنا پلان ترتیب دیا تھا

"بیٹا جی اگر یاد ہو تو ہم نے گریجویشن کے بعد رخصتی کا کہا ہوا ہے اور اب آپ کو نئے شوشے سوجھ رہے ہیں" بہروز صاحب نے بظاہر تو سنجیدگی سے کہا لیکن ان کے لہجے کے پیچھے چھپی وار ننگ کو معیز نے محسوس کر لیا تھا

"کوئی بات نہیں بہروز صاحب کر لینے دیں انہیں اپنا شوق پورا اس کے بعد ان دونوں کی کوئی بات ہم نے نہیں سنی"

حبیب اللہ صاحب نے کہا تو بہروز صاحب نے مزید کچھ نہیں کہا تھا پھر اک بھر پور دن گزار کر ریان لوگ عصر کے بعد پشاور کے لیے روانہ ہو گئے تھے

پھر چھٹی ختم ہونے کے بعد دونوں نے اپنی یونٹ کے تھرو ایس ایس جی میں شامل ہونے کے لیے اپلیکیشن بھیجی تھی اس کے اوروہوتے دونوں کو سکریننگ ٹیسٹ کے لیے بلایا گیا تھا اس ٹیسٹ میں فزیکل ہیلتھ کے ساتھ مینٹل ہیلتھ کو بھی چیک کیا جاتا کہ آیا یہ انسان ایس ایس جی جوائن کرنے کے لیے فٹ ہے بھی یا نہیں

اس ٹیسٹ کو پاس کرنے کے والے ہی سلیکٹ ہوتے تھے اس کے بعد انہیں ٹریننگ کے لیے بلایا جاتا تھا ان دونوں نے ٹیسٹ پاس کر لیا تھا اور اب انہیں چراٹ (جو کہ خیبر پختون خواہ کا علاقہ ہے) جانا تھا جہاں ایس ایس جی کا ہیڈ کوارٹر تھا ایس ایس جی پڑھنے میں تو بڑا آسان لفظ لگتا لیکن اصل میں یہ بہت گھمبیر اور ٹف ہے ایس ایس جی کی ٹریننگ جنگلوں اور پہاڑوں کے میں دی جاتی اس ٹریننگ میں ہر طرح کا اسلحہ اور گاڑیاں چلائی سیکھائی جاتی اس کے علاوہ سچویشن کے لحاظ سے اپنا حلیہ بدلنا، ہر قسم کی لڑائی لڑنا، خالی ہاتھ لڑنا، ہتھیاروں کے ساتھ لڑنا غرض کہ اک ایس ایس جی کا اک اک کمانڈو فل پیکج ہے

مشن کے دوران اگر کبھی ایسے حالات ہوں کہ آپ کے پاس کھانے کے لیے کچھ بھی نہ ہو تو خود کو زندہ رکھنے کے لیے انہیں الاؤ ہے کہ انہیں جو بھی ملے وہ کھا سکتے ہیں

یہ سب سن کے پریشان تو ریان بھی ہوا تھا لیکن پھر کچھ کر جانے کا جذبہ اس پہ حاوی ہو گیا تھا جبکہ معیز صاحب تو جب سے سنا تھا تب سے صدمے میں بیٹھے ہوئے تھے

"یہ تم کونسے مراقبے میں چلے گئے ہو؟" ریان نے معیز کو کسی سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا تھا اس وقت وہ دونوں اپنی یونٹ میں تھے اپنا سامان پیک کر رہے تھے جانے سے پہلے دونوں نے اپنے گھر والوں کو بھی ملنا تھا اس لیے سامان پیک کرنے کے بعد پہلے معیز کے گھر جانا تھا پھر وہاں سے چراٹ کے لیے روانہ ہونا تھا

"یار مطلب کچھ بھی اب ہمیں زندہ رہنے کے لیے سانپ بھی کھانے پڑیں گے" جب سے اس نے سنا تھا یہ سنا تھا جب کچھ بھی نہ ملے آپ سانپ بھی کھا سکتے ہیں تب سے اس کا دماغ گھوما ہوا تھا

"یار معیز میں نے اک لگانی ہے تمہیں جب سب کچھ کر بھی لیتے ہو تو پھر ڈرامے کیوں کرتے ہو؟" ریان نے تپ کر کہا تھا "لا لے تجھے تو اللہ ہی پوچھے یہ نہیں تھوڑی تسلی ہی دے دو باتیں سنائی جا رہا ہے" معیز نے منہ بسورتے کہا تھا

"میری جان یہ ایس ایس جی ہے یہاں کمزور دل والوں کا کوئی کام نہیں ہے اس لیے یا تو اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹ جاؤ یا خود کو مضبوط بنالو" ریان نے اس کا کندھا تھپتھپاتے کہا تھا

"لا لے تو بھول رہا ہے میں بھی اک فوجی ہوں اور فوجی کی شان کے خلاف ہوتا ہے کہ وہ کسی چیز سے ڈر جائے انشاء اللہ میں تیرے ساتھ ہی کمانڈو بن کے آؤ گا" معیز بولا تو کہی سے بھی نہیں لگا کہ وہ معیز تھا بلکہ وہ پیور فوجی لگ رہا تھا

"انشاء اللہ" ریان نے بھی زیر لب کہا پھر دونوں پکینگ کر کے سی او کو رپورٹ کرنے لے بعد معیز کے گھر گئے وہاں سے سب کو ملنے اور ان سے دعائیں لینے کے بعد وہ پشاور کے لیے نکلے تھے

پشاور پہنچتے انہیں تقریباً پونے تین گھنٹے لگ گئے تھے پھر وہاں بھی دس منٹ بیٹھنے کے بعد وہ لوگ چراٹ روانہ ہو گئے تھے اگر ہائی وے سے جائیں تو پشاور سے چراٹ کا سفر اک گھنٹے اور چھتیس منٹ کا تھا

چراٹ پہنچتے انہوں نے ایس ایس جی کے ہیڈ کوارٹر میں رپوٹ کی پھر وہاں سے کلئیرینس حاصل کرنے کے بعد انہیں اس جگہ روانہ کر دیا گیا جہاں ٹریننگ دی جاتی تھی وہ جگہ اک جنگل تھی وہ وہاں چلے تو گئے تھے لیکن ان کی ٹریننگ کل سے سٹارٹ ہونی تھی اور یہ سفر یقیناً مشکلات سے اٹا ہوا تھا لیکن اک فوجی ان مشکلات کو چیلنج سمجھ کر فیس کرتا ہے

!!

جس جگہ ایس ایس جی کمانڈوز کو ٹریننگ دی جاتی وہ جگہ پہاڑیوں پہ مشتمل ہے اور وہ پہاڑیاں سطح سمندر سے قریباً چار ہزار چار سو سینتالیس فٹ اونچی ہیں انہوں نے مکمل اس جگہ کو اک سیٹ اپ دیا ہوا ہے

اس جگہ اینٹر ہوں تو سب سے پہلے آپ کو وہاں بڑا سا ایس ایس جی والوں کا لوگو نصب دکھے گا ایس ایس جی کا لوگو کچھ اس طرح کا ہے کہ اک سرکل کے مڈ میں چاقو ہوتا اور اس پہ اک ستارہ بنا ہوتا اور چاقو کی دونوں سائیڈز پہ آسمانی بجلی کا نشان ہوتا اور یہ لوگو ایس ایس جی والوں کے یونیفارم کے بازو پہ نصب ہوتا ہے

اس لوگو کے پیچھے بہت سی چھوٹی بڑی پہاڑیاں ہیں جن پہ کچھ نہ کچھ کندہ تھا کیونکہ پاکستان آزاد ہونے سے پہلے چراٹ کا یہ علاقہ سکھوں اور انگریزوں کے قبضے میں تھا مختلف ادوار میں مختلف فوجیں یہاں تربیت لیتی رہی ہیں لیکن پھر تقسیم برصغیر

کے بعد یہ جگہ پاکستان کے حصے میں آگئی تھی اور 1956 میں جب ایس ایس جی کو بنایا گیا تھا تب سے اب تک ایس ایس جی کی ساری ٹریننگ یہاں دی جاتی ہے اور یہاں آنے والے فوجی یہاں سے بہترین کمانڈو بن کر نکلتے ہیں

اس وقت وہ سب جنہیں ٹریننگ دی جانی تھی اک جگہ کھڑے تھے اور اک ٹرینر انہیں وہاں کے قاعد و ضوابط بتا رہے تھا "آپ سب اس وقت یہاں ایس ایس جی کی ٹریننگ کے لیے آئے ہیں اچھی بات ہے یقیناً آپ کے حوصلے بہت بلند ہیں لیکن ٹریننگ شروع ہونے سے پہلے میں آپ لوگوں کو اک بات بتا دوں کہ ایس ایس جی بچوں کا کھیل نہیں ہے کچھ لوگ تو ٹریننگ سے ہی ڈر کے بھاگ جاتے ہیں اگر آپ لوگوں نے ہمت ہارنی ہے تو پہلے ہی جاسکتے ہیں یہاں سے" انہوں نے کہہ کر سب کو دیکھا تھا جن کی گردنیں نامیں ہل رہی تھیں جس کا مطلب تھا وہ رہنا چاہتے ہی

"گڈ تو پہلے میں آپ سب کا تھوڑا انٹرو کروادیتا ہوں ایس ایس جی سے" سب کے جواب سے مطمئن ہوتے وہ آگے بڑھے

"ایس ایس جی کا قیام 23 مارچ 1956 میں ہوا تھا اسے ایس ایس جی کے ساتھ ساتھ مہرون بیرٹس بھی کہتے ہیں کیونکہ ایس ایس جی والوں کی بیرٹس (ایس ایس جی والوں کی مخصوص ٹوپی جو وہ سر پہ پہنتے ہیں) مہرون کلر کی ہیں ایس ایس جی پانچ چیزوں کے لیے ریسپونسیبل ہوتی ہے

Foreign internal defense, reconnaissance, direct action, counter terrorism
operations and unconventional warfare

ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد اگر وہ کسی مشن پہ جاتے ہیں تو وہ مشن انہی پانچ چیزوں پہ ہوتا ہے اور اک اور بہت امپورٹنٹ بات کہ ایس ایس جی میں بزدلوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے انڈر سٹینڈ " انہوں نے اپنی بات مکمل کرتے آخر میں ان سے سخت لہجے میں پوچھا تو سب نے یس سر کہا تھا

" اک اور مزے کی بات بتاؤ اگر کوئی ٹریننگ میں فیل ہو جائے تو اس سے نو مہینے روٹیاں پکوائی جاتی ہیں اور پھر انہیں واپس یونٹ میں بھیج دیا جاتا ہے " ان کی بات پہ وہاں موجود سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں

" اب آتے ہیں ٹریننگ کی طرف تو آپ کو ٹریننگ اس طرح دی جاتی ہے کہ آپ ہر حال میں سروائیو کر سکیں اگر آپ کو بغیر ہتھیاروں کے لڑنا پڑے تو بھی آپ لڑ سکیں اگر کبھی آپ کو اکیلے مشن میں بھیجنا ہو تو امید کی جاسکتی ہے کہ آپ اکیلے اسے پورا کر لیں گے " ادھر سے اُدگر چکر لگاتے وہ بول رہے تھے

" اک اور بات یہاں ہڈیوں کی مضبوطی بھی بہت اہم ہے اگر فائنل پریڈ سے اک دن بھی پہلے آپ کا پاؤں یا ٹانگ میں فریکچر ہو جائے تو آپ کمانڈو کا بیج حاصل نہیں کر سکتے اس لیے بی کیر فل " انہوں نے کہا تو سب کی سانسیں اک پل کو اٹک گئی تھیں یعنی اتنا کچھ کرنے اور سہنے کے بعد خدا نخواستہ اگر فریکچر ہو جائے تو وہ کمانڈو بن ہی نہیں سکیں گے

" آپ سب بھی سوچ رہیں ہوں گے سر ڈرارہے ہیں لیکن میں ڈرا نہیں رہا حقیقت بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو آگے جا کر کوئی پریشانی نہ ہو " انہوں نے سب کی اڑی اڑی رنگت دیکھ کر کہا تھا

" ہمیں تو ابھی سے پریشانی شروع ہو گئی ہے آگے جا کر تو پتہ نہیں کیا ہو گا " وہ معیز ہی کیا جو زیادہ دیر تک چپ رہ سکے اس نے ریان کی طرف جھکتے سرگوشی کی تھی اور ریان نے ہمیشہ کی طرح اسے گھوری سے نوازا تھا

"اس کے علاوہ جیسے پی ایم اے میں آپ کو کیڈٹ کہا جاتا تھا یہاں آپ کو ریکروٹ کہا جائے گا اور ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد آپ کمانڈو کہلائے گے" ٹرینر نے انہیں ٹریننگ کے ٹائم پریڈ میں دیے جانے والے نام سے آگاہ کیا تھا جس پہ سب نے سر ہلایا تھا

"چلیں میری طرف سے بیسٹ آف لک اور وہ جو سامنے چٹان نظر آرہی ہے اس کی طرف جائیں آپ سب" انہوں نے سامنے نظر آتی اک پہاڑی جسے چٹان کی طرح تراشا گیا تھا اس طرف اشارہ کرتے کہا تو سب اس طرف بڑھ گئے تھے

"چلیں بھی آج سے ہماری بربادی کا آغاز ہوا اب نہ دن کا ہوش رہے گا نہ رات کا" معیز نے اک لمبی سانس بھرتے کہا اور سب کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا

ٹرینر کی بتائی ہوئی جگہ پر وہ پہنچے تو وہاں اک کافی لمبی اور چوڑی چٹان تھی جس پہ جگہ جگہ کھڑکیوں کی طرح کے روشن دان بنے ہوئے تھے ایس ایس جی والوں نے اس جگہ کو ریسپیلنگ کے لیے تیار کیا ہوا ہے

"جی توجو انو آپ کی ٹریننگ کا آغاز ریسپیلنگ ایکسرسائز سے کرتے ہیں اس ایکسرسائز میں بیسیکل آپ کو کرنلہ ہوتا ہے کہ آپ کو پہلے خفیہ رستوں سے اس چٹان کے بالکل اوپر جانا ہے آپ کو ساتھ میں کچھ رسیاں بھی دی جائیں گی اوپر جا کر آپ کو رسی کا اک سر اور رخت کے ساتھ باندھنا ہے اور دوسرا خود کے ساتھ اور خاموشی سے نیچے آنا ہے اور سپوز یہ کرنا ہے کہ ان کھڑکیوں کے پیچھے دشمن ہیں اور ان پہ اٹیک کرنا ہے کھڑکی پہ جب آپ نے پاؤں ماریں گے تو شیشہ ٹوٹ جائے گا اور اس کے ٹوٹتے ہی آپ کو فائرنگ سٹارٹ کر دینی ہے ایس ایس جی والوں کو مشن اسائن کیے جاتے ہیں وہ زیادہ تر وزیرستان

اور سوات وغیرہ کے ہوتے ہیں اور وہاں دہشت گرد ایسے ہی مورچے بنا کر رہتے ہیں تو یہ ایکسپلورر اس لحاظ سے بہت یوز فل ہوتی ہے " وہ سب نہایت ہی انہماک سے ٹریزر کی باتیں سن رہے تھے اور ساتھ ذہن میں اچھی طرح بیٹھا رہے تھے " اک ٹائپ تو ہی گی یہ دوسری ٹائپ میں آپ کو رسی کا اک سر اور خت سے باندھنا ہے لیکن خود سے نہیں اور اک ہاتھ میں رسی کو پکڑ کر اور دوسرے ہاتھ میں رائفل پکڑ کے آپ کو فائر کرتے ہوئے تیزی سے بھاگتے نیچے آنا ہے اور یہ ایکسپلورر تقریباً آدھے گھنٹے پہ مشتمل ہوتی ہے " انہوں نے مزید اس ایکسپلورر کے بارے میں بتایا تھا

" میں نے جو بتانا تھا وہ بتا دیا ہے کوئی ڈاؤٹ ہو تو پوچھ سکتے ہیں " انہوں نے آخر میں سب سے پوچھا تو انہوں نے نو سر کہا تھا " چلیں پھر شروع ہو جائیں بیسٹ آف لک " تھمب اپ کا اشارہ کرتے انہوں نے سب کو اوپر جانے کا کہا تو سب تیزی سے چٹان کے پیچھے گئے اور تیزی سے climbing کرتے ہوئے اوپر گئے تھے یہ چیز آرمی میں بھی سکھائی جاتی ہے اس لیے مشکل نہیں پیش آئی تھی انہیں

چٹان کے اوپر جا بجا درخت لگے ہوئے تھے انہیں دو دو کر کے ایکسپلورر کرنی تھی وہ پہلے درخت کے ساتھ رسی باندھتے اور پھر خود سے اور ٹریزر کے بتائے گئے طریقے کے مطابق ایک کرتے اس کے بعد پھر فائرنگ کرتے بھاگتے ہوئے نیچے آتے تھے آج پہلا دن ہونے کی وجہ سے ہر چیز بالکل پرفیکٹ تو نہیں تھی لیکن بری بھی نہیں تھی

ایکسپلورر کے اینڈپہ دو جوان پاکستان اور ایس ایس جی کا جھنڈا لہراتے نیچے آئے تھے یہ چراٹ سینٹر کارول تھا کہ ایکسپلورر کے اینڈپہ پاکستان اور ایس ایس جی کا جھنڈا لہرایا جائے

اس ایکسرسائز کے بعد باری آتی ہے جوڈو کی اس کے لیے اک کمپلیکس تھا جہاں سیلف ڈیفنس کے ساتھ جوڈو کے مختلف کرتب سیکھائے جاتے ہیں اس کمپلیکس کا نام "unarmed combat complex" ہے

یہاں سیکھایا جاتا کہ دشمن سے ہتھیار کیسے چھیننا ہے اس پہ حملہ کیسے کرنا ہے اگر آپ کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو لڑنا کیسے ہے اپنا دفاع کیسے کرنا ہے اس کے علاوہ یہاں طاقت کا مظاہرہ بھی کیا جاتا ہے

کمپلیکس میں پہنچنے کے بعد وہ سب تین چار قطاریں بنا کر بیچ میں اچھا خاصہ فاصلہ رکھتے وہ کھڑے ہو گئے تھے پہلے ان کے ٹرینرز نے انہیں کچھ موز بتائے تھے جن پہ انہیں پریکٹس کرنی تھی اور وہ موز کچھ یوں تھے

ان سب نے بیٹھنے کے سٹائل میں کھڑے ہو کر اپنا سارا وزن پاؤں پہ ڈالا تھا اک ہاتھ آگے اور اک تھوڑا سا پیچھے تھا پھر انہوں نے تیزی سے ہاتھ آگے پیچھے کیے تھے جیسے کراٹے کھیلتے کرتے ویسے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ٹرکس تھیں اس کے بعد پھر وہ سیکھاتے کے خالی ہاتھ کیسے لڑنا ہے اس کے لیے وہ ساری ٹرکس یوز کرتے جو انہوں نے جوڈو میں سیکھی ہیں

پھر دشمن سے ہتھیار کیسے چھیننا یہ سیکھایا جاتا ہے سپوز کہ دشمن سامنے کھڑا ہے اور اس کی پیٹھ آپ کی طرف ہے تو آپ نے خاموشی سے جانا اور اسے ٹانگوں سے پکڑ کے نیچے گرانا ہے اور اس کے سنہلنے سے پہلے اس کی گن پکڑ کے اس پہ تان لینی ہے اور اگر آپ ہتھیار ہیں اور دشمن آپ کو یرغمال بنا رہا تو پہلے آپ خاموشی سے چلتے رہیں پھر اک دم سے پیچھے پلٹتے جلدی سے اس سے گن چھینتے اس پہ تان اس کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقے سکھائے جاتے

شروع میں تھوڑے آسان سیکھائے جاتے لیکن جوں جوں ٹریننگ آگے بڑھتی جاتی ہے توں توں ہر چیز ٹف سے ٹف ہوتی جاتی ہے

طاقت اور پھرتی کے مظاہرے میں دو لوگ ہاتھوں میں ٹائلز وغیرہ لے کے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ ٹائلز تقریباً اپنے سر کے برابر میں رکھتے ریکروٹس اک اک کر کے ان ٹائلز کو جمپ مارتے ہوئے ہاتھ اور پاؤں سے توڑتے ہیں سٹارٹ میں انہیں تھوڑا مشکل ہوتا لیکن بعد میں وہ ایکسپرٹ ہو جاتے اس کے علاوہ کمانڈوز کے درمیان مختلف گیمز بھی کروائی جاتی ہیں

سارادن بزی رہنے کے بعد پھر شام کو انہیں پیٹرونگ کے لیے جانا تھا اس سے پہلے انہیں کچھ کھانے کا بھی انتظام کرنا تھا اس کام کے لیے انہوں نے زمین میں گڑھے سے کھودے ہوتے اور گھڑے کے درمیان میں اک سریا سا لگا ہوتا اور ان گڑھوں میں کونلے دھکائے ہوئے ہوتے ہیں اور ان گھڑوں کے اوپر لوہے کا اک دروازہ سا لگایا ہوتا ہے پیٹرونگ پہ جانے سے پہلے انہوں نے جو بھی بنانا ہوتا اسے مرچ مصالحہ لگا کے اس سریے پہ لگا دیتے تھے اور دروازہ بند کر کے اوپر مٹی ڈال دیتے تھے جب واپس آتے تب تک وہ چیز تیار ہوتی تھی اور کمانڈوز آکر اسے نکال کر روٹی کے ساتھ کھا لیتے تھے اور روٹی بھی وہ خود بناتے تھے

اس وقت وہ پیٹرونگ پہ جانے کے لیے تیار تھے لیکن اس سے پہلے کچھ پکنے کے لیے رکھ کے جانا تھا وہاں کا کمانڈو جو کمانڈو کے ساتھ ساتھ چراٹ سینٹر کا کک بھی تھا اس نے ڈبے میں سے اک سانپ نکالا اور اسے زمین پہ رکھا اور اک لکڑی لے

کر سانپ کے سر سے تھوڑا سا پیچھے رکھی اور سانپ کا سر کاٹ کے پھینک دیا چونکہ سانپ کا سارا زہر اس کے منہ میں ہوتا ہے وہ کٹ جانے کی وجہ سے سانپ پھر زہر یلا نہیں رہتا

اس کے بعد اس نے بڑی ہی ماہرانہ انداز میں سانپ کی کھل اتاری تھی سب کے سب ریکروٹس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے پھر اس نے وہ سانپ جا کر سر یے پہ لٹکایا اور گڑھا بند کر دیا اس کے بعد پھر اک مرغی پکڑی اور اسے دانتوں سے ذبح کیا یہ دیکھ کر وہ سب بے ہوش ہونے کے قریب ہو گئے تھے سانپ کی طرح اس کے بھی پنکھ وغیرہ بھی اتار اس کی بھی کھل اتار کے اسے بھی اسی طرح گڑھے میں رکھ کے دروازہ بند کر کے مٹی ڈال دی تھی

"لالے مجھے نکال یہاں سے میں یہاں رہا تو شہید یا غازی کی بجائے پاگل ہو کر نکلوں گا" معیز روہانے لہجے میں ریان کے کان کے پاس منمنایا تھا

"ٹھیک ہے پھر بزدل کا ٹھپہ لگو اے اور نو مہینے روٹیاں پکا کے واپس یونٹ میں چلنے جانا" ریان نے کہا تو معیز چپ کا چپ اپنی جگہ پہ کھڑا ہو گیا کیونکہ اک فوجی ہو کے بزدلی کا ٹھپا وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا

پھر وہ سب پیٹرولنگ کے لیے چلے گئے تھے کافی دیر بعد واپس آئے تو ان کی ڈشز تیار تھیں پھر سب نے مل کے روٹیاں بنائی تھیں اور سب کچھ اک جگہ سیٹ کر کے وہ سب کھانے کے لیے بیٹھ گئے تھے جو پہلے کمانڈوز تھے وہ تو بغیر جھجکے کھا رہے تھے لیکن جن کا پہلا پہلا سن تھا وہ سب کے منہ فیکھ رہے تھے

"کیا بات ہے آپ سب لوگ کھا کیوں نہیں رہے؟" اک میجر نے انہیں دیکھتے پوچھا تھا

"سسس" سروہ سانپ نہیں کھایا جائے گا" معیز دھیمے سے بولا تھا

"ہمیں کوئی شوق نہیں ہے آپ لوگوں کو کھلانے کا یہ ٹریننگ کا حصہ ہے اگر کبھی آپ کو مشن کے دوران یہ سب کچھ کھانا پڑ جائے تو جو یہ جو آپ کی جھجک ہے اس کے بغیر آپ کھا سکیں سمجھے آپ اور اب چپ کر کے کھائیں ورنہ ہمارا کھلانے کا طریقہ آپ کو پسند نہیں آئے گا" میجر کی بات سن کے وہ جلدی سے کھانے کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور زہر مار کے چند نوالے لگائے تھے

"ہاں تو جو انو ہوئی جھجک ختم؟" کھانے کے بعد میجر نے ان سے پوچھا تو سب نے مرے مرے انداز میں یس سر کہا تھا "اونچا بولیں آپ کی آواز سے ایسا لگ رہا ہے کوئی فوجی نہیں بلکہ کوئی مردہ بول رہا ہے" میجر کے کرخت لہجے پہ سب نے اونچی آواز میں یس سر کہا تھا پھر سب سونے کے لیے لیٹ گئے تھے جبکہ دو جوانوں نے پہرے پہ کھڑے ہونا تھا دو تین گھنٹوں کت بعد ان کی جگہ کوئی اور دو جوان دیتے اس طرح یہ پوری رات ایسے ہی چلنا تھا "یار لالے یہاں آکر تو لگتا ہے کہ ہم کسی اور ہی سیارے پہ پہنچ گئے ہیں" اس وقت وہ دونوں لیٹے ہوئے چاند کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک معیز بولا تھا "میری جان ایسے ہی تو پاکستانی کمانڈوز کو دنیا کا نمبر ون کمانڈو نہیں مانا جاتا یہاں زیادہ پسینہ بہائیں گے تو آگے جا کر خون کم بہے گا" ریان نے کہا تو معیز نے سر ہلایا تھا

"ہائے اس چاند کو دیکھ کر مجھے اپنا چاند یاد آ گیا ہے" معیز نے اک دم سے اپنی ٹون چیخ کی تھی اس کا اشارہ زرمینہ کی طرف تھا

"تجھے شرم نہیں آتی اپنے سالے کے سامنے ایسی بکواس کرتے ہوئے؟" ریان نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تھا

"لا لے تو اس وقت میرا دوست ہے سالا نہیں اس لیے میں اپنے دل کی ہر بات تجھ سے سنیر کر سکتا تو چپ کت کے سن لیکچر نہ جھاڑ" معیز کی بات پہ ریان ہنس پڑ رہا تھا

"تجھ سے نہیں جیت سکتا میں" ریان نے ہنستے ہوئے کہا تو معیز نے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے اک اعزاز کی طرح قبول کیا تھا پھر دونوں ہی آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگے پہرے کی اگلی باری ان دونوں کی بھی ہو سکتی تھی اس لیے نیند لینا ضروری تھا

!!

اگلے دن کا آغاز بھی کل والی ٹریننگ سے ہوا تھا جو ڈو کے بعد انہیں دشمن کا علاقہ کیسے کلیر کرتے ہیں اس بات کی ٹریننگ دی جانی تھی اس مقصد کے لیے بھی انہوں نے پورا سیٹ اپ تیار کیا ہوا تھا انہوں نے دہشت گردوں کا اک کمپاؤنڈ بنایا ہوا تھا جس کی لوکیشن کچھ اس طرح کی تھی کہ کمپاؤنڈ کے بالکل سامنے اک چھوٹی سی ندی ہے اور اک طرف گھنا جنگل ہے اور اس کے ساتھ ہی اک پہاڑی ہے اور اک طرف مشکل رستے ہیں جس سے کمانڈوز کو کمپاؤنڈ کی طرف آنا ہوتا ہے اور کمانڈوز کو اس کمپاؤنڈ کو ٹیک اور کرنا ہوتا ہے

کچھ ایسے ہی حالات ہوتے ہیں جب وہ مشن پہ جاتے ہیں اس لیے کمانڈوز کو تربیت ہی اس طرز پہ دی جاتی ہے کہ انہیں مشن کے دوران کوئی مشکل پیش نہ آئے اگر آئے بھی تو وہ اسے اچھے سے ہنڈل کر سکیں اور اپنے مشن کو کامیاب بنا سکیں ان کے ٹرینر نے انہیں سارا کچھ سمجھانے کے بعد انہیں اس کمپاؤنڈ کی طرف جانے کا اشارہ کیا تھا جس کے بعد وہ مختلف رستوں سے ہوتے ہوئے خاموشی سے کمپاؤنڈ کی طرف بڑھ گئے تھے کمپاؤنڈ کے دروازے کے آگے کھڑے دو دہشت

گردوں کو دیکھ کے دو کمانڈو بالکل خاموشی اور احتیاط سے آگے بڑھے تھے اور اک ہاتھ ان کے ہونٹوں پہ جماتے اور دوسرے تھوڑی پہ جماتے اک جھٹکے سے گردن مروڑ دی تھی اور یہ بس ایکٹنگ تھی کیونکہ وہ اصلی دہشت گردی تھوڑی تھے

گیٹ کلیر کرتے باقی سب کو بھی انہوں نے آگے آنے کا اشارہ کیا تھا پھر ان کا ٹیم لیڈر بندوق لے کر آگے بڑھا اور اس کے پیچھے پیچھے پوری ٹیم تھی کمپاؤنڈ کے اندر انہوں نے مختلف جگہوں پہ ٹارگٹ سیٹ کیے ہوتے انہیں دہشت گرد سمجھ کے انہوں نے ان پہ فائرنگ کی تھی پھر اسی طرح کمپاؤنڈ میں موجود تمام کمرے کلیر کیے تھے اور وہاں موجود دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کے بعد مشن مکمل ہوتے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے وہ واپس سینٹر کی طرف بڑھ گئے تھے اس کے بعد وہ اس جگہ کی طرف چلے گئے جہاں مختلف ہرڈلز نصب تھیں تعداد میں وہ انیس تھیں اور ان ہرڈلز کو بس آٹھ منٹ میں عبور کرنا ہوتا ہے اس کو اسلٹ کورس کہتے ہیں یہ کورس آٹھ ہفتوں پہ مشتمل ہوتا ہے اگر آخری دن تک کوئی انہیں کلیر نہ کر پائے تو وہ کورس سے ڈس کو ایفائیڈ ہو جاتا ہے

اس چیز کے بعد انہیں سروائیول سکلز سیکھانی جانی تھی کہ اگر کبھی مشن کے دوران اگر آپ کبھی ایسے جگہ پھنس جائیں جہاں پہ آپ کو کھانے کے لیے کچھ بھی دستیاب نہ ہو تب آپ خود کو کیسے وہاں زندہ رکھ سکتے ہیں اس کے لیے انہیں الاؤ کیا جاتا تھا کہ وہ سانپ مینڈک اور کچا گوشت بھی کھا سکتے ہیں اس کے علاوہ کسی بڑے جانور کو بھی وہ کھا سکتے ہیں اور اگر پینے کے لیے کچھ بھی نہ ملے تو کسی بھی جانور کا خون پی سکتے ہیں

یہی بات ہے کہ ایس ایس جی کمانڈو کی ٹریننگ کو مشکل ترین ٹریننگ کہا جاتا ہے اس دوران کمانڈوز کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن جب وہ یہ مشکلیں کاٹ لیتے ہیں اور ٹریننگ مکمل ہو جاتی ہے تو یہ کمانڈو اپنے آپ کو جن تصور کرتے ہیں جن کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا

سروائیول سکمز کے پہلے مرحلے میں سیکھایا جاتا ہے آپ کو شکار کیسے ڈھونڈنا کیونکہ جنگلوں بیابانوں میں شکار ڈھونڈنا آسان نہیں ہوتا کوئی بھی مشکل کسی بھی وقت آپ کے سر پہ آسکتی ہے اس لیے ان سب کے لیے کمانڈوز کو پہلے ہی تیار کیا جاتا ہے جو جگہ سروائیول سکمز کے لیے مختص اس کے شروعات پہ اک وارنگ لکھ کے درخت پہ چپکائی گئی تھی جس پہ لکھا تھا

"Enter at your own risk"

جس کا مطلب تھا کہ یہاں پہ ضرور کوئی نہ کوئی ٹریپ تھا اور انہیں اس سے بچ کے اپنے شکار تک پہنچنا تھا "جی تو جوانو جیسے کہ آپ دیکھ سکتے ہیں یہاں پہ وارنگ دی گئی ہے کہ اس جگہ پہ آپ اپنے رسک پہ داخل ہو سکتے ہیں اگر کبھی آپ دشمن کے علاقے میں پھنس جائیں اور کھانے کو کچھ نہ ہو آپ کے پاس تب آپ کھانے کے لیے کیسے کچھ تلاش کریں آپ نے ہر حال میں مشن کو مکمل کرنا ہوتا ہے اس لیے آپ کو خود کو زندہ رکھنا پڑتا ہے اور اس کے لیے کھانے کی تلاش میں نکلنا پڑتا ہے ظاہر سی بات ہے دشمن کا علاقہ ہو گا اور جگہ جگہ پہ آپ کو پھانسنے کے لیے جال بچھائے گئے ہوں بالکل اسی طرح یہاں بھی مختلف ٹریپس ہیں جن سے بچ کے آپ لوگوں نے شکار ڈھونڈنا ہوتا ہے یہ آپ کی فزیکل ٹریننگ کا حصہ نہیں ہے بس آپ کو ذہنی طور پہ تیار کیا جاتا ہے امید کرتا ہوں آپ لوگ کامیاب ہوں گے " ان کے ٹرینرز نے کہا تو سب نے پر جوش آواز میں یس سر کہا تھا

"ہاں اک اور بات یہ ٹریپس دشمن آپکو قابو کرنے کے لیے استعمال کر سکتا ہے اور آپ بھی ان ٹریپس کا استعمال کر کے دشمن کو پکڑ سکتے ہیں" ٹریپس نے انہیں تھوڑا مزید بتانے کے بعد ان کو اس ایریا میں جانے کا کہا تو سب اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اس ایریا میں گھس گئے تھے وہ ایریا کچھ یوں تھا دونوں سائیڈوں پہ درخت تھے اور درمیان سڑک ٹائپ رستہ تھا اور رستے کو درختوں کی شاخوں نے کور کیا ہوا تھا

وہاں جتنے بھی ٹریپس تھے وہ بہت باریک مگر مضبوط ڈوری سے جڑے ہوئے تھے اس ایریا میں داخل ہوتے سب سے پہلے جس ٹریپ کا سامنا انہیں کرنا تھا اس کا نام ڈیڈلی فال ٹریپ ہے اس ٹریپ میں درخت اک موٹے سے تنے کو جھاڑیوں سے کور کر کے اس اک درخت پہ رکھا جاتا ہے اس تنے کے ساتھ نوکیلی کوئی چیز بھی لگی ہوتی ہے اور وہ اک ڈوری سے بندھا ہوا ہوتا ہے اور ڈوری کی کو سائیڈ نیچے ہوتی اسے بھی جھاڑیوں کے ساتھ کور کیا ہوتا جوں ہی اس ڈوری کے ساتھ پاؤں لگتا ہے وہ تناسید ہا سر پہ آکر گرتا ہے

اس سے اگلے ٹریپ کو deadly swinging snare کہتے ہیں اس پہ بھی درخت اک موٹے سے تنے جس کا وزن ڈیڑھ سو کلو ہوتا ہے اس کو جھولے کے انداز میں درخت پہ پہلے فٹ کیا جاتا ہے اور تنے کو درخت پہ رکھ دیا جاتا ہے اسے بھی ڈوری سے باندھا جاتا ہے اور جھاڑیوں سے کور کیا ہوتا ہے اس ٹریپ کی ریٹخ دس میٹر کی ہوتی ہے اگر ڈوری سے پاؤں ٹچ ہو جائے تو نیچے آتے ہی وہ درخت کا تنا جھولے کے انداز میں آگے پیچھے ہونے لگتا ہے

اسی طرح کے کچھ اور ٹریپس بھی تھے جس سے کمانڈوز کو ملایا جانا تھا اور اس ایریے کو کلئیر کرتے ہوئے کمانڈوز کو بغور نیچے دیکھ کر چلنا ہوتا ہے ورنہ ان کی جان جانے کا بھی خدشہ ہوتا ہے

اس مرحلے کو سر کرنے کے بعد اسی چیز کا دوسرا پارٹ سیکھایا جاتا ہے کہ شکار ڈھونڈنے کے بعد کمانڈو اسے زنج کیسے کرتے ہیں مثال کے طور پہ اگر کمانڈو کوئی مرغی پکڑتا ہے تو اس کو زنج کرنے کے تین طریقے ہیں پہلا یہ کہ مرغی کو پکڑ کے اس کی گردن کو انگلیوں میں دباتے ہیں اور پیچھے سے اسے پروں سے پکڑتے ہیں اور اک زوردار جھٹکا دینے سے اس کی گردن ٹوٹ جاتی ہے

دوسرے طریقے میں مرغی کو زمین پہ رکھ کہ اس کے پروں کو ٹائٹلی پیروں کے نیچے دبایا جاتا ہے اور اک سٹک لے کر اس کی گردن پہ رکھ دی جاتی ہے پھر پر عس سے پاؤں اٹھا کے سٹک پہ رکھتے ہیں اور پیچھے پروں کو اتنی زور سے کھینچتے ہیں کہ اس کا سر اس کے دھڑ سے الگ ہو جاتا ہے

تیسرا اور سب سے cruel طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو مرغی کے دونوں پروں کو ہاتھ میں دبائیں اس کی گردن کو آگے کھینچ کے تھوڑا سا مروڑیں اور اس کی گردن کے بالکل پاس اپنے دانت اس کی گردن پہ رکھیں اور آگے سے گردن اعر پیچھے سے پورے زور سے اک دوسرے کے مخالف کھینچیں تو اس کی گردن اس کے دھڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے یہی طریقہ سانپ اور مینڈک پہ بھی اپنائے جاتے ہیں یہ سب دیکھ کے کسی اور کا تو پتہ نہیں لیکن معیز کی حالت خراب ہو گئی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ یہ کیسے کرے گا لیکن اسے کرنا پڑنا تھا اور اس نے کیا بھی تھا

"یہ ایس ایس جی تو ہم سے پتہ نہیں کیا کیا کروا رہی ہے" معیز ریان کے کان کے پاس بڑبڑایا تھا جس کا ریان نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا تھا کیونکہ اب وہ اس کی فضول گوئی کا عادی ہو چکا تھا اپنی بات کے انور ہونے پہ معیز صرف منہ ہی بسورسکا تھا اور پھر سے ٹریننگ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا

ایس ایس جی والوں نے سروائیول کا اک پورا چارٹ بنایا ہوا تھا survival کے ہر ایلفا بیٹ پہ ٹریننگ کے لحاظ سے اک ٹرم بنائی ہوئی تھی اور یہ چارٹ سارے جوانوں کو ٹریننگ کے دوران پڑھایا جاتا ہے وہ چارٹ کچھ یوں ہے

S. Size up the situation

U. Use all your skills

R. Remember where you are

V. Vanquish fear & panic

I. Improvise

V. Value living

A. Act like the natives

L. Live by your wits

چراٹ سینٹر میں اک جگہ ایسی بھی تھی جو کہ اک غار کی طرح ہوتی ہے یہ کافی گہری تھی نیچے جانے کے لیے سیڑھیوں کا استعمال کیا جاتا ہے یہ بھی ٹریننگ کا اک حصہ ہے اگر کبھی غلطی سے کمانڈو دشمن کے ہاتھ لگ جائے تو لازمی دشمن ان سے ملک کے راز اگلوانے کی کوشش کرے گا اس صورت میں کمانڈو کیا کرنا ہوگا

ٹریننگ کے اس حصے میں کمانڈوز کو کچھ معلومات دی جاتی ہیں اور پھر انہیں اس غار میں لے جایا جاتا ہے اور ان کے دونوں ہاتھ اوپر کر کے باندھ دیے جاتے ہیں اور آنکھوں پہ بھی پٹی باندھ جاتی ہے اور پھر ان پہ کوڑے برساکے ان سے پوچھا جاتا ہے جو بھی معلوم ہے بتا دو اور یہی سے ان کی برداشت کا امتحان شروع ہوتا ہے

ہنٹر پہ نہ بتائیں تو پھر انہیں ہر طرح سے ٹارچر کے پوچھا جاتا ہے لیکن وہ اپنی ٹریننگ کے دوران اتنے سخت ہو گئے ہوتے ہیں کہ کچھ بتانے کی بجائے ڈھٹائی سے ہنستے اور یہ چیز دشمن کو بھڑکانے کے لیے کافی ہوتی ہے

یہاں کافی مضبوط لوگ بھی آتے ہیں اور کمزور بھی لیکن اکثریت یہاں ڈھیٹ لوگوں کی پائی جاتی ہے جو کہ ہر ٹارچر سہنے کے بعد بھی منہ نہیں کھولتی بلکہ اگلے کو چڑانے میں بھرپور رول ادا کرتی ہے

لیکن یہ سارا ٹارچر برداشت کرنا بھی ہمت و حوصلہ کا کام ہے پہلے ہنٹر استعمال کرتے وہ بھی کام نہ آئے تو پاؤں پہ ڈنڈے برساکے نمک چھڑکا جاتا اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ اگر یہاں رعایت کر بھی دیں تو دشمن کے ہاتھ لگو تو وہ نہیں کرتے راز اگلوانے کے لیے وہ ہر حد تک جاتے ہیں

پاؤں کے تلوں پہ ڈنڈے برسائے جاتے ہیں جب وہ زخم سے بھر جائیں تو ان پہ نمک ملا جاتا ہے تب بھی نہ مانیں تو ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن اداھیڑ کے ان پہ نمک لگایا جاتا ہے پھر شرٹ اتروا کے الٹا لٹا کے بھاری برف کی سل رکھی جاتی ہے اور اس ٹارچر کی آخری حد الیکٹرک شاخس ہوتے ہیں اس لیے ہر کمانڈو ہر فوجی کو پہلے ہی اس کے لیے تیار کیا جاتا ہے

اس کے علاوہ اکثر انہیں کوئی کام لیٹ کرنے پہ سزا کے طور پہ کئی کئی گھنٹے پانی میں کھڑا رہنا پڑتا تھا اور یہ سب ان کی قوت برداشت کو بڑھانے کے لیے کیا جاتا ہے اک فوجی کا اولین مقصد اپنے وطن کی سرحدوں اور اپنے وطن کے رازوں کی

حفاظت کرنا ہوتا ہے اور اس لیے اک فوجی جب وردی پہنتا ہے تو وطن کی مٹی سے اس کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے اور اسی وعدے کو نبھاتے نبھاتے یا تو وہ شہید ہو جاتا ہے یا غازی بن جاتا ہے کوئی بیچ کا رستہ وہ کبھی چنتا ہی نہیں

سروائیونگ سکڑ کی ٹریننگ کے دوران اک ایسا مرحلہ بھی آتا ہے جس میں کمانڈو کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر انہیں پانی میں پھینک دیا جاتا ہے اس بات کو ٹیسٹ کرنے کے لیے کہ وہ خود کو کیسے بچاتے ہیں اور کنارے تک آتے ہیں

اس کے علاوہ کمانڈوز کو چھتیس میل پیدل مارچ بھی کرنی ہوتی ہے وہ بھی صرف بارہ گھنٹوں میں اور اور پانچ میٹر فل ملٹری گئیر کے ساتھ دوڑنا ہوتا ہے یہ ٹریننگ اس لیے کروائی جاتی ہے کہ کمانڈوز ہر لحاظ سے ایکٹور ہیں یہ نہ سوچیں کہ اک سے بڑھ کے گاڑی ہے تو پیدل مارچ ہوگی ہی نہیں

ایس ایس جی ٹریننگ کا اک اور حصہ جو کہ بہت صبر آزما ہوتا ہے وہ اک شہر سے دوسرے شہر پیدل سفر کرنا ہوتا ہے جس میں کمانڈوز پشاور سے چراٹ تک کا سفر پیدل کرتے ہیں جو کہ تقریباً ستر کلو میٹر تک بنتا ہے یہ سفر کمانڈوز کو تیس کلو گرام ملٹری گئیر کے ساتھ طے کرنا ہوتا ہے

ٹریننگ کے دوران اک خطرناک مرحلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کمانڈوز کو اک خطرناک کتے کے منہ سے ہڈی چھیننی ہوتی ہے اس مرحلے کا مقصد کمانڈوز کو یہ بات سیکھانا ہوتا ہے کہ دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے وہ چاہیں تو کچھ بھی کر سکتے ہیں اپنے ملک کی حفاظت کے لیے ہر حد پار کر سکتے ہیں

آج انہیں میپ نیوگیٹیشن کے لیے جنگل میں جانا تھا وہ سب وہی جانے کی تیاری کر رہے تھے جبکہ معیز بیٹھا سب کو تیار ہوتے دیکھ کر کچھ سوچ رہا تھا

"کیا بات ہے جانا نہیں تونے؟ کیا سوچ رہا ہے؟" ریان نے اسے چپ بیٹھے دیکھ کر پوچھا تھا

"جانا ہے یار کیوں نہیں جانا یہ چھوڑ ہی نہ جائیں مجھے یہاں اور سوچ رہا تھا نصرت فتح علی خان کا وہ گانا کیا خوب جمتا ہے ہم پہ" معیز نے منہ بسورتے کہا تھا

"کونسا؟" ریان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا

"وہی"

سوچتا ہوں کہ وہ کتنے معصوم تھے

کیا سے کیا ہو گئے دیکھتے دیکھتے

اس گانے پہ ہم بیٹھتے ہیں بس وہ کی جگہ ہم لگالو" معیز پہلے ہلکے گنگنایا تھا اور پھر اگلی بات کہی تھی

"کچھ نہیں ہو سکتا تیرا اب اٹھ جا اور تیاری کر اس سے پہلے سینئر آئیں اور تیری درگت بنے" ریان نے کہا تو معیز بھی منہ

بناتے تیاری کی طرف متوجہ ہو گیا تھا

میپ نیو لیکیشن کے لیے بنیادی چیزیں پہلے ہی کمانڈوز کو سیکھائی جاتی ہیں اور جنگل میں جا کر انہیں ان کی مطلوبہ جگہ کا بتا کر انہیں تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ٹائم کی بھی ڈیڈ لائن دے دی جاتی تھی کہ اتنے وقت میں انہیں مطلوبہ جگہ پہ پہنچنا ہے

اگر آپ نے اپنی مطلوبہ جگہ پہ پہنچنا ہو تو آپ کو اپنی نار تھ سائیڈ کا معلوم ہونا ضروری ہے اگر نار تھ کا پتہ ہو گا تو باقی سمتیں بھی معلوم ہو جائیں گی اور مطلوبہ جگہ پہ پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے لیکن جنگل میں سمت کا کیسے پتہ چلے اور یہی جو چیزیں آپ کو سیکھائی جاتی ہیں ان کا امتحان ہوتا ہے کہ انہوں نے کتنا سیکھا اور کتنا یاد رکھا ہے

جنگل میں نار تھ کا پتہ سورج سے چلے گا اگر رات ہے تو چاند سے چاند نہیں نکلا تو ستاروں سے اگر ستارے نہیں ہیں تو جنگل میں موجود کسی بھی پھل سے اگر پھل نہیں ہے تو کسی درخت کا پتہ لیں اور اسے جو ہڑ کے پانی میں رکھیں اور اس کے اوپر سوئی یا باریک لوہے کی کوئی چیز رکھیں تو آپ کو نار تھ کا پتہ چل جائے گا

اس ٹیسٹ کو پاس کرنے کے بعد کمانڈوز کو پیراشوٹ ٹریننگ کے لیے لے پیراشوٹ ٹریننگ سکول لے جایا ہے یہ ٹریننگ اک ماہ پہ مشتمل ہوتی ہے پہلے یہاں کمانڈوز کو ٹریننگ دی جاتی ہے پھر ٹریننگ کے بعد جمپ کے لیے لے جایا جاتا ہے جہاں کمانڈوز کو جہاز یا ہیلی کاپٹر سے پیراشوٹ سمیت دھکا دیا جاتا ہے کمانڈوز کے لیے پہلی جمپ بہت ڈیرنگ ہوتی ہے انہیں لگتا ہے پیراشوٹ ہی نہیں کھلے گا مگر وہ کھل جاتا ہے اور ساتھ میں اک ایکسٹرا پیراشوٹ بھی ساتھ ہوتا ہے اس کے بعد پھر وہ عادی ہو جاتے ہیں اور ہر جمپ پہ انہیں پہلے سے زیادہ مزہ آتا ہے

اس کے بعد اور بھی خطرناک مرحلہ آتا ہے وہ مرحلہ ہوتا ہے تیراکی کا اور یہ مرحلہ انجام پاتا ہے تربیلا ڈیم پہ اس مرحلے میں کمانڈو کو فل آرمی یونیفارم میں جی تھری رائفل سمیت ڈیم کے کھڑے پانی میں پھینک دیا جاتا ہے جو کہ اوپر سے نیچے آتا ہے کھڑے پانی میں تیراکی کرنا اک سمت میں بہتے پانی میں تیراکی کرنے سے زیادہ مشکل کام ہے لیکن ایس ایس جی کمانڈو اس مرحلے کو بھی پار کر لیتے ہیں

نہ جن کو خوف آتا ہو وہ دل مشکل سے ملتے ہیں

جہاں گرتا ہے خوں ان کا وہاں پہ پھول کھلتے ہیں

واقعی ہی جن دلوں کو خوف نہ آتا ہو وہ بہت مشکل سے ملتے ہیں اور اگر ملتے ہیں تو زیادہ تر سیکوٹی فورسز کی صورت میں ہی ملتے ہیں جو اپنے وطن پہ جان قربان کرتے ہوئے اک لمحے کو بھی سوچتے جن کے لیے وطن پہ جان نہچا اور کرنا عین سعادت کا کام ہوتا ہے جن کا دل جذبہ ایمانی اور حب الوطنی سے لبریز ہوتا ہے اور یہی وہ چند ہوتے ہیں جنہیں اللہ چن کر خاص کر لیتا ہے

!!

انہی مصروف ترین دن اور رات میں نو ماہ کیسے گزر گائے پتہ ہی نہیں چلا اور ان کی فائیل پریڈ بھی آچکی تھی اتنی مشکل ٹریننگ کے بعد بعض کمانڈوز کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ ٹریننگ مکمل کر کے کمانڈو بن چکے ہیں ان میں سے اک معیز بھی تھا جو سوچ رہا تھا اس نے تو کبھی ہاتھ سے مجھڑ کو بھی نہیں مارا اور یہاں کیا کیا کر چکا تھا

وہ سب بہت خوش اور پر جوش تھے کہ انہوں نے اک معرکہ سر کر لیا ہے کیونکہ یہ ٹریننگ کسی معرکہ سے کم بھی نہیں ہے وہ اس لیے بھی خوش تھے وہ اپنے وطن کی حفاظت کے لیے چن لیے گئے ہیں خیر چنے تو وہ پہلے ہی ہوئے تھے لیکن اب پہلے سے زیادہ خاص ہو گئے تھے ان کی ڈیوٹی پہلے سے زیادہ سخت ہو گئی تھی اور وہ اپنی اس مشکل ترین ڈیوٹی کو سرانجام دینے کے لیے تیار تھے یہ لائسنز ان کے لیے بالکل پرفیکٹ ہیں کہ

ہر گھڑی تیار کا مران ہیں ہم
جیسے ہوں حالات شادمان ہیں ہم

فائنل پریڈ والے دن پریڈ کے بعد اک اک کمانڈو سے کچھ حلف لیا جاتا ہے جو کہ پیپر ز پر ایگری میمنٹ کے طور پر درج ہوتا اور کمانڈوز کو ان پیپر ز پر اپنے خون سے مہر لگانی ہوتی ہے اور اس حلف میں جو جو چیزیں ہوتی ہیں ان پر انہیں مرتے دم تک قائم رہنا ہوتا ہے وہ حلف نامہ کچھ یوں ہے

"میں حلف دیتا ہوں کہ میں سپیشل سروسز گروپ میں سرفروشی اور جانبازی کے عظیم جذبے کے تحت شامل ہوا ہوں تاکہ اپنے ملک و قوم کے عزت و وقار اور عصمت و ناموس کی بہترین حفاظت کر سکوں یہ سمجھتے ہوئے میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ،

مجھے جو بھی مشن دیا جائے گا میں اپنی جان پہ کھیل کر اس کی تکمیل کروں گا اور فتح یا شہادت پہ اک مجاہد کی طرح کاربند رہوں گا

میں بدترین حالات میں بھی ثابت قدم رہوں گا اور ملازمت کے دوران اور اس کے بعد بھی پاکستان آرمی یا ملک و ملت کا کوئی راز بھی فاش نہیں کروں گا

میں اپنے اصولوں پہ عمل کرتے ہوئے اعلیٰ کردار کا اک مثالی نمونہ پیش کروں گا ہمیشہ سچائی کا پرچم بلند رکھوں گا اور اپنی جان کی بھی قربانی دے کر اپنے ملک و قوم کی حفاظت کروں گا میں اپنے ذاتی نفع اور نقصان کی پرواہ کیے بغیر اپنے ملک و قوم اور اپنے ضمیر کی آواز پہ لبیک کہوں گا

میں اپنی مہرون ٹوپی اور اپنے کمانڈو ونگز کے امتیازی نشان کی عزت و عظمت کو ہر قیمت پہ برقرار رکھوں گا اور سپیشل سروسز کی بدنامی کی بجائے عزت کی موت کو قبول کروں گا

میں کسی بھی رینک یا حیثیت میں اپنے آخری دم تک اپنی صلاحیتوں کو کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنا کام اپنے مذہبی فریضے کے طور پہ سرانجام دوں گا

میں کسی بھی ہائی رینک کے آفیسر یا کمانڈر کی موجودگی یا غیر موجودگی کی پرواہ کیے بغیر کوئی بھی غیر قانونی یا غیر ذمہ دارانہ حرکت نہیں کروں گا"

اس حلف نامے کو پڑھنے کے بعد کمانڈوز اس پہ سائن تو کرتے ہی ہیں ساتھ ہی ساتھ ایک تیز دھار چاقو کے ساتھ اپنے ہاتھ کے انگھوڑے پہ کٹ لگا کر اپنے خون سے اس حلف نامے پہ مہر لگاتے ہیں اور پھر کمانڈوز اپنی آخری سانس تک اس حلف نامے کی حلاف ورزی نہیں کرتے

پریڈ کے بعد حلف نامے پہ سائن و مہر لگا کے معیز اور ریان کے ساتھ ساتھ باقی کمانڈوز بھی اپنا اپنا کمانڈو بیج حاصل کر چکے تھے پھر انہیں چھٹی پہ جانا تھا اس کے بعد انہیں واپس چراٹ سینٹر ہی آنا تھا

کیونکہ ان کی پہلی پوسٹنگ سینٹر میں ہی تھی پھر بعد میں مختلف علاقوں اور مختلف مشنز پہ ان کی پوسٹنگ ہوا کرے گی اس وقت وہ دونوں اس چٹان پہ کھڑے تھے جہاں رسیپلنگ کی پریکٹس کروائی جاتی ہے

"ویسے لالے یہاں آکر میں نے اک بات سیکھی ہے ہم زندگی میں ایویں ہی مشکلات کا رونا رہتے ہیں ان مشکلات کے سامنے وہ مشکلات تو کچھ بھی نہیں ہیں سچی میرا بس چلے تو میں سب سویلننز سے کہوں جو جو اپنی زندگی کی مشکلات سے پریشان ہیں وہ چراٹ سینٹر آجائیں یہاں آکر وہ اپنی زندگی کی مشکلات کو بھول ہی جائیں گے ہاہا" معیز نے ادھر ادھر دیکھتے کہا اور آخر میں اپنی بات پہ خود ہی ہنس دیا تھا

"ہاں یار کسی حد تک کہہ تو تُو صحیح رہا ہے ہر انسان کی زندگی میں مشکلات ہوتی ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اسے سے زیادہ تو کوئی مشکل میں ہے ہی نہیں واقعی ہی انہیں یہاں آنا چاہیے تاکہ انہیں پتہ چلے اصل میں مشکلات ہوتی کیا ہیں اور ان سے نکلا کیسے جاتا ہے" ریان نے اس کی بات سے اتفاق کرتے کہا تھا

"لالے تُو ٹھیک تو ہے؟ یا کہیں میرے کان تو خراب نہیں ہو گئے" معیز نے پہلے اس کے ماتھے پہ ہاتھ لگایا اور پھر اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے تشویش بھرے لہجے میں کہا تھا

"اس ڈرامے کا مقصد؟" ریان نے دانت پیستے پوچھا تھا

"ہاں نہ لالے تو میری کسی بات پہ اتفاق کیا ہے تو اس لیے یا تو تیری طبیعت خراب ہے یا میرے کان خراب ہو چکے ہیں جو کچھ بھی سن رہے ہیں" معیز نے دانت نکالتے اپنی بات کی وضاحت کی تھی

"بڑی ہی کوئی پہنچی ہوئی چیز ہے تُو" ریان نے اسے اک مکامارتے کہا تھا

"بس اس ناچیز نے کبھی غرور نہیں کیا" جس انداز میں معیز نے کہا تھا ریان بے ساختہ ہنس پڑا تھا

"ویسے یار لالے میں اللہ کے بعد اپنے ابا کا بڑا شکر گزار ہوں" ریان کی گردن میں اک بازو حائل کرتے معیز نے کہا تھا

"کس لیے؟" ریان نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا تھا

"انہوں نے زبردستی مجھے پی ایم اے بھیجا اگر وہ زبردستی نہ کرتے تو مجھے ریان لالا کہاں سے ملتا" معیز کی بات پہ ریان اک

دفعہ پھر ہنس پڑا تھا

"یہاں تُو نے پی ایم اے کی طرح ڈرامے نہیں کیے" ریان نے اسے کی طرف چہرہ موڑتے پوچھا تھا

"کیونکہ میں سمجھ گیا تھا یہ جگہ ڈرامے کرنے کی نہیں ڈرامے کے بدلے ڈرامہ ہی ملے گا یہاں" معیز نے وجہ بتائی تھی

"لا لے تُو تو بچپن سے فوج کے عشق میں گرفتار ہے کوئی خاص وجہ؟" معیز نے پوچھا تھا

"پتہ نہیں یار مجھے خود نہیں سمجھ آتا میں اتنا پاگل کیوں ہوں بس بچپن سے ہی مجھے فوج میں شامل ہونے کا جنون سوار تھا حالانکہ ہمارے خاندان میں کوئی فوج میں نہیں ہے میں کہی بھی فوجی دیکھتا تو میری حالت دیوانوں جیسی ہو جاتی تھی جب تک وہ نگاہوں سے او جھل نہیں ہو جاتے تھے میں دیکھتا رہتا تھا کہی کوئی بلاسٹ ہو تا یا دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوتا میرا بس نہیں چلتا تھا کہ میں وہاں پہنچ کے ان کو جہنم واصل کر دوں شاید اللہ نے مجھے بچپن سے ہی ملک و قوم کی حفاظت کے لیے چن لیا تھا ورنہ میری کیا اوقات ہے کہ میں اتنے اتنے بڑے بول بولوں" ریان بول رہا تھا اور معیز خاموشی سے اسے دیکھ گیا تھا

"میری چھوڑ تُو اپنی بتا تُو تو آنا ہی نہیں چاہتا تھا آرمی میں لیکن اب تو آرمی کے بعد ایس ایس جی بھی جوائن کر چکے ہو کیسلگ رہا ہے؟" اب کی بار ریان نے اس سے پوچھا تھا

"ہاں مجھے واقعی ہی بچپن سے آرمی سے بہت چڑ تھی کیونکہ مجھے جب بھی بابا کی ضرورت ہوتی تھی وہ میرے ساتھ نہیں ہوتے تھے لیکن جب سے یہ وردی پہنی ہے تو سمجھا ہوں کہ جسے اس وطن کی حفاظت کے لیے چن لیا جاتا ہے اس کے لیے سب سے پہلے اپنا ملک ہوتا ہے اور پھر کچھ اور اب ہنسی آتی ہے اپنی بچکانہ سوچ اور حرکتوں پہ یہ وردی تو اک عزاز ہے اس ملک پہ جان نچھاور کرنا اس سے بڑا عزاز ہے اپنے لوگوں اور ملک کی حفاظت اک خوشی اور اطمینان ہے کیسی عزت دی ہے

نہ اللہ نے اس وردی کو کہ کوئی عام بھی اسے پہن لے تو خاص ہو جاتا ہے اور جب یہ وردی پہن لو تو اپنی زندگی کی ہر سانس تک اس وردی کی عزت کی حفاظت کرنا ہوتی ہے کہ کہیں اس وردی پہ کوئی داغ نہ لگ جائے اور یہ ساری باتیں اک فوجی ہی سمجھ سکتا " معیز سامنے دیکھتا کھوئے کھوئے انداز میں بولا تھا

"بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے تو یہ باتیں اک فوجی ہی سمجھ سکتا ہے جس کے لیے وردی اپنی جان سے بھی عزیز ہوتی ہے جس کے لیے وطن اپنا گھر ہوتا ہے اور اپنے گھر کی حفاظت کے لیے وہ کسی بھی حد تک جاسکتا ہے اور جو لوگ فوج پہ بھونکتے ہیں ان کی باتیں سن کر دکھ ضرور ہوتا ہے لیکن اس دکھ پہ باقی محبتیں اور احترام ہاوی ہو جاتا ہے اگر کچھ لوگ نفرت کرتے ہیں تو باقی پورا ملک اپنی فوج سے محبت کرتا ہے اور یہی محبتیں ہمیں اور ہمت اور لگن سے کام کرنے کی طاقت دیتی ہے بس اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ ثابت قدم رکھے اور ہم یوں ہی اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کا حاتمہ کرتے رہیں " ریان نے کہتے آخر میں دعائیہ کلمات کہے تو معیز نے آمین نے کہا تھا پھر دونوں نیچے آکر گھر جانے کی تیاری کرنے لگے تھے

وہ دونوں جب پشاور کے لیے روانہ ہوئے تو عصر کا وقت تھا پشاور پہنچتے ڈیڑھ گھنٹہ لگنا تھا اور پھر وہاں سے معیز کو ایبٹ آباد کے لیے نکلنا تھا پشاور پہنچتے ریان معیز کو بھی زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹ کے گھر لے گیا تھا جبکہ معیز کا ارادہ سیدھا ایبٹ آباد جانے کا ہی تھا لیکن ریان کے سامنے اس کی اک نہ چلی تھی

وہ دونوں گھر پہنچے تو ہمیشہ کی طرح سب لاؤنج میں ہی مل گئے تھے دونوں نے لاؤنج میں آتے اونچی آواز میں سلام کیا تھا
دونوں کو نو ماہ بعد دیکھنے کے بعد سب کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی وہ دونوں اس وقت ایس ایس جی کے یونیفارم میں ملبوس
تھے

جب آرمی میں ان کی پوسٹنگ وزیرستان اور سیاچن ہوئی تھی اس کے بعد دونوں کی پروموشن سیکنڈ لیفٹیننٹ سے لیفٹیننٹ
کے عہدے پہ ہوئی تھی اور اب دونوں کو کمانڈو کانیج ملنے کے ساتھ ساتھ ان کی پروموشن کیپٹن کے عہدے پہ ہوئی تھی
بہتر کارکردگی کی بناء پہ

سب ان دونوں سے ملے تھے اور اس بات کی شکایت کی کہ وہ پہلے بتا کر آتے جبکہ ان کا کہنا تھا کہ اگر بتا دیتے تو سرپرائز
سرپرائز نہیں رہنا تھا اس لیے نہیں بتایا تھا

"واللہ بھائیوں ایس ایس جی کا یونیفارم کیا سچ رہا ہے آپ دونوں پہ" انہیں ایس ایس جی کے یونیفارم میں دیکھ کر ذیشان کی
خوشی تو سنبھالے نہ سنبھل رہی تھی اس نے کہا تو دونوں نے مسکرا کر اسے شکریہ کہا تھا

"مجھے فخر ہے تم دونوں پہ اللہ تم سمیت سارے فوجیوں کو ثابت قدم رکھے اور دشمن پہ ہمیشہ غالب رکھے آمین" حبیب
اللہ صاحب نے دونوں کو فخریہ انداز میں گلے لگاتے دعا دی تھی جس پہ سب نے آمین کہا تھا

"باقی ساری باتیں چھوڑیں بھائی ٹریننگ کا بتائیں مزا آیا ہے؟" ذیشان کو تو سب کچھ جاننے کی بہت جلدی تھی اس کے
سوال پہ ریان اور معیز دونوں نے اک دوسرے کی شکل دیکھی تھی

"ایسا ویسا مزامیرے بھائی جو مزایس ایس جی کی ٹریننگ میں ہے وہ انسان کو دنیا کے کسی کونے میں نہیں مل سکتا" معیز نے ڈھنڈی سانس بھرتے کہا تھا

"واقعی ہی؟" ذیشان کی آنکھیں چمکی تھیں

"ہاں میرے بھائی جب کتے کے منہ سے ہڈی کھینچی تھی تب بھی مزایا جب ہنٹر کھائے تب بھی بہت مزایا جب ہیلی کاپٹر سے دھکا دیا گیا تب بھی بہت مزایا جب اک اونچی چٹان سے بھاگتے ہوئے نیچے آئے تب بھی بہت مزایا جب مرغی اور سانپ دانتوں سے ذبح کیا تب بھی بہت مزایا جب سانپ کھایا تب بھی بہت مزایا اب اور کون کون سے مزے بتاؤں تمہیں میں" معیز کی بات سن کر سب کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں

"یہ سب کچھ میاں سانپ کھایا" زرینہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا

"سانپ تو سانپ کمانڈوز مینڈک بھی کھا سکتے ہیں وہاں جو اک چھوٹا سا ہوٹل بنایا ہوا ہے کمانڈوز نے ان کے مینو میں سپیشل ڈش شامل ہے فراگ روسٹ" معیز نے ان کی معلومات میں مزید اضافہ کیا تھا جسے سن کے سب کے چہروں کے تاثرات بگڑے تھے

"بس کر دے معیز وہ کمانڈوز نہیں ہیں جو ایسی باتیں برداشت کر لیں وہ سولینز ہیں ان کے دلوں اور دماغوں کے حالت بری ہو رہی ہے" ریان نے سب کے چہروں کے تاثرات دیکھتے معیز کو ٹوکا تھا

"ویسے ماما آپ کو کھانے میں کچھ بنانے کی ضرورت نہیں ہے ان کے لیے کیونکہ مینڈک اور سانہ کھانے کے بعد بھائیوں کا کہا کچھ اور کھانے کا دل کرے گا" ذیشان نے شرارت سے کہا تھا باقی سب تو ہنس پڑے جبکہ ان دونوں نے اسے گھورا تھا

"اڑلو بیٹا اڑلو مزاق کبھی تم پہ یہ سب بیتے نا پھر پوچھوں میں تم سے" معیز نے منہ بناتے کہا تھا

"اچھا نکل اجازت دیں اب میں بھی نکلتا ہوں اندھیرا پھیل رہا ہے اب" تھوڑی دیر اور بیٹھنے کے بعد معیز نے اجازت چاہی تھی

"رات تو ہونے والی ہے یہی رک جاؤ آج" نازیہ بیگم نے کہا تھا

"نہیں آنٹی چلتا ہوں پھر کبھی رکوں گا" معیز نے سہولت سے انکار کرتے کہا تھا تو کسی نے اسے مزید فورس نہیں کیا تھا پھر سب سے ملتے وہ نکل گیا تھا لیکن جاتے جاتے اک نظر زرمینہ کو دیکھنا نہ بھولا تھا جو اس سارے عرصے میں اسے بالکل ہی نظر انداز کرتی رہی تھی

معیز جب گھر پہنچا تو دس بج چکے تھے سب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے اک لمحے کو اس نے رک کے سب کو دیکھا پھر زوردار طریقے سے سلام کیا تھا جس کے جواب میں تقریباً سبھی دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے تھے

"مجھے لگتا ہے مجھے اسی طرح مہینوں اور سالوں کے بعد آنا چاہیے کم از کم میرے گھر والوں کو میری قدر تو ہوتی ہے" سب کے والہانہ انداز پہ اس نے شرارت سے کہا تھا

"تم کبھی بکو اس کرنا نہ بند کرنا" شائستہ بیگم نے اس کے کندھے پہ چپتے لگاتے کہا تھا

"ہاں توینگ مین کیسا رہا ایس ایس جی میں نو مہینے کا ایکسپیرینس؟" بہروز صاحب نے پوچھا تھا

"ایکسپیرینس کا تو آپ کچھ نہ ہی پوچھیں اس سارے عرصے میں اتنا مصروف رکھا ہے ایس ایس جی والوں نے کے سر کھجانے کی فرصت نہیں ملی اور جو ال بل کھلاتے رہے ہیں اس کا تو کیا ہی کہنا" معیز کو تو اپنا دکھڑا سنانے کا موقع ملنا چاہیے پھر وہ نان سٹاپ شروع ہو جاتا ہے

"تو بیٹا جی سپیشل سروسز ایویں ہی تو نہیں نہ دی جاتیں اس کے لیے بھی سپیشل سکمز چاہیے ہوتے ہیں جو کہ سپیشل ٹریننگ سے ملتے اور سپیشل ہونے کے لیے اتنا برداشت تو کرنا ہی پڑتا ہے" بہروز صاحب نے سپیشل پہ زور دیتے کہا تھا

"اسے چھوڑیں بابا مجھے آپ کو تھینکس کہنا تھا کہ آپ نے زبردستی مجھے پی ایم اے بھیجا اور مجھے وہاں میرا دل گردا پھپھڑے معدہ میرا ملا مجھے بہت شکریہ" معیز نے بہروز صاحب کے گلے لگ کر کہا تو سب ہنس دیے تھے

"لالا ملنے کے لیے تھینکس کہہ رہے ہو یا زرمینہ کے ملنے پہ" بہروز صاحب نے اسے پیچھے کرتے شرارت سے کہا تو وہ جھینپ گیا تھا

"نہیں لالے کے ملنے کے لیے ہی کہہ رہا ہوں باقی رشتے بھی تو لالے کے تھرو ہی بنے ہیں" معیز کے لہجے میں ریان کے لیے محبت ہی محبت ہی تھی

"تو بھائی اک احسان آپ بھی ہم پہ کر دیں ہماری آپ کو جلدی سے یہاں لے آئیں بڑا احسان ہو گا آپ کا ہم پہ" فیضان نے بھی گفتگو میں اپنی ٹانگ اڑانے فرض سمجھا تھا

"یہ جو تم لوگ میری بیوی پہ مجھ سے زیادہ حق جتاتے ہو نہ کسی دن پٹ جاؤ گے مجھ سے" ریان نے بڑوں کا لحاظ کیے بغیر دونوں کو گھورتے کہا تھا

"آپ کی بیوی بعد میں بنی پہلے ہماری بہن ہیں اس لیے ان پہ زیادہ حق ہمارا ہے" ریحان نے بھی جواباً اسے گھورتے کہا تھا جس پہ سب ہنس دیے تھے

"ہاں بھی معیز تم مانو یا نہ مانو حق تو زیادہ ان کا ہی" معیز کو چڑتے دیکھ کر سب کو اسے چڑانے میں اور مزا آ رہا تھا

"بیٹا تنے دنوں بعد گھر آیا ہے بجائے اسے کھانا پانی پوچھنے کے اس کا خون جلانے جارہے ہی کسی کے گھر والے بھی ایسے نہ ہوں" معیز نے ہمیشہ والا جذباتی ڈائیلاگ پھر دوہرایا تھا جس کا خاطر خواہ اثر بھی ہوا تھا شائستہ بیگم اٹھ کے کچن کی طرف بڑھ گئی تھیں اور باقی بھی اس سے ٹریننگ کے متعلق پوچھنے لگ گئے تھے جبکہ وہ منہ پہ ہاتھ پھیرتے ان دونوں کو وارننگ دینا نہ بھولا تھا

"شادی کا کیا ارادہ ہے اب؟" بہروز صاحب نے معیز سے پوچھا تھا

"ابھی تو اک ماہ کی چھٹی ہے اس کے بعد چرٹ ہی پوسٹنگ ہے اور کتنے عرصے کی ہوگی نہیں پتہ وہی سے کسی مشن پہ بھی بھیج سکتے ہیں اس حساب سے جو آپ کو مناسب لگے کر لیں" اس نے کھانے کی ٹرے شائستہ بیگم کے ہاتھ سے پکڑتے بہروز صاحب سے کہا تھا جس پہ انہوں نے سر ہلایا تھا اور معیز کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا

!!

ان کی چھٹی کے دو دن گزرنے کے بعد بہروز صاحب ساری فیملی سمیت شادی کی تاریخ لینے پشاور پہنچ ہو گئے تھے ان کے خیال میں مزید انتظار کرنا بے کار تھا وہ سب جلد از جلد اپنی امانت کو اپنے گھر میں لانا چاہتے تھے وہ وہاں پہنچے تو سب نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا کیونکہ انہوں نے آنے سے پہلے فون نہیں کیا تھا خیر اپنی حیرت پہ قابو پاتے سب نے ان کا

استقبال کیا تھا جب سے رشتے داری جوڑی تھی وہ ایسے ہی بن بتائے آجاتے تھے مہمانوں کی آمد کاسن کے حبیب اللہ صاحب کے بھائی اور بھابھی بھی آگئے تھے

"حبیب اللہ صاحب آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے پاس ہماری امانت ہے تو ہم بس اسی حوالے سے بات کرنے آئے ہیں" دعا سلام کے بعد بہروز صاحب سیدھا مدعے پہ آئے تھے

"جی جی آپ کی امانت ہے آپ کہیں میں سن رہا ہوں" حبیب اللہ صاحب کو کچھ سمجھ آرہی تھی وہ کیوں آئیں ہیں "بس ہم چاہتے ہیں ہم اپنی امانت لے جائیں بہت سال آپ نے ہماری بیٹی کو اپنے پاس رکھ لیا ہے اب ہماری بیٹی کو ہمارے گھر بھیج دیں" بہروز صاحب نے جس دھونس بھرے لہجے میں کہا وہاں بیٹھے تمام افراد مسکرا دیے تھے

"بھئی آپ کی بیٹی ہے ہم کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے آپ جب چاہیں لے جائیں" حبیب اللہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

"چلیں پھر دیر کس بات کی آج ہفتہ ہے اگلے ہفتے کو ہم بارات لے آئیں گے" بہروز صاحب نے چٹ پٹ معاملہ نیٹایا تھا "اتنی جلدی بھی کیا ہے بہروز صاحب تیاریاں بھی تو کرنی ہے" ہرماں باپ کی طرح حبیب اللہ صاحب کو بھی تیاریوں کی فکر ہوئی تھی

"جہیز تو ہم لینا نہیں اس لیے اس کے بارے میں تو کوئی بات ہی نہ کریں باقی جو چھوٹی موٹی تیاریاں ہیں وہ ان کے لیے اک ہفتہ کافی ہے اور آپ کو پتہ تو ہے معیز اور ریان کی چھٹی بس اک ماہ کی ہے اس لیے ہم چاہ رہے تھے جلدی شادی ہو جائے"

بہروز صاحب اپنا موقف پیش کیا تھا پھر سب کی مشترکہ رائے پہ ہفتے کا دن ہی فائنل ہوا تھا تاریخ طے ہوتے ہی ہر طرف مبارک سلامت کا شور اٹھاتا تھا اور معیز کی خوشی تو سنہبالے نہیں سنہبل لی تھی

"کنٹرول میری جان کنٹرول اتنی خوشی تو مشن کے کامیاب ہونے کی نہیں ہوتی جتنی تجھے شادی کی ہو رہی ہے" ریان نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی جس کا برا منائے بغیر معیز مسکراتا رہا تھا

"حبیب اللہ صاحب تو یہ ریان ایس ایس جی بھی جوائن کر چکے کوئی بہانا نہیں بچا اب اس کی بھی شادی کا کچھ سوچیں" بہروز صاحب نے اپنی توپوں کا رخ ریان کی طرف کیا تھا جس سے سب کی توجہ اس کی طرف ہو گئی تھی سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ تھوڑا جھینپ گیا تھا

"صحیح کہہ رہے ہیں آپ بہت بہانے کر لیے ہیں اس نے اب ہم نے اس کی کوئی بات نہیں سنی اور لڑکی تو ویسے بھی ہم نے پہلے سے ہی پسند کی ہوئی ہے" حبیب اللہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

"ارے واہ بھی ہمیں بھی تو نام بتائیں اس خوش نصیب کا جس کے حصے میں یہ ہیرا آنا ہے" یہ پوچھنے والی شائستہ بیگم تھیں انہیں ذاتی طور پر ریان بہت پسند تھا

"میرے بھائی کی بیٹی پریشہ ابھی ہم اسی سلسلے میں انہی کی طرف جا رہے تھے تو آپ کی آمد کی وجہ سے نہیں جاسکے" حبیب اللہ صاحب نے کہا تو ان کے بھائی بھابھی نے حیرانی سے اک دوسرے کی شکل دیکھی تھی ان کے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں تھی

"ارے پھر ہماری آمد نے آپ کا پلان خراب کر دیا ہمیں بتا کے آنا چاہیے تھا" بہروز صاحب کے لہجے میں افسوس تھا

"کوئی بات نہیں وہ یہی ہیں ابھی پوچھ لیتے ہیں،،، کیا تم لوگوں کو میرا بیٹا اپنی فرزندگی میں قبول ہے؟" حبیب اللہ صاحب نے پہلے بہروز صاحب کو کہا اور پھر اپنے بھائی بھابھی سے پوچھا تھا

"ہمیں کیا اعتراض ہونا ہے بھلا دیکھا بھالا گھر بچہ ہے اور ماشاء اللہ سے اتنا فرمانبردار ہے فرزندگی میں نہ لینے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے" وہ جب بولے تو ان کا لہجہ خوشی سے کپکپا رہا تھا اک دفعہ پھر لاؤنج میں مبارک کا شور اٹھا تھا اور ساتھ اک دوسرے کو مٹھائی کھلائی تھی

جس دن زرمینہ اور معیز کی بارات تھی اسی دن ان دونوں کا نکاح رکھا گیا تھا حبیب اللہ صاحب کا ارادہ تو شادی کا تھا لیکن ریان نے کہا کہ وہ ابھی فوری طور پہ شادی کے لیے تیار نہیں تو پھر سب نکاح پہ متفق ہو گئے تھے اور یوں اک ہی دن میں دو فنگشن طے ہو گئے تھے

"مبارک لالے مبارک لالے مبارک لالے آخر آپ بھی بیوی والے ہونے والے ہیں" معیز نے ریان کو گلے لگاتے شرارت سے کہا تو جواب میں معیز نے اسے اک مکار سید کیا تھا

"لالے تشدد سے باز نہ آنا" معیز نے اپنی کمر سلاتے کہا تھا

"اور تم بکواس کرنے سے باز نہ آنا" ریان نے اسے گھورا تھا

"بس کر دیں لیلی مجنون باقیوں کو بھی مبارک دینے کا موقع دیں" انہیں آپس میں لگے دیکھ کر منان نے شرارت سے کہا تو سب ہنس دیے تھے اور وہ دونوں شر مندہ ہو کر رہ گئے تھے

شادی کی تیاریوں میں دن چٹکیوں میں گزر گئے تھے اور شادی کا دن بھی آن پہنچا تھا دونوں خاندانوں کی مشترکہ رائے پہ شادی کا فنکشن دن کو رکھا گیا تھا کیونکہ بارات اک شہر سے دوسرے شہر آنی تھی

حبیب اللہ صاحب نے بارات کے فنکشن نے لیے میرج ہال بک کروایا ہوا تھا اور فنکشن کا سارا انتظام وہی تھا آج ان نے کے لیے دو خوشیاں تھیں بیٹی کی رخصتی اور بیٹے کا نکاح تھا حبیب اللہ صاحب اور نازیہ بیگم خوش ہونے کے ساتھ ساتھ تھوڑا اداس بھی تھے

اور سوچ رہے تھے کہ یہ بیٹیاں اتنی جلدی پرانی کیوں ہو جاتی ہیں جنہیں بچپن سے لے کر جوانی تک وہ لاڈ پیار سے پالتے ہیں پڑھاتے ہیں ان کی ہر خواہش پوری کرتے ہیں لیکن اس بات سے بھی ڈرتے ہیں جانے ان کی بیٹی کے نصیب کیسے ہوں جہاں اسے بھیج رہے ہیں وہ اسے خوش بھی رکھیں گے یا نہیں لیکن رب پہ بھروسہ کر کے اپنے جگر کا ٹکڑا انہیں دے دیتے تھے

ان دونوں میاں بیوی کو ایسی تو کوئی ٹیشن نہیں تھی انہیں یقین تھا کہ وہ سب ان کی بیٹی کو بہت خوش رکھیں گے لیکن تھے تو ماں باپ نہ جن کے لیے اپنے جگر کا ٹکڑا کسی اور کو دینے میں دل دکھ رہا تھا اور وہ اداس ہو رہے تھے

بارات اپنے مقررہ وقت پہ پہنچ گئی تھی معیز نے شیروانی کی بجائے اپنا یونیفارم زیب تن کر رکھا تھا آرمی والوں کے لیے وردی اک عزاز سمجھی جاتی ہے تو اکثریت اپنی شادی پہ بھی وردی ہی پہنتی ہے جو مضحکہ خیز لگنے کی بجائے انہیں منفرد بناتی ہے

زمینہ بھی پارلر سے آچکی تھی اور اس وقت برائیڈل روم میں تھی چونکہ آج پریشے اور ریان کا نکاح بھی تھا تو سب نے فیصلہ کیا کہ دلہن کو سیٹچہ لانے سے پہلے ان دونوں کا نکاح ہو جائے تاکہ پھر وہ دونوں بھی آرام سکون سے فنگشن اٹینڈ کر سکیں

پریشے زمینہ کے پاس برائیڈل روم میں تھی تو ایجاب و قبول اور سائن وہی کروائے گئے تھے اک لڑکی کے لیے یہ مرحلہ آسان نہیں ہوتا اس لیے نکاح نامے پہ سائن کرتے ہی وہ روپڑی اور ساتھ میں باقی سب کی بھی آنکھیں نم ہو گئی تھی اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے سب بڑے باہر آ گئے تھے

جہاں سیٹچہ معیز کے ساتھ ریان بھی تھا اس نے اطمینان سے ایجاب و قبول کا مرحلہ طے کیا اور سائن کیا تھا نکاح کے بعد دعا ہوئی اور پھر سب نے اسے گلے لگا کے مبارکباد تھی

"بہت بہت مبارک ہو لالے اللہ تم دونوں کے نصیب اچھے کرے اور تم دونوں کو اک دوسرے کے حق میں بہتر سے بہتر بنائے آمین" معیز نے ریان کے گلے لگتے کہا تھا جس پہ ریان نے بھی آمین کہا تھا

"بہت شکریہ لالے کی جان" ریان نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا تھا

"نہ نہ شکریے سے کام نہیں چلنے والا ٹریٹ دینی پڑے گی ٹریٹ" معیز نے شرارت سے کہا تھا

"پہلی بات تُو نے کون سادی تھی ٹریٹ اپنے نکاح پہ اور شادی تیری ہو رہی ہے اس لیے تجھے ٹریٹ دینی چاہیے لیکن اگر پھر بھی تجھے ٹریٹ چاہیے تو سن یہ جو اتنا سارا انتظام کیا ہوا ہے نہ یہ میں نے ہی کیا ہے تو اسے تُو میری طرف سے ٹریٹ ہی سمجھ لے" ریان نے اسے دیکھتے شان بے نیازی سے کہا تھا جس پہ معیز صرف دانت پیس کے رہ گیا تھا

پھر تھوڑی دیر بعد زمینہ کو سیٹج پہ لایا گیا تھاریڈ اور سکن کلر کے لہنگے کرتی میں میک اپ اور ہیوی جیولری کے ساتھ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی اسے دیکھتے معیز بے ساختہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا اس نے ہمیشہ زمینہ کو سادگی میں دیکھا تھا لیکن آج جب وہ سچ سنور کے اس کے سامنے آئی تو وہ چاروں شان چت ہوا تھا

زمینہ جب سیٹج کے پاس آئی تو معیز نے اس کا ہاتھ پکڑ کے سیٹج پہ چڑھنے میں مدد کی اور احتیاط سے اسے صوفی پہ بیٹھایا اور اس کا لہنگا ٹھیک کیا تھا اس کے اس عمل پہ ساری ینگ جنریشن نے ہونگ کی تھی لیکن معیز کو تو جیسے کسی کے کچھ بھی کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا

وہی تھوڑی دور پریشہ مسکراتی ہوئی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی ریان جو وہاں سے گزر رہا تھا اسے دیکھ کر رکا تھا پھر آس پاس دیکھا کہ کوئی متوجہ نہیں تو پریشہ سے تھوڑے فاصلے پہ آکر رکا تھا "نکاح مبارک مسز" ریان کی آواز پہ پریشہ چونک کے اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی جو اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑا سامنے دیکھ رہا تھا

"خیر مبارک" اس نے شرمیلے لہجے میں کہا تو ریان کھل کے مسکرایا تھا

"بہت پیاری لگ رہی ہیں" ریان نے کہا تو وہ بس نظریں جھکا گئی تھی

"مجھے پوچھنا تھا آپ اس رشتے سے خوش تو ہیں مطلب کسی دباؤ میں آکر تو شادی نہیں کی؟" ریان نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا تھا

"آپ کے پاس زبان ہے؟" ریان کے غیر متوقع سوال پہ اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا

"مطلب جس طرح آپ ہر بات پہ سر ہلا رہی ہیں تو میں سمجھ رہا ہوں خدا نخواستہ آپ کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے"

ریان نے شرارت سے کہا تھا

"میرے منہ میں زبان بھی ہے اور دوسروں کی بولتی بند کرنی بھی آتی ہے مجھے اس لیے آپ زیادہ غلط فہمیوں میں نہ رہیں"

پریشے اسے آنکھیں دکھاتی وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئی اور پیچھے وہ بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا

پھر کچھ رسموں اور کھانے کے بعد رخصتی کا شور اٹھا تھا ماحول اک دم سے اداس ہو گیا تھا زمینہ باری باری سب سے ملی تھی اس کے جانے سے سب ہی اداس تھے لیکن اپنے آنسو ضبط کر رہے تھے لیکن ذیشان نے ایسا کچھ بھی کرنے کا تکلف نہ کیا تھا زمینہ کو اپنے ساتھ لگاتے وہ جو رونا سٹارٹ ہوا تو سب نے اسے بمشکل چپ کروایا تھا

حالانکہ کے زمینہ کو سب سے زیادہ تنگ وہی کرتا تھا اور اب اس کی رخصتی پہ سب سے زیادہ رو بھی وہی رہا تھا بھائی اور بہن کا رشتہ بھی بہت عجیب ہوتا بھائی بہنوں کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے لیکن جب وہ بابل کے گھر کو چھوڑ کے پیا گھر جانے لگتی ہیں تو سب سے زیادہ روتے اور اداس بھی بھائی ہی ہوتے ہیں

"بس کر دے شانی میں کونسا آدم خور جانور ہوں جو تیری بہن کو کھا جاؤں گا کہ تیرے آنسو رکنے کے نام ہی نہیں لے

رہے" ذیشان کو ہنسانے کے لیے معیز نے منہ بسورتے کہا تو اس کے ساتھ ساتھ سب ہنس پڑے تھے

"ہم تجھے اپنے جگر کا ٹکڑا دے رہے ہیں اس کا خیال رکھنا اور ہمیشہ خوش رکھنا ایسا نہ ہو تو پھر تو اپنا دھیان رکھنا چھوڑوں گا نہیں تجھے میں" ریان نے زرینہ کو اپنے ساتھ لگاتے معیز کو دھمکی دی تھی جس پہ وہ اسے گھورنے کے ساتھ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کے رہ گیا تھا

"ریان بھائی آپ فکر ہی نہ کریں یہاں زرینہ آپ کے تین بھائی ہیں تو دو وہاں بھی موجود ہیں جو ہمیشہ زرینہ آپ کی ڈھل بن کے کھڑے رہیں گے اور معیز بھائی کی کیا مجال جو آپ کو کچھ کہیں اب ہم اتنے بچے بھی نہیں کہ کوئی ہماری بہن کو کچھ کہے اور ہم خاموش رہیں" فیضان نے سنجیدگی سے ریان کو تسلی دلائی تو وہاں ہنسی کا اک طوفان آیا تھا جبکہ معیز نے دونوں کو بری طرح گھورا تھا لیکن آگے پرواہ کسے تھی

"شاباش اور تم لوگوں نے زرینہ کو ہمیشہ آپ ہی کہنا ہے یہ اس گھامڑ کے رشتے سے کبھی بھابھی نہیں کہنا تا کہ اسے ہماری کمی محسوس نہ ہو" ریان نے ان دونوں کو شاباشی دیتے ساتھ نصیحت بھی کی تھی

"مجھے لگا رہا ہے میں دلہا نہیں کوئی خلائی مخلوق ہوں نصیحتیں ہی نہیں ختم ہو رہیں ان کی" معیز بڑبڑایا تھا

"بھائی بس کر دیں یا اب اتنے برے بھی نہیں ہیں معیز بھائی" منان نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کے ہنستے ہوئے کہا تھا جبکہ معیز نے شکر کیا تھا کہ یہاں کوئی اس کا بھی حامی نکلا ہے

پھر زرینہ کو رخصت کرنے کے بعد وہ سب بھی میرج ہال سے سارے حساب کتاب کرتے گھر کے لیے روانہ ہو گئے تھے

ایٹ آباد پہنچتے پہنچتے اچھی خاصی رات ہو چکی تھی معیز اس بات پہ بہت خوش تھا کہ اس کی کوئی بہن نہیں تو اس کی ننگ و غیرہ سے جان چھوٹ جائے گی لیکن وہ غلط ثابت ہوا کیونکہ گھر پہنچتے ہی ریحان اور فیضان دروازے پہ کھڑے ہو گئے کہ پہلے ننگ دوپھر گھر کے اندر گھسنے دیں آخر کافی دیر کی بحث کے بعد معیز کو ہی ہارمانی پڑی تھی اور پیسے دے کے اندر آیا تھا پھر کچھ رسموں کے بعد زمینہ کو معیز کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا تقریباً بارہ بجے معیز بمشکل اپنے کزنز سے جان چھڑا کر کمرے کی طرف آیا تو ان دونوں کو پھر دروازے کے آگے کھڑا پایا تھا

"اب کیا ہے؟ کیوں کھڑے ہو؟" معیز کا انداز پھاڑ کھانے والا تھا

"اپنا ننگ لینے کے لیے" ان دونوں نے مزے سے کہا تھا جس پہ معیز کا منہ کھل گیا تھا

"جو گھر آتے لیے تھا وہ کیا تھا جواب پھر منگتوں کی طرح میرے دروازے پہ آ کے کھڑے ہو گئے ہو" معیز نے دونوں کو آنکھیں دکھاتے کہا تھا

"وہ بھی ننگ تھا یہ بھی ننگ ہے اس لیے زیادہ باتیں نہ بنائیں پیسے نکالیں" ان دونوں نے اطمینان سے کہا تھا

"پشاور تو بڑے بہن کے بھائی بن رہے تھے ہم یہ کریں گے ہم وہ کریں گے اور اب لوٹنے کے لیے میں بھائی بن گیا ہوں"

معیز نے انہیں ان کی غداری یاد کرواتے ہوئے کہا تھا

"ہاں تو ہم اپنی ان باتوں پہ ابھی بھی قائم ہیں لیکن اس بات سے بھی نہیں مکر سکتے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اب زیادہ باتیں نہ بنائیں پیسے نکالیں نہیں تو پھر یہی روم سے باہر رات گزاریں" ان کی بلیک میلنگ پہ معیز نے دانت پیستے انہیں پیسے دے کر وہاں سے بھگایا اور خود گہرا سانس بھرتے روم میں داخل ہوا تھا

کمرے میں داخل ہوتے ہیڈ پہ بیٹھی زرینہ کو دیکھتے اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور دل نے خدا کا شکر ادا کیے تھا کہ جس کی مہربانی سے اس نے جو چاہا وہ پالیا تھا کمرے کا دروازہ لاک کرتے وہ بیڈ کی طرف بڑھا تھا

"اسلام و علیکم مسز پاگل" بیڈ پہ بیٹھتے معیز نے شرارتی انداز میں سلام کیا تھا جس کا جواب زرینہ نے دانت پیس کے دیا تھا "ویسے مسز اچھا تو بہت لگ رہا ہو گا اک پاگل کی مسز بن کے خیر کم تو کچھ آپ بھی نہیں ہیں کیا خوب جمے گی جب مل بیٹھیں گے دو پاگل ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ میں" معیز کا ارادہ اسے صحیح تپانے کا تھا اور وہ کچھ کچھ اس میں کامیاب بھی ہو رہا تھا "دیکھیں آپ خود ہوں گے پاگل خبر دار اگر مجھے پاگل کہا تھا بھولیں مت میرے بھائی بھی موجود ہیں اس گھر میں ابھی جا کر انہیں بتا کے آپ کی درگت بنوا سکتی ہوں" زرینہ نے گھونگھٹ الٹتے انگلی اٹھا کے اسے وارنگ دی تھی "اک تو یہ میرے سالے دل کرتا ہے کہیں پھینک آؤں انہیں" معیز دانت پیستے بڑبڑایا تھا

"خبر دار میرے بھائیوں کو کچھ کہا بھی تو میرے اک بھائی کمانڈو بھی ہیں اگر انہیں بتاؤں گی تو آپ سوچ لیں آپ کی کیا حالت ہو سکتی ہے" اس کی بڑبڑاہٹ پہ زرینہ نے مزید تپ کے کہا تھا جس پہ معیز نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا

"محترمہ آپ شاید بھول رہی ہیں کہ آپ کے شوہر نامدار بھی کمانڈو ہیں لیکن نہیں بھی شوہر کی تو کوئی قدر ہی نہیں" معیز نے اسے یاد دلایا تھا کہ وہ بھی اک کمانڈو ہے لیکن زرمینہ نے تو سرے سے ہی اس بات کو انکسور کر دیا تھا

"مان لیا ملکہ عالیہ کے میں آپ کے بھائیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ پانچ اور میں بچارا اکیلا کیا کر سکتا ہوں" معیز نے آخر اس کے سامنے ہار مانتے ہوئے کہا تو وہ کھلکھلا کے ہنس دی تھی

"یوں ہی ہنستی رہا کریں پیاری لگتی ہیں" معیز کی گھمبیر آواز پہ اس کی ہنسی کو بریک لگی تھی اس کے اک دم چپ ہو جانے پہ معیز نے نفی میں سر ہلاتے جیب سے اک پینڈینٹ نکالا تھا اور اس کی گردن کی زینت بنایا تھا

"زرمینہ میں اک فوجی بندہ ہوں مجھے زیادہ باتیں بنانی نہیں آتی بس میں اتنا سا وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپ کو خوش رکھنے کی کوشش کروں گا میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں لیکن اس سے بھی کبھی زیادہ پیار میں اپنے وطن سے کرتا ہوں میرا فرض ہے کہ جب میرا وطن مجھے پکارے تو میں اس کی پکار پہ لبیک کہوں اور تب میرے لیے ہر چیز ہر رشتہ پس منظر میں چلا جاتا ہے" معیز اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بول رہا تھا

"آپ سوچ رہی ہوں گی نہ کہ میں یہ سب کیوں کہہ رہا ہوں تو میں بتا دوں میں یہ سب اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ اک فوجی کی بیوی ہیں کبھی ہمیں کوئی ایسا مشن مل جاتا ہے کہ ہم سالوں گھر نہیں آتے تو تب آپ کو مضبوط بننا ہو گا آپ کو ہر مشن پہ مجھے مسکرا کے الوداع کرنا ہو گا کہ نہ کے رولے آپ کو میری کمزوری نہیں میری طاقت بننا ہو گا تاکہ میں کسی مشن پہ جاؤں تو اپنی بیوی کے آنسوؤں کے بوجھ کی بجائے اس کی مسکراہٹ کی طاقت لے کے جاؤں بتائیں کیا آپ ایسا کریں گی

آپ میری طاقت بنیں گی؟" معیز نے بولتے بولتے آخر میں اس سے پوچھا تو زمینہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی تھی

"تھینک یو سوچ مائی لو اور اک بات اور اگر کبھی وطن کی حفاظت کے لیے میری جان بھی چلی جائے تو آپ مجھے آنسوؤں سے نہیں مسکراہٹوں سے یاد کریں گی" معیز کی بات پہ اس نے دہل کے اسے دیکھا تھا

"کیا بکواس کر رہے ہیں آپ کوئی ایسی بات بھی کرتا ہے بھلا بہت برے ہیں آپ" اس کے سینے پہ مکے مارتے اس نے روہانے لہجے میں کہا تو معیز نے ہنستے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا تھا

!!

اگلے دن ولیمہ کی بھی شاندار تقریب رکھی گئی تھی ویسے کے بعد دعوتوں کا سلسلہ چلا تھا اور ان سب کے درمیان ہی باقی کی چھٹیاں گزر گئی تھیں آج انہیں واپس چراٹ کے لیے نکلتا تھا معیز جانے کے لیے بالکل تیار کھڑا تھا کمرے میں بیگ لینے آیا تو زمینہ کو بیڈ پہ بیٹھے پاؤں ہلاتے دیکھ کر وہ مسکرایا تھا

"بھئی کوئی کہہ رہا تھا مجھ سے کہ وہ ہمیشہ مجھے مسکرا کے الوداع کرے گا تو پھر یہ اداسی کیسی؟" معیز اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھتے بولا تھا

"نہیں تو میں تو اداس نہیں ہوں" زمینہ نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے جلدی سے کہا تھا

"اچھا ااشاید مجھے غلطی فہمی ہوئی ہے" معیز نے اچھا پہ زور دیتے ہوئے کہا تھا

"آپ پہلے پشاور جائیں گے؟" زرمینہ نے جھجھکتے ہوئے پوچھا تو معیز بے ساختہ مسکرایا تھا

"اگر آپ کو میرے سالے اور اپنے بھائی سے ملنا تھا تو یہ منہ سے بھی بولا جاسکتا تھا نہ اس میں اتنا جھجھکنے والے کوئی بات ہے" معیز نے اس کے ماتھے پہ ہلکی سے چپت لگاتے کہا تو زرمینہ کو حیرت ہوئی کہ اسے کیسے پتہ چلا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے

"تقریباً اک مہینہ ہو گیا ہے ساتھ رہتے اب اتنا تو جان ہی چکا ہوں آپ کو اور چہرہ پڑھنے میں بھی ماہر ہوں میں اس لیے سوچ سمجھ کے کچھ سوچے گا اگر کبھی میں نے آپ کی کوئی سوچ پڑھ لی تو مشکل ہو کھڑی ہو جائے گی آپ کے لیے" اسے دیکھتے معیز نے شرارت سے کہا تھا

"آپ فضول گوئی سے پرہیز مت کریئے گا وہ باتیں بولتے ہیں جن کا نہ کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر" زرمینہ نے جھنجھلا کر کہا تو معیز ہنس دیا تھا

"اچھا آپ کے پاس پانچ منٹس ہیں ریڈی ہو کے باہر آئیں تب تک میں ماما بابا کو بھی انفارم کر دیتا ہوں کہ آپ جارہی ہیں میرے ساتھ" معیز اسے کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا اور زرمینہ جلدی سے واش روم میں گھس گئی تھی پھر پانچ منٹ میں تیار ہو کے روم سے باہر آگئی تھی

وہ روم سے باہر آئی تو سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جبکہ ریحان اور فیضان منہ لٹکا کے بیٹھے ہوئے تھے اس کے پیچھے چھپی وجہ کو سمجھ کے اس کے ہونٹ بے ساختہ مسکرائے تھے

"بھئی یہ میرے بھالو کیوں منہ سجا کے بیٹھے ہوئے ہیں؟" زرمینہ نے دونوں کے بال بگاڑتے پوچھا تھا

"آپ جارہی ہیں نہ اس لیے تھوڑے اداس ہو رہے ہیں" فیضان آہستہ سے کہا تو زرمینہ کو دونوں پہ پیار آیا تھا "کوئی بات نہیں میں کل واپس آ جاؤں گی اس لیے یہ شکلوں پہ بارے بجانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" زرمینہ کی بات پہ دونوں کے چہروں کی تھوڑی رونق بہاں ہوئی تھی

"کوئی ضرورت نہیں ہے ان کے لیے واپس آنے کی اگر جارہی ہو تو کچھ دن رہ کے آنا" راشدہ بیگم نے اپنے سپوتوں کو گھوری سے نوازتے پیار سے زرمینہ کو کہا تھا

"نہیں بس بھائی کو ملنا ہے اسی لیے جارہی ہوں ورنہ ابھی دو چار دن پہلے تورہ کے آئی ہوں اور میں اپنے پیارے بھائیوں کو اداس تو بالکل بھی نہیں دیکھ سکتی نہ" زرمینہ نے پہلے راشدہ بیگم کو جواب دیا اور پھر ان دونوں کے گال کھینچتے کہا تھا جس پہ دونوں نے آئی لویو آپ کا نعرہ لگایا تھا جبکہ ان کے اس فقرے پہ معیز تو جل بھن کے رہ گیا تھا "میں یہی ہوں میرے سامنے میری بیوی کے ساتھ فضول گوئی سے پرہیز ہی کیا کرو" معیز نے ان دونوں کو بری طرح گھورتے کہا تو اس کی جیلیسی پہ سب ہنس دیے تھے پھر سب سے ملتے وہ دونوں پشاور کے لیے نکل گئے تھے

وہ پشاور پہنچے تو انہیں ویسا ہی پروٹوکول ملا جیسا ہر کوئی نئے نئے بنے داماد کو دیتا ہے خیر معیز تو انہیں داماد بننے سے پہلے ہی بہت عزیز تھا ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ریان چچا کے گھر جانے کا کہہ کے وہاں سے اٹھا تھا

"لالے سیدھا سیدھا کہو نہ اپنی نصف بہتر کو ملنے جارہے ہو یہ چچا کا بہانا کرنا کونسا ضروری تھا آخر تمہارے پاس تو سارے حقوق محفوظ ہیں بھابھی محترمہ کے " معیز شرارت سے اس کے کان میں بڑبڑایا تھا

"فلحال تو تو اپنا منہ بند کر لے نئے بنے بہنوئی کا منہ توڑتے ہوئے مجھے بالکل اچھا نہیں لگے گا " ریان نے مسکراتے ہوئے اسے دھمکی دی تھی اور معیز نے ہمیشہ کی طرح منہ بسورا تھا

وہ چچا کے گھر پہنچا تو لاؤنج سے باتیں کرنے کی آواز آرہی تھی وہ سیدھا وہی گیا تھا پریشے کے علاوہ باقی سب لاؤنج میں بیٹھے تھے اسے یونیفارم میں ملبوس دیکھ کر وہ سب سمجھ گئے تھے کہ وہ جارہا ہے بس ملنے آیا ہے پھر تھوڑی دیر وہ ان کے پاس بیٹھا تھا لیکن اس کی متلاشی نظریں ادھر ادھر گھومتی اسے ہی ڈھونڈ رہی تھیں

"جسے تم ڈھونڈ رہے ہو تمہیں یہاں نہیں ملے گی اس کے سر میں درد تھا تو میڈیسن لے کر روم میں لیٹی ہوئی ہے وہی چلے جاؤ " اس کی نظروں کو ادھر ادھر گھومتے دیکھ کر اس کی چچی نے شرارت سے کہا تو وہ جھینپ گیا تھا اور تیزی سے پریشے کی روم کی طرف بڑھ گیا تھا

اس کے روم کے دروازے پہ پہنچتے ریان نے ہلکی سی دستک دی تھی اور یس کی آواز پہ وہ دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا تھا وہ جو یہی سمجھ رہی تھی کوئی ملازم ہو گا ریان کو دیکھتے وہ تیزی سے سیدھی ہوئی تھی

"آپ؟" اس کے منہ سے بے ساختہ آپ نکلا تھا جسے سن کے وہ ہلکے سے مسکرایا تھا

"جی میں کیوں میں نہیں آسکتا یہاں؟" ریان نے بھنویں اچکا کے پوچھا تھا

"نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا وہ بس ایسے ہی" وہ بوکھلاتے ہوئے تیزی سے بولی تو وہ ہنس دیا تھا

"ریلیکس ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آدم خور تو ہوں نہیں جو آپ کو کھا جاؤں گا" اس کی بوکھلاہٹ پہ ریان نے نرمی سے کہا تھا

"میں آج واپس ڈیوٹی پہ جا رہا تھا سو چائل آؤں آپ سے کیا پتہ دوبارہ ملنا نصیب ہو یا نہ ہو" ریان کی بات پہ پریشہ نے تڑپ کے اسے دیکھا تھا ابھی رشتہ جڑے کچھ ہی ٹائم ہوا تھا ابھی صبح سے وہ اسے محسوس بھی نہیں کر پائی تھی اور وہ ظالم کیسی باتیں کر رہا تھا

"آپ ایسے مت دیکھیں مجھے سچ کہہ رہا ہوں میں ہم فوجی جب گھر سے نکلتے ہیں تو یہی سوچ کے نکلتے ہیں شاید یہ ہماری اپنے گھر والوں سے آخری ملاقات ہو پتہ نہیں دوبارہ ملنا ممکن ہو گا بھی نہیں ہم نہیں پتہ ہوتا کہ ہم شہید ہو کر لوٹیں گے یا غازی بن کے ہم ہر طرح سے خود کو تیار کر کے گھر سے نکلتے ہیں" وہ آنسوؤں بھری آنکھوں سے اسے بولتے ہوئے دیکھ رہی تھی

"آپ کو پتہ ہے فوجی کی بیوی بننا آسان نہیں ہوتا کیونکہ اک فوجی کی ڈیوٹی ایسی ہوتی ہے کہ اسے کسی بھی وقت بلوا آسکتا ہے ہائی کمانڈ کی طرف سے بھی اور اپنے رب کی طرف سے اور یہ سب سہنا بیویوں کے لیے تھوڑا مشکل ہوتا ہے کیونکہ ہر لڑکی طرح اس کے بھی ارمان ہوتے ہیں وہ اپنے شوہر کے لیے سچے سنورے اس سے تعریفیں سنیں لیکن اک فوجی کی بیوی کی زندگی میں ایسے لمحات کم ہی آتے ہیں کیونکہ اس کا شوہر پوری زندگی محاذ پہ لڑتا رہتا ہے اور کبھی کبھی تو اسی محاذ پہ

شہادت کو گلے لگا دیتا ہے اور وہ دہلیز پہ بیٹھی انتظار کرتی ہی رہ جاتی ہے " جوں جوں ریان بول رہا تھا پریشے کے آنسوؤں میں اضافہ ہو رہا تھا

"اس لیے میری آپ سے گزارش ہے آپ اس طرح رو کے مجھے کمزور مت کریں بلکہ مضبوط بنیں میری طاقت بنیں اور میرے لیے دعا کریے گا اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اور مجھے ہر محاذ پہ کامیاب کرے کریں گی نہ دعا؟" ریان نے ہاتھ کے پیالوں میں اس کا چہرہ لیتے اس سے پوچھا تو اس کا سر خود بخود اثبات میں ملا ہلا تھا

"بہت شکریہ میری جان" ریان کا لہجہ محبت اور عقیدت سے لبریز تھا پھر پیار سے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے اور اس کے آنسو صاف کیے تھے

"دیر ہو رہی ہے چلتا ہوں زندگی رہی تو انشاء اللہ پھر ملیں گے اللہ حافظ" ریان نے اک دفعہ پھر اس کی پیشانی چومی اور اسے الوداع کہتے کمرے سے چلا گیا تھا اور پیچھے وہ کتنی دیر بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی تھی

گھر آ کے وہ سب سے ملا اور پھر دونوں جانے کے لیے نکل گئے تھے سب انہیں گیٹ تک چھوڑنے آئے تھے گیٹ پہ پہنچتے ریان اک دفعہ پھر واپس آیا تھا اور باری باری سب کو ملا تھا نا جانے کیوں اسے لگ رہا تھا وہ سب کو آخری بار مل رہا ہے لیکن پھر اپنی سوچوں کو جھٹکتے آخری بار سب کو ہاتھ ہلا کے الوداع کہتے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا

چراٹ کچھ دن رہنے کے بعد ان کی پوسٹنگ کوئٹہ ہو گئی تھی اور تقریباً سو امہینے سے وہ کوئٹہ میں ہی تھے اس دوران یونٹ کے باقی فوجیوں کے ساتھ بھی ان کی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی رات کا وقت تھا ریان اور معیز اک جگہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے

"یار اُن بچاروں کو دیکھ کر مجھے اپنی حالت یاد آگئی تھی جب ہم نئے آئے تھے ہماری حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی" معیز نے نئے آنے والے ریکروٹس کی حالت کو یاد کر کے کہا تھا جن کی آنکھیں سانپ کو کھانے کا سن کے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں "ہاں یار لیکن جوں جوں آگے جاتے ہیں توں توں عادی ہو جاتے ہیں پھر اپنی پچھلی حماقتوں پہ ہنسی آتی ہے" ریان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تھا

"مجھے اپنی بیوی کی یاد آرہی ہے" معیز کی بات پہ ریان سے اسے حیرت سے دیکھا تھا کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا تھا "یار معیز تجھے شرم چھو کے بھی نہیں گزری کیا شاید تم بھول رہے ہو لیکن میں تمہیں یاد کروادیتا ہوں میں تمہاری بیوی کا بھائی ہوں اور تم اس کے سامنے کھلے عام کہہ رہے ہو مجھے میری بیوی یاد آرہی ہے" ریان نے دانت پیس کر کہا تھا "لالے تُو یہ زیادہ سال لاہونے کا رعب نہ جھاڑا کرتھے پتہ ہے تُو میرا اکلوتا دوست ہے ہر وقت سالانہ بنا کر کبھی دوست بھی بن جایا کر جس سے میں دل ہی ہر بات کر لیا کروں" معیز کے بے چارگی سے کہنے پر ریان بے ساختہ مسکرایا تھا ابھی وہ کچھ کہتا ہی کہ ایمر جنسی الارم بجنے پہ دونوں نے اک دوسرے کو دیکھا تھا اور پھر تیزی سے سب کمانڈوز اک جگہ کھڑے ہو گئے تھے

"آپ سب کو یہاں اس لیے بلایا گیا ہے کہ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ تین جدید اسلحہ سے لبریز افراد نے پولیس ٹریننگ سینٹر پہ حملہ کر دیا ہے اور ایس ایس جی والوں کو وہ جگہ کلئیر کرنے کا مشن ملا ہے آج تک آپ لوگوں نے جو ٹریننگ میں سیکھا ہے اس کو اب بروئے کار لانے لائٹم آچکا ہے ایس ایس جی کے پاس اک ہی نعرہ ہے من جانبازم کے میں بہادر ہوں اگر اللہ کا ساتھ ہو تو میرے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے آج ہمیں اس نعرے کی لاج رکھنی ہے کیا آپ سب تیار ہیں اس کے لیے؟" سی او صاحب کے پوچھنے پہ سب نے یس سر کا پر جوش نعرہ لگایا تھا

"اس کلئیرنس آپریشن کے لیے اک بیس رکنی ٹیم کی تشکیل دی جائے گی جس میں اک ٹیم لیڈر ہو گا باقی سب اس کے انڈر کام کریں گے اور اس کام کے لیے میں چنا ہے کیپٹن ریان خان کو" سی او کے کہنے پہ ریان اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا

"اب آپ جس کو اپنی ٹیم میں لینا چاہیں لیں اور جلدی سے لائحہ عمل طے کر کے آپریشن شروع کریں اللہ آپ سب کا حامی و ناصر" سی او صاحب اسے کہہ کر وہاں سے چلے گئے تھے

ان کے جاتے ہی ریان نے اک ٹیم تشکیل دی اور ظاہر سی بات ہے جہاں ریان ہو گا وہاں معیز تو لازمی ہو گا اس لیے وہ بھی ٹیم میں شامل تھا پھر سارا لائحہ عمل طے کرنے کے بعد ریان کے کہنے پہ ساری ٹیم نے دور کعت نفل ادا کیے اور پوری تیاری کے ساتھ جائے وقوعہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے

"ریان ریان میرے بچے میرے پاس آؤ کہاں جا رہے ہو" نازیہ بیگم ریان کو پکار رہی تھیں جو ان سے دور دور جا رہا تھا

"بچے ایسا مت کرو مت تڑپاؤ مجھے میں بلارہی ہوں نہ تمہیں میرے پاس آؤ" ان کی آواز پہ وہ رکا تو وہ بے ساختہ مسکرائی تھیں اس نے مڑ کے اک نظر انہیں دیکھا اور مسکرایا تھا اور دوبارہ آگے بڑھنے لگا تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا

"ریان" نازیہ بیگم اک چیخ کے ساتھ اس کا نام پکارتے اک دم سے اٹھ کے بیٹھ گئی تھیں ان کا پورا جسم پسینے میں شرابور تھا اور دل کی دھڑکن تیز ترین تھی ان کی چیخ پہ حبیب اللہ صاحب بھی اٹھ کے بیٹھ گئے تھے

"کیا ہوا بیگم؟ خواب میں ڈر گئی ہیں کیا؟" ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے حبیب اللہ صاحب نے پوچھا تھا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ دروازے پہ دستک کے ساتھ ذیشان اور منان کی پریشان آواز بھی گونجی تھی شاید وہ بھی ان کی چیخ سن کر آئے تھے ابھی صرف رات کے ساڑھے گیارہ ہی ہوئے تھے اور وہ دونوں بھائی جاگ رہے تھے چیخ کی آواز سن کے کمرے کی طرف دھوڑے تھے حبیب اللہ صاحب نے پہلے گلاس میں پانی ڈال کے نازیہ بیگم کو دیا اور پھر جا کے دروازہ کھولا تو آگے وہ دونوں پریشان شکلیں لے کر کھڑے تھے

"کیا ہوا بابا؟ ابھی ہم نے ماما کی چیخ کی آواز سنی سب ٹھیک تو ہے نہ؟" منان نے پریشانی سے پوچھا تھا

"تمہاری ماما لگتا ہے خواب میں ڈر گئی ہیں اس لیے چیخ ماری ہے باقی سب خیریت ہے" حبیب اللہ صاحب نے انہیں تسلی دی تھی

"میں نے بہت برا خواب دیکھا میرا ریان مجھ سے بہت دور جا رہا تھا میں نے اسے بہت آوازیں دی لیکن اس نے میری اک نہیں سنی مجھے ابھی اپنے بچے سے بات کرنی ہے میری بات کروائیں" نازیہ بیگم نے روتے ہوئے کہا تو ذیشان اور منان دونوں ان کی طرف بڑھتے

"ان خوابوں کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا آپ انہیں سر پہ سوار مت کریں اور اللہ سے خیر کی دعا کریں" حبیب اللہ صاحب نے نرمی سے کہا تھا

"آپ بس میری اک دفعہ اس سے بات کروادیں میں اپنے بچے کی آواز سن لوں گی تو تسلی ہو جائے گی" نازیہ بیگم نے ملتی لہجے میں کہا تو حبیب اللہ صاحب نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ پڑا فون اٹھا کے ریان کا نمبر ڈائل کیا تھا لیکن وہ آگے سے بند آ رہا تھا

"کیا ہوا نہیں اٹھایا کیا؟" حبیب اللہ صاحب کے چہرے پہ مایوسی دیکھ کے نازیہ بیگم نے ان سے پوچھا تھا

"نہیں اس کا نمبر بند آ رہا ہے" حبیب اللہ صاحب نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا ان کے دل میں بھی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی تھی انہوں نے ریمورٹ اٹھا کے کمرے میں موجود ایل سی ڈی کو آن کر کے نیوز چینل آن کیا تھا جہاں ہر طرف بریکنگ نیوز دی جا رہی تھی

"جی تو ناظرین آپ کو آج کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کرتے بتاتے چلیں کہ کوئٹہ میں موجود پولیس ٹریننگ سینٹر پر تین خود کش بمبار دہشت گردوں کا حملہ وہ تینوں جدید اسلحہ سے لبریز ہیں انہوں نے سینٹر میں داخل ہوتے اندھا دھند

فائرنگ شروع کر دی تھی ابھی تک یہی اپ ڈیٹس ہیں مزید اپ ڈیٹس کے لیے ہمارے ساتھ جڑیے رہیے " یہ نیوز سن کے کمرے میں موجود چاروں نفوس کے چہروں پہ پریشانی چھلکی تھی

"معیز اور ریان کی پوسٹنگ بھی کوئٹہ میں ہے نہ میرے بچے سے میری بات کروادیں پلیز" نازیہ بیگم کے آنسو اک دفعہ پھر جاری ہو چکے تھے

"کمال کرتی ہیں آپ بیگم بتایا تو ہے اس کا نمبر بند جا رہا ہے جہاں اس کی پوسٹنگ ہے وہی یہ واقع پیش آیا ہے تو یقیناً وہ اسی میں مصروف ہو گا وہ اک فوجی ہے اور فوجی کی زندگی میں یہ سب کچھ عام ہے اور آپ اک فوجی کی ماں ہے اس لیے بہادر بنیے اور بیٹے اور ان ماؤں کے بیٹوں کے لیے بھی دعا کریں جو دہشت گردوں کے زرعے میں ہیں اس طرح رونے سے کچھ نہیں ہو گا" حبیب اللہ صاحب نازیہ بیگم کو کہہ کر موبائل لے کر باہر چلے گئے تھے ان کے پیچھے منان بھی گیا تھا جبکہ ذیشان ماں کے پاس بیٹھا انہیں تسلیاں دے رہا تھا

حبیب اللہ صاحب نے بہروز صاحب کو فون کیا تو انہیں بھی اس واقع کا علم ہو چکا تھا اور وہ سب کچھ پہلے سے ہی معلوم کر چکے تھے حبیب اللہ صاحب نے کہا کہ ریان کا نمبر بند آ رہا ہے تو بہروز صاحب نے انہیں بتایا کہ کمانڈوز کا وہ علاقہ کلئیر کرنے کا آرڈر ملا ہے اور معیز اور ریان وہی بڑی ہیں اس لیے ان کے نمبر بند آ رہے ہیں

کمانڈوز جائے وقوع پہ پہنچے تو پولیس پہلے سے ہی وہاں پہ موجود تھی لیکن وہ اندر گھسنے کا رسک نہیں لے رہی تھی کیونکہ اندر موجود چھ سو کیڈیٹس کی جان جاسکتی تھی ان کے کسی بھی غلط قدم کی وجہ سے اس لیے وہ ابھی تک بے بس کھڑے تھے

ریان نے اگلے گیٹ کی بجائے پیچھے سے سینٹر میں داخل ہونا مناسب سمجھا وہ پیچھے گئے تو وہاں کی دیوار تقریباً پانچ فٹ اونچی تھی جسے آسانی سے پار کرتے وہ سینٹر میں داخل ہوئے تھے آگے ریان تھا جس نے انگلی بندوق کے ٹریگر پہ رکھی ہوئی تھی اور ادھر ادھر دیکھتے وہ آگے بڑھ رہے تھے کمروں کی طرف آتے انہیں جابجا خون پھیلا نظر آیا جسے سب نے افسوس اور دکھ سے دیکھا تھا

سینٹر کی دو منزلیں تھیں نیچے دس کمرے دس اور اوپر بھی لیکن دہشت گرد تین انہیں احتیاط اور دانش مندی سے سب کلئیر کرنا تھا وہ دو دو کر کے اک اک کمرے کے آگے کھڑے ہوئے تھے اور ریان کا اشارہ ملتے دروازہ پاؤں کی ٹھوک سے کھولتے وہ اندر داخل ہوئے تھے سب کمروں میں کچھ لوگ مرے ہوئے اور کچھ شدید زخمی حالت میں ملے تھے اور اک دہشت گرد ملا تھا جسے اسی ٹائم گولی سے اڑا دیا تھا انہوں نے اب رہ گئے تھے دو دہشت گرد یقیناً وہ اوپر والے پورشن میں ہونے تھے

ریان اپنے کچھ ساتھیوں کو زخمیوں کو ریسکیو کرنے کا کہہ کر اور باقی ساتھیوں کے ساتھ سیڑھیوں کی طرف بڑھا تھا بالکل چوکنا انداز میں سیڑھیوں پر چڑھتے وہ بندوق کے ساتھ ساتھ سر کو بھی ادھر ادھر ہلا رہے تھے وہ اوپر والی منزل پہ آئے تو شاید ان کے قدموں کی آواز سن کے اک دہشت گرد کمرے سے باہر نکلا تھا اور سامنے کھڑے کمانڈوز کو دیکھ کے اک لمحے کو اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں لیکن اگلے ہی لمحے وہ ان کی دوڑا تھا شاید نہیں یقیناً اس کا ارادہ ان کے پاس جا کر خود کش جیکٹ میں لگا بمب بلاسٹ کرنے کا ارادہ تھا لیکن اس سے بھی زیادہ تیزی سے ریان نے گولی چلائی تھی جو کہ سیدھی

اس کے ماتھے پہ لگی تھی اور وہ زمین پہ ڈھیر ہو گیا تھا اب پیچھے اک دہشت گرد رہ گیا تھا اور وہ انہیں نہیں پتہ تھا کہ کون سے کمرے میں ہے اس لیے اب انہیں مزید احتیاط سے کام لینا تھا

ریان انہیں سب کمرے کلئیر کرنے کا کہہ کے خود اس کمرے کی طرف بڑھا تھا جس کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا لیکن کمرے میں مکمل اندھیرہ چھایا ہوا تھا ریان نے احتیاط سے جا کر کمرے کا دروازہ کھولا تھا لیکن اندھیرے کے باعث کچھ نظر نہیں آ رہا تھا بس باہر سے آتی روشنی میں سامنے پڑی چارپائی نظر آرہی تھی

"یہاں پہ کوئی ہے؟ دیکھو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ایس ایس جی کمانڈ ہوں اور میں یہاں آپ سب کو بچانے آیا شہابش اگر یہاں کوئی ہے تو باہر آ جاؤ" اس کی آواز سن کے اک کونے میں کھڑے ڈرے سہمے کیڈیٹس کو تھوڑا حوصلہ ہوا تھا اور وہ سب اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے کمرے میں ہلچل محسوس کر کے ریان نے کمرے کا دروازہ سارا کھول دیا تھا جس سے اچھی خاصی روشنی اندر گئی تھی اور اسی روشنی کے باعث ریان سامنے دیکھتے چونک گیا تھا کیونکہ چارپائی کے نیچے کوئی تھا اس نے کیڈیٹس کو وہی رکنے کا اشارہ کیا اور خود چارپائی کی طرف بڑھ گیا تھا لیکن اس کے چارپائی کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی وہاں چھپا دہشت گرد چارپائی سے باہر نکل آیا تھا اور اس کے ساتھ بندھی خود کش جیکٹ کو دیکھتے ریان اپنی جگہ رکا تھا اسے رکتے دیکھ کر اس خود کش بمبار کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ آئی تھی

مٹی دیے مائیں تیرا حال ماں نے پوچھا ہے

کیسے خوں بہایا میں سوال ماں نے پوچھا ہے

یہ اک مشہور مقلولہ ہے مر جاؤ یا مار دو اس میں دو آپشنز ہوتے انسان کے پاس یا تو وہ سامنے والے کو مار دے یا وہ خود مر جائے لیکن جب یہی آپشنز جب کسی فوجی جو ان کے سامنے آئیں کسی محاذ پر تو وہ اس مقلولے کو کچھ اس طرح بدلتے ہیں 'مرتے ہوئے سامنے والے کو بھی مار کے جاؤ'

اگر سامنے والا مر گیا تو اچھا ہو گا ملک کا اک دشمن کم ہو گا لیکن اگر وہ فوجی خود مرے گا تو سامنے والا بچ جائے گا اور پھر سے اس کے وطن عزیز کی طرف میلی نظر سے دیکھے گا اور یہ بات اک فوجی کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے اس وقت اس کے سامنے بھی بس یہی دو آپشنز دے تھے لیکن وہ اک فوجی تھا کیسے برداشت کر لیتا کہ اس کا دشمن بچ جائے یا مرتے مرتے بھی بہت سا نقصان کر جائے

اس نے اک نظر پورے کمرے میں دوڑائی تھی جہاں اک کونے میں چالیس سے پچاس پولیس کیڈٹس تھے اور اک نظر اپنے سامنے کھڑے شخص پہ ڈالی تھی جس کے ساتھ بمب بندھا ہوا تھا وہ بار بار اس کا بٹن دبانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ہڑبڑاہٹ ایسی تھی کہ بٹن دبنے کا نام ہی نہ لے رہا تھا اگر وہ اسے بلاسٹ کر دیتا تو ان دونوں کے ساتھ ساتھ وہ چالیس پچاس کیڈٹ بھی اپنی جان کی بازی ہار دیتے

اور یہ بات اسے ہر گز منظور نہیں تھی اک پل میں فیصلہ کیا تھا اس نے کیونکہ زیادہ وقت نہیں تھا اس کے پاس اس نے اک لمحے کو آنکھیں بند کر کے اپنے سارے پیاروں کے چہرے یاد کیے تھے اور اس کے چہرے پہ مسکراہٹ چمکی تھی جسے وہ ہونٹوں میں دبا گیا تھا

اگلے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور ان آنکھوں میں چمک تھی جنون تھا عشق تھا اپنے وطن کے لیے کچھ بھی کر جانے کا عزم تھا اپنے لوگوں کی جان بچالینے کی خوشی تھی

غلط بات ہے ہم وفاداری نہیں کرتے

محبت بانٹتے ہیں ہم اداکاری نہیں کرتے

بروقت جب آتا ہے وطن پر اے وطن والوں

ہم اپنی جان دیتے ہیں غداری نہیں کرتے

CLASSIC URDU MATERIAL

!!

اس نے اک لمحے کو آنکھیں بند کر کے اپنے سارے پیاروں کے چہرے یاد کیے تھے اور اس کے چہرے پہ مسکراہٹ چمکی تھی جسے وہ ہونٹوں میں دبا گیا تھا اگلے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور ان آنکھوں میں چمک تھی جنون تھا عشق تھا اپنے وطن کے لیے کچھ بھی کر جانے کا عزم تھا اپنے لوگوں کی جان بچالینے کی خوشی تھی

ریان نے بغیر اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیے اس دہشت گرد کے اوپر چھلانگ لگادی تھی اور ان کے زمین پہ گرتے ہی بمب پھٹنے کی آواز کے ساتھ وہاں موجود کیڈٹس کی چیخیں بھی بلند ہوئی تھیں

یاد آئی ہے ماں تیری دعا

جب ہونٹ لگے اس مٹی کو

جو زخم لگے لگ جائیں مجھے

نہ چوٹ لگے اس مٹی کو

آسان نہیں ہے راہِ وفا

منزل کے لیے دل کافی ہے

بمب کی پھٹنے اور چیخوں کی آواز سن کے کمانڈوز جو باقی سارے کمرے کلیر کر چکے تھے وہ سب اس روم کی طرف بھاگے
تھے جہاں سے آواز آئی تھی اور سب سے آگے معیز تھا کمرے میں پہنچتے آگے کا منظر دیکھتے سب اپنی اپنی جگہ ساکت
ہوئے تھے کچھ لمحے معیز سٹل کھڑے رہنے کے بعد بھاگتے ہوئے اندر گیا تھا اور خون میں نہائے ہوئے ریان کو سیدھا کیا تھا
جس کے جسم میں شاید کچھ سانسیں باقی تھی

سامنے نظر کے گرے تو کہتی تھی ہائے ماں مرے

اب گرامیں اٹھ نہ پایا اب کرے تو ماں کیا کرے

"لالے لالے دیکھ تو نے میرے ساتھ غداری کی نہ تو میں بتا رہا ہوں میں تجھ سے ناراض ہو جاؤں گا" اس کا سر اپنی گود میں رکھتے معیز چلایا تھا اس کی بات سن کے ریان ہلکا سا مسکرایا تھا

"للل لالے کلک کی جج جان مم معاف کلک کر دد دد دے اور اور
سس اسے ببب بھی کلک کہنا مم مجھے مم معاف کلک کر
دد دد دینا" تکلیف کے مارے بمشکل اٹکتے ہوئے وہ بول رہا تھا اس کا اشارہ پریشے کی طرف تھا

"نہیں لالے تو میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا تو مجھے اکیلا نہیں چھوڑ کے جاسکتا تجھے پتہ ہے نہ میرا تیرے سوا کوئی دوست نہیں ہے" معیز نے روتے ہوئے کہا تھا لوگ کہتے ہیں مرد روتے نہیں ہیں ان کے دل بہت مضبوط ہوتے ہیں لیکن جب اپنا کوئی بہت قریبی جا رہا ہو تو مرد روتے کیا چلاتے بھی ہیں جیسے ابھی معیز کر رہا تھا

"وو پی پی سسے تت تو مم میں خخ خط للل لکھے ہہ ہیں للل لیکن
پپ پھر ببب بھی مم ببب سس سے کلک مم میرے
وو وطن کلک کو مم میری ضضض ضرورت تھی" ریان نے اٹکتے ہوئے کہا اور اک
آخری ہچکی لی اور اس کی گردن اک طرف کو لڑکھ گئی تھی جسے آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے معیز دیکھ نہ سکا تھا اس کی
حالت دیکھ کر معیز نے تکلیف کے مارے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں

"لالے چپ کر جاتھے اللہ کا واسطہ ہے میں ابھی تجھے ہاسپٹل لے کر چلتا ہوں تجھے کچھ نہیں ہوگا" معیز نے کہہ کر اسے اٹھانا چاہا لیکن اس کی ویران آنکھیں اک ہی جگہ جمی دیکھ کر وہ ٹھٹھکا تھا

"لالے لالے" معیز نے اس کا گال تھپتھپایا تھا لیکن اس کا کوئی ریسپونس نہ آیا تو اس نے ڈرتے ڈرتے اس کی نبض چیک کی تھی جو بالکل ساکت تھی اس پہ بھی یقین نہ آیا تو کان لگا کے اس کے دل کی دھڑکن چیک کرنی چاہی تو وہ بھی ساکت تھی "لالے تو میرے ساتھ غداری نہیں کر سکتا لالے پلیز اٹھ جانے اٹھ کہہ دے تو مزاق کر رہا ہے،،، لالے اٹھ جانا اک دفعہ مجھے لالے کی جان کہہ دے،،، لالے دیکھ تو اگر نہ اٹھا تو میں تیری بہن کو بہت تنگ کروں گا" معیز اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بولتا جا رہا تھا اس دیکھ کے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اک کمانڈو ہے اس کی حالت کسی پاگل سے کم نہیں لگ رہی تھی اسے دیکھ کے وہاں کھڑے تمام کمانڈوز کی آنکھیں نم ہوئی تھی

"سربس کریں ریان سر شہید ہو چکے ہیں اور آپ بھی اک کمانڈو ہیں آپ کو پتہ ہے نہ شہادت کا رتبہ حاصل کرنا ہر فوجی کی خواہش ہوتی ہے ریان سر ہم سب پہ سبقت لے گئے ہیں اس طرح روکے آپ ان کی روح کو تکلیف پہنچا رہے ہیں" اک کمانڈو نے آگے بڑھ کے معیز کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا تھا جس پہ معیز نے اپنی لہو رنگ آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا تھا اور پھر نظر جھکا کے ریان کی کھلی آنکھوں میں جھانکا تھا اور روتے ہوئے اس کی آنکھیں بند کی تھیں

"لالے تو نے میرے ساتھ غداری کر کے اچھا نہیں کیا تیرے جانے کے بعد معیز معیز نہیں رہے گا تیری کمی زندگی کے ہر موڑ پہ محسوس ہوگی" معیز نے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کے کہا تھا اس کے کچھ آنسو ٹوٹ کے ریان کے گالوں پہ گرے تھے

کیسے مانوں ہے تُو جدا مجھ سے

سوچ کر دل نڈھال ہوتا ہے

تُو نہیں سامنے مگر پھر بھی

دل میں تیرا خیال ہوتا ہے

تیری ایک ادا کے نام کیا

سب عہدِ وفا کے نام کیا

پھر خود کو سنبھالتے اس نے سب کچھ کلئیر ہو جانے اور ریان کی شہادت کی خبر سی او صاحب کو دی تھی اور ریان کی میت کو اٹھا کے سی ایم ایچ جانے کے لیے نکل گئے تھے

آج اک اور سپوت مٹی کی ماں پہ قربان ہو گیا تھا اپنا عہد وفا کر گیا تھا جو اس نے آرمی جوائن کرتے اپنے وطن سے کیا تھا کہ مجھے جو مشن دیا جائے گا اس کو میں اپنی جان پہ کھیل کے بھی پورا کروں گا اس نے اپنی ماں کی کوکھ اجاڑ دی تھی اور اس کے بدلے ناجانے کتنی ماؤں کی کھوکھ کو اجڑنے سے بچا گیا تھا

اک فوجی کی زندگی کا مقصد ہی شہادت پانا ہوتا ہے ہر کوئی شہادت کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دیتا ہے لیکن یہ مقام بھی کسی کسی کے حصے میں آتا ہے اس کے باوجود شہیدوں کی لمبی لسٹ ہے قیام پاکستان سے لے کر اب تک ناجانے کتنے سپوت اس مٹی کی حفاظت کے لیے قربان ہو چکے ہیں

فوجی کو لیے صرف کہنے کو ہی مٹی ماں نہیں ہوتی بلکہ وہ حقیقت میں بھی وطن کی مٹی کو ماں کہتے اور سمجھتے ہیں اور اس کی عزت و حرمت کی طرف اٹھنے والی نظروں کو نوچ پھینکتے ہیں اور اس کی حفاظت کے لیے اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے

تم سے اپنا وعدہ نبھائیں

چاہے اپنی جاں بھی جائے

پہلی چاہت بھی تھی تیری

آخری خواہش بھی تو میری

"جی تو ناظرین آپ کو تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کرتے چلیں گے کوئٹہ پولیس ٹریننگ سینٹر کو کلئیر کر لیا گیا ہے تینوں دہشت مارے گئے ہیں اس کے علاوہ فائرنگ کے نتیجے میں اکسٹھ کیڈٹس اپنی جان کی بازی ہار کر شہادت کے رتبے پہ فائز

ہوئے ہیں اور ایک سو پینسٹھ کیڈٹس کو زخمی حالت میں ہاسپٹل منتقل کیا گیا ہے اور پاکستان ایس ایس جی کے بہادر کمانڈو کیپٹن ریان خان نے بھی شہادت کا جام نوش کیا ہے انہوں نے اک خود کش بمبار پہ چھلانگ لگا کے وہاں موجود سینکڑوں کیڈٹس کی جان بچائی ہے ان کے اس کارنامے پہ پورے پاکستان اور افواج پاکستان کو ان پہ فخر ہے "نیوز اینکر اور بھی ناجانے کیا کیا بول رہی تھی لیکن حبیب اللہ صاحب کے گھر کے ٹی وی لاؤنج میں بالکل سناٹا چھا گیا تھا چار نفوس کی موجودگی کے باوجود لگ رہا تھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں ہے

سب اپنی اپنی جگہ پہ ساکت بیٹھے بے یقینی سے ٹی وی سکرین کو دیکھ رہے تھے جہاں ریان کی فوٹو کے ساتھ اس کی شہادت کی خبر چلائی جا رہی تھی اس خاموشی کو فون کی گھنٹی کی آواز نے توڑا تھا حبیب اللہ صاحب نے چونک کے ادھر ادھر دیکھا تھا اور پھر تھوڑے حواس بحال ہوئے تو اٹھ کے کریڈل سے ریسیو اٹھایا تھا

"اسلام و علیکم کیپٹن ریان کے والد صاحب بات کر رہے ہیں؟" حبیب اللہ صاحب کے ہیلو کہنے پہ آگے سے پوچھا گیا تھا جس کا جواب انہوں نے ہاں میں دیا تھا

"میں آپ کے بیٹے کی یونٹ کا سی او ہوں مبارک ہو آپ کو آپ کا بیٹا شہادت کے رتبے پہ فائز ہوا ہے افواج پاکستان کے ساتھ ساتھ پوری قوم کو ان پہ فخر ہے جس طرح انہوں نے جواں مردی سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے وہاں موجود کیڈٹس کو بچایا ہے وہ قابل تحسین ہے قوم ہمیشہ ان کی مقروض رہے گی اور آپ حوصلہ مت ہاریے گا آپ کا بیٹا شہید ہے اور شہید کبھی مرا نہیں کرتے یہ تو اللہ پاک نے خود قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہوا ہے "مزید دو چار باتیں کرتے اور حوصلہ دینے کے بعد فون رکھ دیا گیا تھا

فون رکھنے کے بعد حبیب اللہ صاحب تھکے تھکے قدموں کے ساتھ واپس ان کی طرف آئے تھے جو ابھی تک اپنی جگہ پہ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آنکھیں بند کر کے اک لمبا سانس کھینچا تھا گویا درد ضبط کرنے کی کوشش کی تھی ابھی انہیں سب کو سنبھالنا تھا اگر وہ خود حوصلہ ہار دیتے تو باقی سب کا کیا بننا تھا

"بیگم" حبیب اللہ صاحب نے نازیہ بیگم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے انہیں آواز دی تھی جس پہ انہوں نے خالی خالی نظریں اٹھا کے انہیں دیکھا تھا

"مضبوط بنیں بیگم ہمارا بیٹا تو خوش نصیب ہے جس کے حصے میں شہادت کا مقام آیا ہے اور اس سے زیادہ خوش نصیب تو ہم ہیں جو اک شہید ماں باپ ہیں شاباش مضبوط بنیں ابھی بچوں کو بھی تو آپ نے سنبھالنا ہے" حبیب اللہ صاحب نے اپنا درد اور آنسو چھپاتے انہیں مضبوط بننے کی تلقین کی تھی

"حبیب اللہ صاحب میرا بیٹا میرا ریان" اتنا کہہ کے وہ رو پڑی تھیں حبیب اللہ صاحب نے بہت ضبط سے انہیں دیکھا تھا اور پھر ان کی توجہ ذیشان اور منان کی طرف دلائی تھی جو ابھی تک پتھرائی آنکھوں سے بیٹھے ہوئے تھے

ان کی حالت دیکھ کر ان کا دل کر لایا تھا مگر انہیں مضبوط بننا تھا کیونکہ ریان نے ان سے کہا تھا وہ اک فوجی کی ماں ہیں اور فوجیوں کی ماں انہیں دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتی ہیں آنسوؤں کے ساتھ نہیں اور انہوں نے بھی اپنے بیٹے کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنا تھا

پھر انہوں نے ذیشان اور منان کو ہلایا تھا اور وہ جو ماں کے ساتھ لپٹ کے رونا شروع ہوئے تھے بہت مشکلوں سے نازیہ بیگم نے انہیں چپ کروایا تھا پھر حبیب اللہ صاحب کے کہنے پہ منان چچا کے گھر گیا تھا انہیں ریان کی شہادت کی خبر دینے جب وہ گیا تو رات کا اک بج چکا تھا

اس نے جا کر دروازے پہ دستک دی تھی اور کافی دیر دستک دینے کے بعد دروازہ کھلا تھا اور احسان اللہ صاحب کا پریشان چہرہ دروازے کے فریم میں نمودار ہوا تھا اور ان کے پیچھے ان کی بیگم اور بیٹیاں بھی کھڑی تھیں سب کے چہرے پہ اتنی رات گئے منان کو دیکھتے حیرت چھائی تھی جبکہ پریشہ کا دل کسی انہونی کے ڈر سے زور سے دھڑکا تھا

پھر جب منان نے ریان کی شہادت کی خبر دی تو وہ سب اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے اور پھر سنبھلتے تیزی سے منان کے ساتھ ان کے گھر کی طرف چلے گئے تھے جبکہ پریشہ بے جان سی ان کے ساتھ گھسیٹی جا رہی تھی فلحال اس کا دماغ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا

زمینہ اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی کہ اچانک دروازے پہ ہوتی دستک سے اس کی آنکھ کھلی تھی اس نے حیرت سے مندھی مندھی آنکھیں کھول کے ٹائم دیکھا تو سو ایک قریب کا ٹائم دیکھ کے اسے حیرت ہوئی کہ کون ہو سکتا ہے آج پہلے ہی اسے بہت بے چینی تھی جس کی وجہ سے نیند نہیں آرہی تھی اب آئی تھی کوئی اٹھانے آگیا تھا دپوٹہ سر پہ لیتے جو تا پہن کے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی شائستہ بیگم کو دیکھ کے اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا

"بیٹا تم تیار ہو جاؤ ہم ابھی پشاور کے لیے نکل رہے ہیں" شائستہ بیگم کی بات سن کے اس کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا تھا

"اس ٹائم پشاور خیریت ہے؟" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا

"ہاں سب خیریت ہے بس معیز نے کال کی ہے کہ سب پشاور پہنچیں وہ اور ریان بھی وہی آرہے ہیں" شائستہ بیگم نے گول مول جواب دیا تھا انہیں بھی ابھی بہروز صاحب نے جگا کر بتایا تھا اور زرینہ اور باقی سب کو اٹھانے کا کہا تھا کہ انہیں ابھی ہی پشاور کے لیے نکلنا تھا

"لیکن کیوں معیز پشاور کیوں آرہے ہیں اور ہمیں بھی وہاں بلایا ہے کچھ سمجھ نہیں آرہا" زرینہ نے الجھ کے انہیں دیکھا تھا "بھئی یہ تو اس نے ہمیں بھی نہیں بتایا تم بس جلدی سے تیار ہو جاؤ ہمیں نکلنا ہے پشاور کے لیے" شائستہ بیگم اسے کہہ کر وہاں سے ہٹ گئی تھیں کہ مبادا وہ اس سے کچھ اور نہ پوچھ لے انہوں نے اسے نہیں بتایا تھا کہ اگر بتا دیتے تو جانے اس کا کیا ری ایکشن ہوتا اس لیے انہوں نے اسے وہی جا کے بتانا مناسب سمجھا تھا

تقریباً صبح کے ساڑھے چار بجے وہ پشاور پہنچے تھے زرینہ جلدی سے اندر کی طرف بڑھی تھی اور لاؤنج میں داخل ہوتے اپنی ساری فیملی کے ساتھ چچا کی فیملی اور چند اور قریبی رشتہ داروں کو دیکھ کے وہ چونکی تھی پھر جب غور کیا تو سب کی آنکھیں نم سرخ اور سوجی ہوئی تھیں کسی انہونی کے احساس سے اس کا دل سینے کے پنجرے میں پھپھڑایا تھا

"ماما بابا کیا ہوا ہے؟ آپ سب روئے ہیں؟ اور یہ سب کیوں جمع ہیں یہاں؟" زرینہ نے تیزی سے اک ساتھ سارے سوال پوچھے تھے آگے سے سب نے نظریں چرائی تھیں

"ماما بولیں نہ کچھ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے کیا ہوا ہے؟" زرینہ نے نازیہ بیگم کا ہاتھ پکڑ کے جھنجھوڑنے ہوئے کہا تھا

"ہونا کیا ہے میری لاڈو اللہ پاک نے تیرے بھائی کو شہادت کا درجہ پہ فائز کیا ہے تمہارا شوہر اور تمہارے باقی بھائی اسے لے کر آتے ہی ہوں گے" نازیہ بیگم نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے کہا تھا ان کی بات سن کے وہ چند ثانیے انہیں دیکھتی رہی تھی اور پھر ہنسنا شروع ہو گئی تھی

"اما آپ مزاق کر رہی ہیں نہ بھائی تو کوٹھ ہیں نہ اور ساتھ میں معیز بھی ہیں میں ابھی معیز کو کال کرتی ہوں وہ آپ کو بتاتے ہیں بھائی بالکل ٹھیک ہیں" اس نے کانپتے ہاتھوں سے معیز کا نمبر ڈائل کیا تھا بیل جا رہی تھی لیکن آگے سے وہ اٹھا نہیں رہا تھا

"مجھے لگتا ہے معیز سو رہے ہیں میں بھائی کے نمبر پہ ٹرائے کرتی ہوں" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ریان کا نمبر ڈائل کیا لیکن وہ بند آ رہا تھا وہاں پہ موجود سوائے اک کے اسے نم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے

اک زرمینہ تھی جو پاگلوں والی حرکتیں کر رہی تھی اقر دوسری پریشہ تھی جو پچھلے تین چار گھنٹوں سے اک ہی پوزیشن میں ساکت و جامد بیٹھی ہوئی تھی

"زری ہوش کرو بھائی واقعی ہی شہادت کو گلے لگا چکے ہیں اس طرح کر کے تم ان کی روح کو تکلیف پہنچنا رہی ہو" منان نے آگے بڑھ کے اسے گلے لگاتے کہا تھا

"نہیں بھائی ہمیں چھوڑ کے نہیں جاسکتے بھائی ایسا نہیں کر سکتے" اس کے سینے سے لگ کے بلکتے ہوئے وہ بس اسی جملے کی گردان کرتی جا رہی تھی

معیز نے نم آنکھوں سے سفید کفن میں لیٹے بند تابوت میں لیٹے اپنے لالے کو دیکھا تھا جس کے تابوت کے اوپر سبز ہلالی پرچم اک شان سے سجا ہوا تھا اس پرچم کو دیکھتے اس کا دل کیا جو لوگ اس پرچم کی قدر و قیمت نہیں جانتے انہیں جا کر بتائے یہ پرچم کوئی معمولی پرچم نہیں ہے اس کی قدر و قیمت جا کر ان سے پوچھوں جنہیں یہ اپنے باپ، بھائی، بیٹے یا شوہر کے بدلے میں ملا ہو

وہ ٹکٹی باندھے ریان کے چہرے کو دیکھے جا رہا تھا جیسے اس کے چہرے کو ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھوں میں بسانا چاہا ہو کیونکہ آج کے بعد اسے یہ چہرہ کبھی دیکھنے کو نہیں ملے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زمین کے اندر چلا جائے گا

پھر اپنے آنسو صاف کرتے باقی فوجیوں کے ساتھ اس کا جسدِ خاکی اٹھا کے ایمبولینس میں رکھا اور خود بھی ساتھ ٹک گیا تھا وہ ابھی تک اسی یونیفارم میں ملبوس تھا جس پہ اس کے جگری یار کا خون لگا ہوا تھا پشاور پہنچنے تک اس نے اپنے دل کو مضبوط کیا تھا کیونکہ اگر وہ خود بکھر گیا تو باقی سب کو کیسے سنبھالے گا

ایمبولینس گھر کے دروازے کے سامنے رکی تو معیز اتر اترتا نیچے اور پھر باقی فوجیوں کے ساتھ اس کا سبز ہلالی پرچم میں لپٹا تابوت لے کر گھر کے اندر داخل ہوا تھا اک لمحے کو اس کے قدم ڈمگ گئے تھے جن کندھوں پہ کبھی ریان اپنے بازو رکھتا تھا ان کندھوں پہ اس نے اسے اٹھایا تھا لیکن جلد ہی سنبھل گیا تھا وہ ابھی تابوت چارپائی پہ رکھ کے پیچھے ہوا ہی تھا کہ زرمینہ نے آگے آتے اس کا گریبان مٹھیوں میں جھکڑا تھا

"آپ بھائی کے ساتھ تھے نا دوست تھے نا آپ بھائی کے تو پھر آپ کے ہونے کے باوجود بھائی چلے کیسے گئے رو کا کیوں نہیں آپ نے جواب دیں مجھے" زرمینہ نے اس کا گریبان جھنجھوڑتے کہا تھا

"زمینہ شہادت پاناہر فوجی کا خواب ہوتا ہے اور آج اس نے اپنے خواب کی منزل پالی ہے اس طرح رو کے آپ اس کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیں آپ کے رونے سے میرے لالے کو بہت تکلیف ہوتی ہے" معیز نے اس کے آنسو صاف کرتے کہا تو وہ اس کے سینے سے لگ کے بلک بلک کے رودی تھی

نازیہ بیگم اپنے جواں سال بیٹے کا لاشادیکھ کے ضبط کے کڑھے مراحل سے گزر رہی تھیں لیکن انہیں صبر کرنا تھا اور وہ کر رہی تھی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو بہہ رہے تھے لیکن لب خاموش تھے

سن سکھیے سن اس ماں کی کہانی

لال میرے کی جوانی

رب نے اپنے پاس بلایا

رب کے حکم پہ سر کو جھکایا

سن سکھیے سن اس ماں کی کہانی

"بھائی بھائی پلیز اٹھیں نہ دیکھیں آپ کی گڑیا آپ کو بلارہی ہے اٹھ جائیں یوں نہ کریں آپ" زمینہ معیز کو چھوڑ کے تابوت کے شیشے سے نظر آتے اس کے پرسکون چہرے کو دیکھتے گڑ گڑائی تھی

"زمینہ میرے بچے سنبھالو خود کو اور پری کو بھی دیکھو نہ بچے جو کب سے اک ہی پوزیشن میں بیٹھی ہے نہ رو رہی ہے نہ کچھ بول رہی ہے اسے بھی تو سنبھالنا ہے ایسے مت کرو میں تم دونوں کو اکٹھے نہیں سنبھال سکتی" نازیہ بیگم نے روتی ہوئی زمینہ کی توجہ بت بنی پریشہ کی طرف دلائی تھی

"پری پری دیکھ نہ بھائی ہمیں چھوڑ کے چلے گئے ہوش میں انہیں آخری بار دیکھ لو پھر تمہیں کبھی یہ چہرہ دیکھنے کو نہیں ملے گا" زمینہ نے روتے ہوئے پریشہ کو جھنجھوڑا تھا اس کے جھنجھوڑنے پہ اک آنسو اس آنکھ سے ٹپکا تھا اور وہ ٹرانس کی کیفیت میں اٹھ کے تابوت کے پاس آئی تھی

"اتنی جلدی بھی کیا تھی مجھ چھوڑ کے جانے کی اتنی بری تھی میں کہ نکاح کے صرف دو ماہ بعد ہی مجھ چھوڑ کے چلے گئے ابھی تو میں نے صحیح طرح اپنے رشتے کو محسوس بھی نہیں کیا تھا" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی اور باقی سب اس کی حالت دیکھ کر رو رہے تھے

"میں کوشش کروں گی آپ کو مسکراہٹ سے ہی یاد کروں لیکن کیا کروں یہ جو آنسو ہیں نہ یہ کسی کی نہیں سنتے خود بخود ہی نکل آتے ہیں اگر کبھی آنسوؤں سے آپ کو یاد کروں تو ناراض مت ہوئے گا" پریشہ نے بے بس سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے کہا تھا اور پھر شیشہ کھلوا کے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے پہلی اور آخری بار کچھ آنسو ٹوٹ کے ریان کے چہرے پہ گرے تھے پھر باری باری سب نے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کے تابوت کو اٹھا کے شہر خاموشاں کی طرف چلے گئے تھے

"آہ میرے بچے جس باپ کے جنازے کو تم نے کندھا دینا تھا وہ باپ آج اپنے بیٹے کو ناتواں کندھوں پہ اٹھائے جا رہا ہے" اس کی میت کو کندھا دیتے حبیب اللہ صاحب نے کراتے دل سے سوچا تھا

سب لے گیا وہ آنکھ کا پانی

ہر آنسو اب یاد وہ آئے

وہ مجھ میں سیدھا چلتا تھا

اب چلتا ہوں کمر جھکائے

پھر پورے مر آدا آباد نے دیکھا تھا کہ اس وطن عظیم کے اک عظیم سپوت کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفنایا گیا تھا اور اس کے تابوت پہ موجود اس سبز ہلالی پرچم کو مان اور عزت کے ساتھ طے کر کے اور فوجی سلیوٹ کے ساتھ حبیب اللہ صاحب کے سپرد کیا تھا جسے لے کر انہوں نے نم آنکھوں سے چومنا تھا آج ان کے بیٹے نے ان کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا انہیں مان تھا کہ وہ ریان خان کے والد ہیں پھر ریان کی قبر پہ مٹی ڈالتے پرچم کو لیے وہ گھر آ گئے تھے

جس مٹی کے ساتھ وہ کھیلا اس مٹی کو دیے آیا

قرض چکا کر خون سے اپنے سارے خواب بچالایا

کیا پوچھتے ہو حال میرا اس باپ کا چین قرار نہ رہا

اویارو میر ایار نہ رہا، میر ایار نہ رہا، میر ایار نہ رہا

جبکہ معیز رات تک اس کی قبر کے پاس بیٹھا رہا تھا کہ کہی اس کا لالا اکیلا محسوس نہ کرے لیکن کب تک بیٹھتا وہاں آخر رات کو اٹھ کے گھر واپس آ گیا تھا خاموشی سے سر جھکائے گھر میں داخل ہوا تھا اور بغیر ادھر ادھر دیکھے ریان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا سب نے دکھ سے اسے دیکھا تھا سب ہی تو جانتے تھے ان کی دوستی کو اک دوسرے کو کہی اکیلا نہیں جانے دیتے تھے اور اب وہ زندگی بھر کے لیے اکیلا رہ گیا تھا

اومیرے یارا تیری یاریاں _____ !!

میری خوشیاں تُو ساریاں _____ !!

ریان کی شہادت کو کئی دن گزر گئے تھے تقریباً سبھی سنبھل گئے تھے سوائے معیز کے بظاہر تو وہ بھی ٹھیک تھا لیکن ریان کی شہادت کے بعد وہ بالکل چپ ہو گیا تھا نہ زیادہ بولتا تھا اور نہ ہی زیادہ ہنستا تھا زرمینہ اور معیز اور احسان اللہ کی فیملی کے علاوہ باقی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے آج کمانڈر ریان کا سارا سامان دے کر گئے تھے جس میں اس کی گھڑی والٹ، موبائل کچھ ڈائریز اور اک خط تھا معیز نے وہ خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا تھا

"اسلام و علیکم ماما بابا میرے پیارے بھائیوں میری گڑیا اور لالے کی جان" معیز بے ساختہ لالے کی جان پہ رکا تھا اس کے دل میں درد کی اک لہر اٹھی تھی جسے وہ ضبط کر گیا تھا

"مجھے اتنا یقین ہے کہ میرا خط تو ہی پڑھے گا آخر میری شہادت کے بعد تو نے ہمارے گھر جو ڈیرہ لگا لینا ہے اور سوری تجھ سے چھپ کر یہ خط لکھ لکھ رہا ہوں تیری سامنے لکھتا تو تو کبھی نہ لکھنے دیتا" جوں جوں وہ پڑھ رہا تھا اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں

"پتہ نہیں کیوں مجھے اس دفعہ لگ رہا تھا کہ میں آخری بار سب سے مل رہا ہوں مجھے لگتا ہے میری شہادت کا وقت نزدیک آ گیا ہے (ضروری بھی نہیں یہ بس میرا خیال ہے) تو سوچا کیوں نہ خط لکھ لوں میری شہادت کے بعد یہ آپ کو مل جائے اگر نہ شہید ہوا تو میں خود پھاڑ دوں گا لیکن معیز سے چھپا کے رکھنا پڑے گا اس کو اس نے دیکھ لیا تو شہادت سے پہلے ہی شہید کر دے گا وہ مجھے "معیز پڑھتے ہوئے مسکرایا تھا کیونکہ ساتھ اک سماں کی بھی بنی ہوئی تھی

"میری پیاری ماما اور پیارے بابا مجھے معاف کر دیجیے گا کیونکہ میں پہلے ہی آپ کو بتا رہا ہوں کہ اگر میرے وطن نے مجھے پکارا تو میں نہ نہیں کروں گا اور اپنی جان قربان کرنے میں اک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا کیونکہ اگر میں اپنے رشتوں کے بارے میں سوچا تو یہ میرے وطن سے غداری ہوگی اور کیا آپ لوگ چاہیں گے کہ آپ کا بیٹا غدار کہلائے؟ نہیں نہ مجھے پتہ ہے میرے بعد اپنا بہت سا خیال رکھنا ہے منان اور ذیشان خبردار ماما بابا کو تنگ کیا یا میری گڑیا کو تنگ کیا میں اوپر بیٹھ کے سب دیکھ رہا ہوں گا اور اگر تم لوگوں نے ایسا کچھ کیا تو میں ناراض ہو جاؤں گا بتا رہا ہوں" وہاں موجود تمام لوگوں کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں

"اور اگر وہاں پریشے ہوئیں تو ان سے سوری کہنا یا رکھنا کہ میں ان کا سہاگ اجاڑ رہا ہوں اس کے لیے مجھے معاف کر دیں اگر اک سہاگن کے بدلے باقی سہاگنیں اجرٹنے سے بچ جائیں تو یہ سودہ مہنگا نہیں ہے اور ان سے کہنا میں جو کہہ کر گیا تھا اس پہ عمل کرنا ہے اور مجھے بھلا کے اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا ہے ہمیشہ خوش رہو" پریشے بھی وہی موجود تھی اور شدتوں سے رو دی تھی پاس بیٹھی نازیہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا

"میری پیاری گڑیا مجھے پتہ ہے تم مجھ سے ناراض ہو جاؤ گی تم تو پہلے ہی میرے آرمی میں جانے کے خلاف تھی یقیناً تمہارے لاشعور میں ڈر تھا جو میری شہادت کے بعد سچ بن کے تمہارے سامنے کھڑا ہو گا لیکن جس شخص کے ہاتھ میں میں نے تمہارا ہاتھ دیا ہے اس پہ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ تمہیں سنہبال لے گا اور مجھے آنسوؤں میں بالکل یاد نہیں کرنا تمہارے آنسو مجھے بہت تکلیف دیتے ہیں" زرمینہ جو خط سنتے رو رہی تھی اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے وہ کیسے برداشت کر لیتی اس کی وجہ سے اس کے بھائی کی آنکھوں میں آنسو آئیں

"اور تم لالے کی جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں ایویں ہی تو نہیں سب ہمیں ہیرا نچھالیں! مجنوں اور ناجانے کیا کیا کہتے ہیں" معیز بے ساختہ ہنسنا تھا ریان کی شہادت کے بعد یہ اس کی پہلی ہنسی تھی سب نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھا اور ان کی دوستی پہ رشک کیا تھا

"میری شہادت کے بعد زیادہ سینیٹی ہونے کی بلکل ضرورت نہیں ہے میں ہمیشہ یاد بن کے تیرے ساتھ رہوں گا اب بس میں خط لکھنا بند کر رہا ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے تو آ رہا ہے اس سے پہلے کے میری شامت آئے میں شرافت سے یہ سب بند کر دوں لکھنا تو سب کے لیے علیحدہ علیحدہ خط تھا لیکن یہ جو آفت میرا خط پڑ رہی ہے یہ مجھے اکیلا نہیں چھوڑتی اس لیے اس

اک خط پہ ہی گزرا کر لیں خیر سب اپنا اپنا بہت خیال رکھنا اور دعاؤں میں مجھے یاد رکھنا اللہ حافظ " خط کے ختم ہوتے معیز بھی تیزی سے وہاں سے اٹھ گیا تھا کیونکہ اس کا ضبط ٹوٹ رہا تھا اور اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ دھاڑیں مار مار کے روئے لیکن سب کے سامنے ایسا نہیں کر سکتا تھا اس لیے وہاں سے چلا گیا تھا

آج وہ سب جی ایچ کیو میں منعقد شہداء کی یاد میں منعقد کی گئی تقریب میں شامل تھے اس تقریب میں شہداء کی قربانیوں کو یاد کر کے انہیں مختلف ایوارڈ سے نوازا جاتا تھا انہیں بھی اس تقریب میں شمولیت کے لیے بلایا گیا تھا اس لیے وہ سب وہاں موجود تھے ریان کی جواں مردی کے بارے میں بتانے کے بعد نازیہ بیگم کو سٹیج پہ بلایا گیا تھا تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں

"اسلام و علیکم مجھے یہاں بلایا گیا ہے تاکہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں میں آپ لوگوں کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گی مجھے فخر ہے کہ میں اک شہید کی ماں ہوں اس نے میری کوکھ سے جنم لیا ہے یہ بات میرے لیے قابلِ فخر ہے ہاں جب میرے سامنے میرے جواں سال بیٹے کی لاش آئی تھی تو میرے دل میں درد کا طوفان اٹھا تھا آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب نکلا تھا لیکن مجھے میرے بیٹے کے کہے الفاظ یاد آئے تھے کہ فوجیوں کی مائیں انہیں دعاؤں کے سائے میں رخصت کرتی ہیں آنسوؤں سے نہیں تو میں اپنے آنسو صاف کر کے اسے دعاؤں کے سائے میں رخصت کیا تھا ہمیشہ کے لیے" بولتے بولتے ان کی آواز بھرا گئی تھی اس لیے وہ تھوڑی دیر رک گئی تھیں

"مانتی ہوں شہادت اک ایسا رتبہ ہے جس پہ فائز ہونا اک اعزاز کی بات ہے لیکن ان دہشت گردوں ان بے ضمیروں کو کوئی بتاؤ بیٹے پیڑوں پہ نہیں اگتے انہیں اپنے خون سے سینچا جاتا ہے نو ماہ پیٹ میں رکھنے کے بعد کتنی تکلیف جھیل کے انہیں دنیا میں لایا جاتا ہے کتنے جتن کر کے انہیں پال پوس کر کے بڑا کرتے ہیں لیکن یہ دہشت گرد نام نہاد مسلمان کیسے اک پل میں ہماری برسوں کی ریاضت مٹی میں رول دیتے ہیں" بولتے بولتے وہ ہانپ گئی تو معیز سنجیدگی سے اپنی جگہ سے اٹھا گلاس میں پانی ڈال کے انہیں دیا اور ان کے کندھوں کے گرد بازو پھیلاتے انہیں اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو وہ مسکرائی تھیں "میں اپنے رب تعالیٰ سے شکوہ کناں نہیں ہوں کے اس نے میرا بیٹا لے لیا بلکہ مجھے تو شکر گزار ہونا چاہیے کہ اک بیٹے کے بدلے مجھے اللہ نے اور بیٹوں سے نوازا ہے یہاں پہ جتنے بھی نوجوان بیٹھے ہیں جتنے باڈر پہ ہیں اور جہاں جہاں وردی پہن کے کوئی نوجوان ملک کی حفاظت کر رہا ہے وہ سب میرے بیٹے ہی اللہ ان سب کو ان کے مقاصد میں کامیاب کرے اور ہمیشہ دشمن پہ فتح عطا فرمائے آمین شکریہ" اتنا کہہ کے وہ معیز کے بازو کے ہلکے میں ہی اپنی سیٹ کی طرف بڑھی تھیں وہاں موجود سب لوگوں نے تالیاں بجا کے ان کی ہمت اور حوصلے کو داد دی تھی

پھر آرمی چیف نے کیپٹن ریان خان کی بہادری اور جواں مردی پہ اسے فوراً تھ ہائیسٹ ملٹری ایوارڈ 'تمغہ جرات' سے نوازا تھا جسے آرمی چیف سے نازیہ بیگم نے ہی لیا تھا

کچھ سال بعد

"روہان بیٹا تنگ نہیں کریں اور تیار ہو جائیں ابھی آپ کے ڈیڈ آجائیں گے اور ہم دونوں پہ غصہ ہوں گے" زرینہ نے بے بسی سے اپنے سات سالہ بیٹے روہان کو دیکھتے کہا تھا جو کب سے موبائل پہ گیم کھیل رہا تھا آج ریان کی برسی تھی اس لیے انہیں پشاور جانا تھا کیونکہ معیز کی عادت تھی کہ وہ ہر سال اس کی برسی پہ شہر خاموشاں میں جا کر اس سے باتیں کرتا تھا معیز نے اسے کال کر کے تیار ہونے کا کہا تھا اور خود وہ ابھی رستے میں تھا آج کل اس کی پوسٹنگ ایبٹ آباد میں ہی تھی اور وہ میجر کے عہدے پہ فائز تھا اس نے پہلے روہان کو تیار کرنا تھا اور پھر خود ہونا تھا لیکن وہ کب سے گیم میں بزی تھا آخر تنگ آ کر اس نے اسے معیز کی دھمکی دی تھی

"یار موم یہ ڈیڈ اتنے کھڑوس کیوں ہیں جب دیکھو یا تو ڈانٹتے رہتے ہیں یا چپ رہتے ہیں اور ہنستے تو میں انہیں کبھی دیکھا ہی نہیں" روہان نے منہ بناتے کہا تھا جس پہ زرینہ نے اسے گھوری سے نوازا تھا

"یہ کیا آپ ابھی تک ریڈی نہیں ہوں میں کب سے کال کی ہوئی ہے آپ کو" اس سے پہلے کے زرینہ اسے کچھ کہتی معیز روم میں داخل ہوا تھا اور انہیں ویسے ہی بیٹھے دیکھ کر اس کے ماتھے پہ بل پڑے تھے

"ایم سوری ڈیڈ لیکن موم کی کوئی غلطی نہیں ہے میں لیٹ کیا ہے انہیں آپ ڈانٹیں مت انہیں" روہان نے سنجیدگی سے اسے کہا تھا

"ہاں تم ابھی تک ریڈی نہیں ہوئے چلو کوئی بات نہیں آ جاؤ ہمارے ساتھ ہم تمہیں ریڈی کرتے ہیں" معیز نے اسے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ فیضان تیزی سے بولتا روم میں بغیر اجازت کے داخل ہوا تھا اور اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے روہان کو اٹھا کے بجلی کی سی تیزی سے وہاں سے رفقہر ہو گیا تھا

"شکر ہے فیضی آپ نے مجھے بچا لیا ورنہ آج ڈیڈ کے ہاتھوں میری گردن اڑنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا" روہان نے فیضان کے گلے میں بانہیں ڈالتے کہا تھا

"فیضی کے کچھ لگتے نہ چاچو نہ ماموں سیدھا سیدھا فیضی کبھی تو چاچو یا ماموں کہہ لیا کر" فیضان نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو اس نے اپنی نظریں ادھر ادھر گھمانی شروع کر دیں جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں فیضان اسے اک چپت لگاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا

"ویسے فیضی یہ بابا ہمیشہ سے ایسے ہی کھڑوس تھے کیا؟" روہان نے پوچھا تو فیضان کے قدم رکے تھے

"نہیں میری جان وہ تم سے بھی زیادہ شرارتی ہوا کرتے تھے لیکن جب سے ریان بھائی کی شہادت ہوئی تب سے معیز بھائی ایسے ہو گئے ہیں کیونکہ ریان بھائی ان کے بسٹ فرینڈ تھے" فیضان نے افسردگی سے کہا تھا اور اس کے مزید کچھ پوچھنے سے پہلے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے اپنے روم میں گھس گیا تھا

"چلا گیا ہے وہ اب دروازے سے تو نکلنے سے رہا جسے آپ کب سے گھورے جارہے ہیں" زرمینہ نے اس کے مسلسل دروازے کو دیکھنے پہ چوٹ کی تھی جس پہ اس نے نظریں گھما کے زرمینہ کو دیکھا تھا

"آپ کو پتہ ہے مجھے دیر پسند نہیں اور جس دن میں لالے سے ملنا ہو اس دن تو بالکل نہیں تو پھر ابھی تک ریڈی نہ ہونے کا مطلب؟" معیز نے آہستگی سے مگر سخت لہجے میں اس سے پوچھا تھا اس لے سخت لہجے پہ زرمینہ کی آنکھوں میں آنسو گرنے لگ گئے تھے

"آپ مجھ پیار ہی نہیں کرتے جب تک بھائی تھے آپ ٹھیک تھے لیکن اب آپ کو پتہ ہے نہ کہ بھائی نہیں ہیں جن سے میں آپ کی شکایت کر سکوں اس لیے آپ مجھے ڈانٹتے رہتے ہیں" زرینہ نے روتے ہوئے کہا تو معیز نے اک گہری سانس بھری تھی اور اس کی طرف بڑھا تھا

"آپ کو پتہ ہے یہ آنسو میری کمزوری ہیں جب بھی میں آپ کو ڈانٹنے لگتا ہوں آپ ان کا استعمال شروع کر دیتی ہیں اور رہی بات شکایت لگانے کی آپ کا بیٹا آپ کو شکایت لگانے کا موقع کہاں دیتا ہے آپ کو ذرا سا کچھ کہہ دوں تو ایسے رعب جھاڑتا ہے جیسے میں نہیں وہ میرا باپ ہے اور آپ کے دونوں بھائی بھی آپ دونوں کو میری ڈانٹ سے بچا لیتے ہیں جیسے ابھی لے کے گیا ہے" معیز نے اس کے آنسو صاف کرتے سنجیدگی سے کہا تھا

"معیز کیا وہ پرانے والا معیز واپس نہیں مل سکتا؟" زرینہ نے اسے دیکھتے آس سے سے پوچھا تھا

"وہ معیز تو ریان کے ساتھ تھاریان کے ساتھ وہ معیز بھی کہی دفن ہو گیا ہے اور بہت دیر ہو چکی ہے آپ ریڈی ہوں ہمیں نکلنا ہے" اس کا گال تھتھپاتے معیز بغیر اس کی کچھ سنے الماری سے کپڑے نکالتا واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا اور زرینہ بس ڈھنڈی سانس بھر کے رہ گئی تھی

پھر کچھ دیر تک وہ سب پشاور جانے کے لیے نکل گئے تھے وہاں پہنچتے انہیں گھراتار کے معیز خود شہر خاموشاں کی طرف چل دیا تھا جہاں اس کا لالا اس کا جگری یار بقول اس کے اس کا دل گردہ معدہ پھپھڑے گہری اور پر سکون نیند سویا ہوا تھا

قبرستان کے باہر گاڑی کھڑی کر کے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا تھا تھوڑی دور جا کر اک قبر کے پاس رکا تھا جس کے سرہانے لگی تختی پہ کالی روشنائی سے لکھا ہوا تھا 'کیپٹن ریان خان شہید ولد ڈاکٹر حبیب اللہ خان' اس کے علاوہ اس کی تاریخ پیدائش شہادت کی تاریخ اور دن بھی لکھا ہوا تھا اور ان سب کے نیچے اک لائن لکھی ہوئی تھی

"ہم سب میں اک فوجی چھپا ہے اور جب فرض کا حکم آجائے تو تیار رہیں"

معیز نے پہلے ساتھ لائے ہوئے تازہ گلاب اس کی قبر پہ پنچا اور کیے تھے اور پھر فاتح کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے اور جب اس نے فاتح پڑھ کے دونوں ہاتھ چہرے پہ پھیرے تو چونکا تھا کیونکہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس نے جلدی سے چہرہ صاف کیا تھا اور اس کی قبر کے سامنے چوڑی مار کے بیٹھ گیا تھا

"لالے تو مجھے دیکھ رہا ہے نہ میں آیا ہوں معیز تجھے پتہ ہے لالے میں تجھے بہت مس کرتا ہوں کیونکہ اب کوئی بھی مجھے لالے کی جان کہہ کر نہیں پکارتا اور دیکھ تو نے میرے ساتھ غداری کی لیکن میں نے نہیں کی میرا آج بھی تیرے سوا کوئی دوست نہیں تیرے سوا معیز نے کبھی کسی کو لالا نہیں کہا" معیز اس کی قبر کو دیکھتے ایسے باتیں کر رہا تھا جیسے ریان اسے سن رہا ہو "دیکھ نہ لالے آج میرے پاس سب کچھ ہے آرمی میں میجر کے عہدے پہ فائز ہوں ایس ایس جی کا بہادر اور نڈر کمانڈر مانا جاتا ہوں ماں باپ ہیں بیوی ہے بیٹا ہے جس کا نام میں نے تیرے نام سے ملتا جلتا روہان شاہ رکھا ہے ان سب کے باوجود تو نہیں ہے میرا لالا نہیں ہے لالے کی جان کہہ کے پکارنے والا کوئی نہیں ہے زندگی کے ہر قدم پہ تیری کمی محسوس ہوتی ہے دیکھ تیرے جانے کے بعد معیز ہنسنا بھول گیا ہے معیز معیز نہیں رہا" معیز بول رہا تھا اور ساتھ اس کی آنکھوں سے آنسو بھی

جاری تھی اور رات تک اس نے ایسے ہی اس سے باتیں کرنی تھی اور رات کسی نے آکر زبردستی اسے وہاں سے اٹھا کے لے کے جانا تھا

رہے نہ رہے یہ جیون کبھی _____ !!

بنی یہ رہے دوستی _____ !!

ان کچھ سالوں میں بہت زیادہ تو نہیں لیکن کچھ چیزیں بدل چکی تھیں جیسے معیز شرارتی معیز سے بلکہ سنجیدہ اور کھڑوس میجر معیز شاہ بن چکا تھا وہ اور زرینہ ماں باپ کے عہدے پہ فائز ہو چکے تھے ان کا اک بیٹا تھا روہان شاہ جو شرارتوں میں پہلے والے معیز کی کاپی تھا

اس کے علاوہ ذیشان بھی آرمی جوائن کر چکا تھا اور ابھی کچھ مہینے قبل ہی اس کی عریشے سے شادی ہوئی تھی جبکہ ریان کی شہادت کے دو سال بعد منان اور پریشے کی بھی شادی کر دی گئی تھی ان دونوں سے پوچھ کے ہی انہیں رشتہ ازدواج میں باندھا گیا تھا پریشے کو پتہ تھا کہ اس کے ماں باپ نے پوری زندگی اسے گھر نہیں بیٹھائے رکھنا اس کی کہی شادی بھی کرنی ہے اس لیے ریان کی ساری یادوں کو دل کے اک کونے میں پھینک کے اس نے تالا لگا دیا تھا اور منان اس کے حق میں اچھا شوہر ثابت ہوا تھا جس نے کبھی اسے کوئی طعنہ نہیں دیا تھا بلکہ اکثر اس کے آنسوؤں کے لیے وہ اپنا کندھا پیش کرتا تھا جس پہ سر رکھ کے وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لیتی تھی ان کے دو پیارے پیارے بیٹے ہیں اور اک بیٹی ہے

کہنے کو تو زندگی اپنے ڈگر پہ چل رہی تھی کیونکہ کسی کے جانے سے زندگی رک نہیں جاتی اس لیے سب بظاہر تو سب ٹھیک چل رہا تھا لیکن کہی کوئی نہ کوئی کمی ضرور تھی ہر کسی کی زندگی میں اور شاید یہ کمی ہمیشہ رہنے والی تھی

ضروری نہیں ہر فوجی غازی بنے ہر مہینے بلکہ ہر دن ناجانے کتنے فوجی اس دھرتی ماں کے کے قربان ہوتے ہیں ناجانے کتنے ریان کسی کا سہاگ، کسی کا بیٹا، کسی کا باپ، کسی کی ماں، کسی کے کتنے رشتوں کے لیے اپنا آپ قربان کرتے ہیں جن کے کیے اپنی ماں سے زیادہ اہم مٹی کی ماں ہوتی ہے جس کے لیے اپنی ماں سے زیادہ مٹی کی ماں کا قرض زیادہ اہم ہوتا ہے ہر وہ جوان جو وردی پہن لیتا ہے اپنے ملک کی حفاظت کی قسم کھالیتا ہے پھر اس کے لیے اپنی ماں اپنے ہر رشتے سے زیادہ اہم مٹی کی ماں ہو جاتی ہے اور روز ناجانے کتنے ریان اس مٹی کی ماں کے لیے اپنی جان کی بازی ہار دیتے ہیں

شہیدوں کی ہے یہ سر زمین جسے پاکستان کہتے ہیں

یہ بنجر ہو کر بھی کبھی بزدل پیدا نہیں کرتی

CLASSIC URDU MATERIAL

کلاسک اردو مٹیریل

ختم شد